

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدْرَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ سورہ یونس

اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ اُن کے رب
کے پاس اُن کیلئے بہت اُونچا مقام ہے

افضلیت غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ

دلائل و شواہد

دکتر الطاف حسین سعیدی

دار الفیض، گنج بخش، لاہور

وَلَبِشْرَ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّهُمْ قَدْرٌ صَدَقَ عِنْدَ رَبِّهِمْ
سورہ یونس

اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ اُن کے رب
کے پاس اُن کیلئے بہت اُونچا مقام ہے

فضیلت غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ

دلائل و شواہد

اَنْ
کاکبر الطاوع حسین سَعْدِی

دارالفيض گنج بخش، لاہور

صدم منزل، گلی نمبر، بلال گنج۔ لاہور

گنج بخت فہم عالم مظهر نور خدر
 نافصاف را دیر کامل کاملا را را را

نام کتاب افضلیت نحوۃ اعظم (دلائل و شواہد)
 نام کتاب (تاریخی) انفس النور فی مقام سیدنا الجیلانی عند الممہور (۱۴۱۹)
 مصنف ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی
 محرک و معاون خطیل احمد رانا
 سال اشاعت ۱۹۹۹ء
 تعداد گیارہ سو

پہیہ
 ناشر دار البیض گنج بخش
 انچارج نشر و اشاعت محمد ریاض بہانیوں سعیدی

ملنے کا پتا

صاحبزادہ حافظ غلام محی الدین رضا علوی گنج بخشی قادری رضوی
 صدام منزل، کھلی۔ ۱، بلال گنج۔ لاہور۔ ۵۴۰۰۰

انتساب

لست سلیحان یوم العرض قبرہ تہدیٰ الیہ جرادا فی فیہا
والشدت بلسان الحال قائلۃ إن الہدایا علی قدر مہدییہا
(حضرت سلیمان علیہ السلام) کی خدمت میں ایک چڑیا آئی۔ ایک بُڈی کو
موت میں لئے ہوئے تختہ پیش کیا۔ اس نے زبان حال سے یہ کہا کہ بے شک تم خوف
کا درود اور تختہ دینے والے کی قدرت پر ہے۔)

سیدہ سراحمدہ، آلودہ ہر عصیاں، سراپا نقصان اپنی اس حقیر کو شش کے
حاصل کو اپنے شیخ کریم امام اہل سنت حضور غزالی زماں علامہ مہر (محمد معبد
کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے سرور الاولیاء، امام الافراد، فرد الاحباب،
شیخ الکمل، غوث اعظم محی الدین حضور سیدنا محمد الفاضل (رحمۃ اللہ علیہ) رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی خدمت اقدس میں بطور ہدیہ پیش کرتا ہے اور اس کاوش کا انتساب بھی آپ
عی کے نام۔

۱۔ اگر قبول التذکرہ ہے عز و شرف ۲۔ شاہاں چہ عجب گریہ و آواز ند گدارا

سگ غوث الثقلین

ناجمہ الطاف حسین

پیر ۳ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ ۲۹ جون ۱۹۹۸ء

نوٹ: اگر ضرورت محسوس کی گئی تو اس کتاب کا ضمیرہ بھی شائع کیا جائے گا۔

فہرست

- ☆ عرض ناشر ۹
- ☆ تقریب ۴۷
- ☆ مقدمہ ۵۷
- ☆ "قدمی ہذہ" کے پانچ مختلف مفہوم ۶۲-۵۹
- ☆ مسلمان پر حسن ظن رکھتے ہوئے نایاب کتابوں کے حوالے نقل کرنا ۶۳
- ☆ اتباع جمہور کا ہے ۹۶-۶۳
- ☆ انفرادی کشف میں خطا ممکن ہے۔ ۶۳
- ☆ توقف من وجہ افضل اور فضیلت جزوی کے اقوال ۶۳
- ☆ مولوی محمد احمد کا حد سے تجاوز کرنا ۶۵-۶۴
- ☆ بیعت کی قسمیں ۶۵
- ☆ انفرادی فیض اور اجتماعی فیض ۶۶
- ☆ بلا واسطہ فیض لینے والوں میں بھی فرق مراتب ہوتا ہے ۶۶
- ☆ عرف عام میں ولی اللہ سے مراد ۲۰۲-۹۵-۷۹-۶۰
- ☆ باب اول: جمہور اہل سنت کی نظر میں سیدنا جیلانی کا مقام ۶۷

۶۷

☆ واسطگان سلسلہ چشتیہ کے اقوال

☆ غیرت پیر کی وجہ سے انکار خلوت کی

۱۷۵-۷۶۳-۷۳

حکایت کا جائزہ

☆ محبوب سبحانی کے مشابہ بے شمار محبوبوں کا قول مع شرح ۸۶-۸۵

☆ محبوب سبحانی اور محبوب الہی میں تقابل

۲۰۷-۲۰۶-۱۷۰-۹۲-۸۷

کا قول اور حمایت جمہور

☆ کیا پیر مہر علی شاہ صاحب کا فتویٰ ان کی زندگی

۲۰۸-۹۳

کے بعد چھپا ہے

۱۰۲

☆ واسطگان سلسلہ نقشبندیہ کے اقوال

☆ سیدنا جیلانی کا نزول کامل

۱۷۳-۱۷۳-۱۶۶-۱۲۵-۱۱۶-۱۰۹-۱۰۸

تھا یا ناقص

☆ حضرت مجدد الف ثانی کے ایک اہم

۱۱۳-۱۱۰

مکتوب کا سنداً و متناً ثبوت

۱۱۷

☆ ایک بزرگ کو دوسرے پر فضیلت مطلقہ یا قیاسیہ دینا

۱۲۷

☆ واسطگان سلسلہ سرور دیہ کے اقوال

۱۵۹-۱۳۰-۱۲۹-۱۱۰-۱۰۹-۵۸

☆ بقایائے سکر کا قول

۱۳۵

☆ واسطگان سلسلہ قادریہ کے اقوال

۱۳۹-۱۳۶

☆ ابن عربی کی ایک بے خبری

- ☆ میاں میر لاہوری کی ایک ممکنہ علمی توجیہ ۵۹-۱۴۲-۱۴۳-۱۶۲
- ☆ میاں محمد بخش اور لغزش قلم ۱۴۳-۱۴۴-۱۴۸-۱۴۹
- ☆ اعلیٰ حضرت نے تخصیص مدلل کا قول کیا ہے
نہ کہ تخصیص قیاسی کا ۱۴۵-۱۴۶
- ☆ نور محمد کھاجوی پر بہتان تراشی ۱۴۷-۱۴۸
- ☆ لولین کے اقوال ۱۴۹
- ☆ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات ۱۵۲
- ☆ حضرت خضر علیہ السلام کے دو اقوال کی تطبیق ۱۵۳
- ☆ باب دوم: جمہور اہل سنت کے خلاف اشکالات ۱۵۵
- ☆ الہامی امر الہی ماننا ختم نبوت کے منافی نہیں ۱۵۵
- ☆ ”قدمی“ ہذا کا قول الہامی امر الہی سے تھا ۱۵۷
- ☆ ”قدمی“ کو سکر یہ قول کہنا
- ☆ خلاف جمہور ہے ۵۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۲۹-۱۳۰-۱۵۹
- ☆ ”قدمی“ کے قول سے توبہ کرنا ہرگز ثابت نہیں ہے ۱۶۱
- ☆ ”قدمی“ کس سال کہا گیا؟ اس وقت خواجہ اجمیری کی عمر شریف کیا تھی؟ ۱۶۲
- ☆ ”قدمی“ کا قول منسوخ نہیں ہوا ۱۶۵
- ☆ اپنے پیر کو اولیاء وقت سے افضل ماننے کی حقیقت ۱۶۶

- ☆ پیر سے مرید کا افضل ہونا ممکن ہے ۱۶۸
- ☆ حبیب اللہ، محبوب الہی اور محبوب سبحانی کی ترکیب ۱۷۰
- ☆ سیدنا جیلانی کا سیدنا جمیر سے وظائف لینا ثابت نہیں ۱۷۶
- ☆ اکابر چشت کا استغراق اور شطیحات ۱۷۷
- ☆ سیدنا جیلانی اور سکرو صحو ۱۷۹
- ☆ خلافت روحانی اور موت کا اثر ۱۸۰
- ☆ قطب الاقطاب خاندان نبوت سے ۱۸۲
- ☆ پیر اور مرید کا فقہی مذہب مختلف ہونا ۱۸۳
- ☆ تفریح الخاطر میں جھوٹ قطعاً ثابت نہیں ۱۸۶
- ☆ "قدمی" مقام فنا میں نہ کہا ۱۶۲-۵۹
- ☆ کتب چشتیہ بھی خطاؤں سے محفوظ نہیں ۱۹۱
- ☆ افضلیت کے غیر مصدقہ دعوے ۱۷۳
- ☆ بحجۃ الاسرار معتبر کتاب ہے ۱۹۳
- ☆ حوالہ جات اور چند ضروری حواشی ۱۹۶
- ☆ کتابیات ۲۳۰
- ☆ حرف تشکر ۲۳۳
- ☆ متن و عکس غضب نامہ ۲۴۲
- ☆ مناقب ۲۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام جناب نبی کریم ﷺ در حیم ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء جناب ابو بکر صدیق، جناب عمر فاروق، جناب عثمان غنی، جناب حیدر کرار علی المرتضیٰ و دیگر صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس پیغام کو آگے پہنچانے اور اس کی ترویج و اشاعت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے نہ صرف اپنی تمام تر توانیاں صرف کیں بلکہ اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کر دیئے۔ اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین، ائمہ اہل بیت، ائمہ مذاہب اربعہ، محدثین و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس روشنی کو مزید پھیلانے میں جدوجہد کی، اور وقت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے شجر اسلام کی آبیاری کے لیے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء میں سے سلاسل طریقت کی بنیاد پڑی، اگرچہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی سلاسل طریقت چلے لیکن آگے چل کر یہ سلاسل طریقت کے معروف سلاسل میں ضم ہو گئے۔ صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ باقی رہا۔ اس خطہ ارضی یعنی برصغیر پاک و ہند میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور مبارک میں ساحل مکران تک اسلامی سلطنت پھیل چکی تھی۔ محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے بعد سرزمین بلاتان تک اسلامی سلطنت قائم

ہو چکی تھی۔ لیکن حقیقی طور پر دیکھا جائے تو صوفیہ کرام کی آمد پر اور اس نقطہ میں
ان کے قیام کے بعد جس تیزی سے اسلام کی اشاعت ہوئی وہ کسی سلطنت کی فتح پر
بھی ممکن نہ تھی۔ ہندوستان (پاک و ہند) کے مسلمان آج بھی حلقہ جغوش اسلام
ان بزرگوں کی تبلیغ کی وجہ سے ہیں۔ حضرت سیدنا داتا گلی بخشہ، حضرت
غوث العالمین شیخ الاسلام و المسلمین جناب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین خلیدار کاکی، حضرت
بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت مخدوم شیخ احمد علاء الدین صاحب
کلیری، حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی، حضرت شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی کے خلیفہ شیخ الاسلام شیخ بیہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت شاہ
صدر الدین عارف، حضرت شاد رکن الدین عالم، حضرت سید عثمان مردودی
المعرف بہ بعض شہداء قلندر، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت سید
محمد غوث اپنی حلیم، حضرت سید عبد القادر ثانی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد
الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان دین جن کے وجود مسعود سے لاکھوں
کروڑوں خالق خدا اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوئی، اور یہ عمل آج سے نہیں اس
کو صدیاں بہت گئی ہیں، اسی لیے مسلمانان خطہ پاک و ہند نے ہمیشہ ہی ان بزرگان
دین سے اپنی روحانی وابستگی رکھی ہے۔ ان بزرگوں کی خانقاہوں کی ماضی ان کے
مزارات سے تعلق اسی بات کا اظہار ہے کہ اسلام ان بزرگوں کی مساعی جیلہ سے
ہی ان تک پہنچا۔ اس وقت سے لوگوں نے بزرگان دین کو اپنی عقیدتوں کا مرکز
بنایا ہوا ہے۔

بَلَدُ الْفَقِيرِ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ سیدنا داتا گلی بخشہ

عشق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و سجادہ نشین حضرت رائے راجو المعروف بہ شیخ ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کی نظر کیمیا اثر سے نہ صرف ”رائے راجو“ سے شیخ ہندی ہوئے بلکہ آپ کے بعد آپ کی اولاد و امجاد کو بھی حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کی سجادگی کا شرف حاصل ہے اور اس سعادت کو نو سو سال سے ذائد عرصہ گزر چکا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی چاٹھین و حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور سجدہ نشین حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غریب نواز نواب معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے، چنانچہ رانا عبد الحمید نقشبندی ”قرآن حکیم اور تصوف“ مطبوعہ لاہور، صفحہ ۱۶ پر رقمطراز ہیں :

”حضرت شیخ ہندی کے صاحبزادے شیخ لطفی تھے۔ انہی کے دور سجادہ نشینی میں نواب نواحگان غریب نواز شیخ معین الدین چشتی اجمیری سرکار ہند نے درگاہ عالیہ میں اعتراف کی سعادت حاصل کی تھی۔ حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب سرکار ہند میں قلبی رابطہ پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے شیخ کو آپ نے اپنے باطنی فیوض و درکات سے بہت کچھ نوازل یہ فیوض و درکات واقعی نہیں تھے جو صرف حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ختم ہو جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت داتا کی درگاہ عالیہ کے سجادہ نشینوں کو آج تک حضرت غریب نواز کا فیض چاری ہے، اور حضرت داتا صاحب کی کرم نوازی کے صدقے اس خاندان میں آج بھی بڑی بڑی بزرگ ہستیاں پیدا

ہوتی چلی آ رہی ہیں۔"

ایں سعادت بوز بازو نیست
تا نہ عجب خدائے عجب و

فقیر اپنی اس نسبت پر جتنا بھی شکر جلائے وہ کم ہے۔

احقر کے چمن سے آج تک ہمارے خاندان میں اعراس ہوں، سالانہ مہمانہ معمولات یا کسی بزرگ کے قتل خوانی یا چہلم کے موقع پر شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد دعا کروائی جاتی ہے خاص طور پر داع کے موقع پر حضور غوث العظیم قلب ربانی، غوث صدیقی، محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسینی دامت برکاتہم و آلہم السلام کا اسم گرامی تمام اولیاء اللہ میں سب سے پہلے نیا جاتا ہے۔ اوقاف کے قیام سے قبل مہمانہ معمولات میں دیگر معمولات کے علاوہ قمری ماہ کی چار، گیارہ اور انیس تاریخ کو بالترتیب حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، گیارہویں شریف یعنی حضرت سیدہ غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مہمانہ ختم شریف ہوتے ہیں۔ ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو آنحضرت سرور کائنات ﷺ کے حضور درود و سلام اور محفل میثار پاک کا انعقاد ہوتا ہے۔ محکمہ اوقاف کے قیام کے بعد ہمارے خاندانی معمولات مہمانہ و سالانہ جو مزار پر انوار حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ہفتے آج بھی ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ صدیوں سے جاری و ساری ہے۔

ہم اپنے بزرگوں سے یہی سنتے آئے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے سردار ہیں۔ اسی ماحول میں ہماری پرورش ہوئی اور اب تک زندگی گزری۔ چمن کے بعد جب اہل علم و صوفیہ حضرات کی

صہبت میسر ہوئی اور بزرگان دین متین کی تصنیفات سے استفادہ کا موقع میسر آیا تو یہ عقیدہ راسخ ہوا کہ تمام اولیائے وقت و اکثر علماء ملت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت غوث العالمین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا تمام زمانوں کے اولیاء کرام کے سردار ہیں۔ معاصرین، اولین و آخرین سب کے سب آپ سے فیض یافتہ ہیں اور آپ کے تابع ہیں اور آپ کے ارشاد گرامی :-

قد می هذه على رتبة كل ولي الله

کی تائید کرتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ، نقشبندیہ، سروریہ وغیرہ کے تمام مشائخ کا اس پر اجماع ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد مبارک کی تائید میں اولیاء و علماء و صلحاء امت محمدیہ علیہ السلام اتنا کچھ لکھ چکے ہیں اور عملی طور پر اس کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ فقیر اب اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ اس کی مزید وضاحت کی جائے، اتنا ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ شرط عقیدت و ایمان کی ہے۔

کچھ عرصہ قبل نور بھارت سے محرم اور مستصوف مولوی محمد احمد ساکن بھیر پور یز عم خود "شمس الفقہاء" ایک کتاب (جو غالباً ان کی زندگی کی پہلی کاوش ہے) "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" لکھی جس میں موصوف نے کفار سلسلہ چشتیہ کی محبت کے لہاوے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے قدیم دلی بغض اور آپ کے مقام رفیع الشان کے سلسلے میں مخفی حسد و عناد کا کھل کر انصار کیا ہے۔ اور بڑی بے باکی اور دریدہ رہنئی کا ثبوت دیتے ہوئے رکیک جملوں کی جسارت سے بھی گریز نہیں کیا۔

حضور غوث پاک سے مولوی محمد احمد کو جو بغض ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ تو سوچنے کی بات ہے۔ کیونکہ حضور غوث پاک سے مولانا شیعہ حضرات دیگر فرقہ بالحد بغض رکھتے ہیں۔

سر آئینہ شیرا گلشن ہے پس آئینہ کوئی اور ہے
ذکر غالب ہیں مالک رام لکھتے ہیں :

”بقول سید علی باقر امی شیعہ حضرات کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے اس لیے کد ہے کہ اس سے ان کی آدھی سلطنت چھین گئی۔ اگر ان حضرات موصوفہ کی تعلیم نہ ہوتی تو آج سب مسلمان شیعہ مسلک کے پیرو ہوتے۔“

(ذکر غالب صفحہ ۲۳۸، محبوبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی، ۱۹۷۶ء)

آپ کے ارشاد عالی ”قدمی ہذہ علمی رقبۃ کنل ولی اللہ“ کی تائید کرنے والے اولیاء امت، کاہر ملت اور محدثین کرام مثلاً امام ابو الحسن (اشطونی الشافعی)، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملا علی القاری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور پیر سید مر علی شاہ گولڑوی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں کو سب دشتم کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ حضرات اولیاء کے ساتھ موصوف کا اظہار محبت ہے۔ حضرات چشت اہل بہشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کی محبت کا ڈھونگ موصوفہ رچائے ہوئے ہیں وہ بھی ان سے برکت کا انحصار فرماتے ہوں گے اور مولوی صاحب موصوفہ ان کے غیلا و غضب کا ضرور نشانہ بنیں گے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں سے اس نے اپنی تائید میں پیش لفظ اور

”شات لکھوائے ہیں وہ خود ان کے چار حاشہ انداز تحریر سے نا اہل ہیں۔ اس کتاب کا پیش لفظ جناب غلام قطب الدین نبیر و حضرت خواجہ محمد یار فریدی گڑھی اختیار جان علیہ الرحمہ نے لکھا ہے اور موصوف کے نقطہ نظر کی تائید کی ہے۔ حالانکہ ان کا یہ نقطہ نظر اپنے جد امجد بلبل برتان رسالت حضرت خواجہ محمد یار فریدی کی روش سے ہٹ کر ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اپنے پیش لفظ چھپوانے کے اندھے شوق نے انہیں اپنے امجد کے طریق کار سے بھی دور کر دیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمہ حضرت شیخ اکمل بناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوں رطب اللسان ہیں :

صفاء مصطفیٰ داری، ضیاء مرتضیٰ داری

قدم بر اولیاء داری، تو محی الدین جیلانی

(دیوان محمدی صفحہ ۹۱ شائع کردہ گڑھی اختیار خان)

اب کیا ارشاد فرماتے ہیں غلام قطب الدین صاحب پچاس مسئلہ کے ؟

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب جناب غلام قطب الدین صاحب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنے جد

امجد کے مزار مبارک پہ جا کر کہیں :

نیاز مانہ ہے مئے صبح دشام پیدا کر رہے ہیں۔ آپ کے قدیم نظریات و

معمولات کے خلاف میں نے علم بجاوت بلند کر دیا ہے۔ آپ کے قدیم نظریات

ہزاری شہرت اور نام و نمود میں رکاوٹ ہیں۔ ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے

مولوی محمد احمد بھیر پوری کو اپنا امام بنا لیا اور ان کی تحقیقات کی روشنی میں زندگی

کے مئے سفر کا آغاز کر دیا ہے۔

المسوس اور امین کی افسوس! جن بزرگوں کے نام پہ یہ اپنی پیری کی دکانیں چمکا رہے ہیں انہی کے معمولات اور جذبات عقیدت و محبت سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔

میں نے خود اپنی موت کا سامان کر لیا

یہ لوگ ان بزرگوں کے فیوض و رکات کے اتن کیسے آدے کتے ہیں؟
 مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب نے بھی مولوی محمد احمد کے نقطہ تحقیق کو سراہا ہے حالانکہ موصوف اپنے آستان محبت کے آفتاب حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خاندان حضرت مولانا غلام قادر بھیروی ثم لاہوری علیہ الرحمہ اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کا مطالعہ فرما کر نور بصیرت کا سامان کر سکتے تھے۔ مولوی محمد احمد کا دامن تقاضے کی ضرورت نہ تھی۔ مرآت العاشقین، نور ربانی فی مدح المحبوب سبحانی اور مہر مشیر کو پیش نظر رکھیں۔ مزید یہ کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے وصال کے بعد آپ کی اولاد امجاد نے ہمیشہ خود کو سجادہ نشین کہلانے کی بجائے خادم لشکر غوثیہ کہلانے پر فخر محسوس کیا چنانچہ اس سلسلہ میں ایک ”آئین و دستور درگاہ و لشکر غوثیہ گولڑہ شریف“ کے نام سے مرتب کیا گیا جو باقاعدہ رجسٹرڈ حکومت پاکستان ہے۔ اس آئین و دستور درگاہ و لشکر غوثیہ شریف کی شق نمبر ایہ ہے:

”حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی ارفع شان کے دم قدم سے لشکر عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف منبع فیضان ہوا آنحضرت کے بعد حضرت قبلہ عالم سیدنا محی الدین شاہ صاحب

المعرف حضرت قبلہ باہجی نے نہایت تواضع اور انکساری کے ساتھ
حضرت اعلیٰ کے نقش قدم پر چل کر ان کی تعلیمات اور فیضان کو
جاری رکھا اور سر مو فرق نہ آنے دیا۔“

شق نمبر ۳ کے مطابق

”حضرت باہجی نے ہمیشہ لشکر غوثیہ کا غیظ و کرم اور خادم کھلانے پر فخر
محسوس کیا۔“

آئینہ دستور کی شق ۳۸ کے مطابق :

”حضرت اعلیٰ پیر مر علی شاہ صاحب اور حضرت باہجی کے ارشادات
اور فرمودات پر عمل کیا جائے گا اور نقش قدم پر چلا جائے گا۔ سجادہ
نشینی کی لٹنی کی جائے گی۔ غوث پاک کے لشکر کا خادم کھلانے میں فخر
محسوس کیا جائے گا۔“

مولانا رفیع سیالوی صاحب کیا کبھی آستانہ عالیہ سیال شریف کی طرف
سے کوئی اعتراض وارد ہوا؟

اس کے باوجود اگر لوح دل پر تردد اور شک و شبہ کی چادر تنی رہے تو شیخ
الشاہ سلطان الاولیاء، محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی
روایت سے مستحکم ہونے کی کوشش کریں۔ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں :

”ایک شخص حضرت شیخ عبد القادر گیلانی قدس سرہ العزیز کی خانقاہ
میں آیا۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ خانقاہ کے دروازے پر پڑا ہے
اور اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے اور خراب حالت میں ہیں۔ آنے
والا شخص حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

میں پہنچا اور اس نے دروازے پر پڑے ہوئے آدمی کا ذکر کیا اور حضرت شیخ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا: خاموش رہو اس نے بے ادبی کی ہے۔ آنے والے شخص نے پوچھا: کہ حضرت اس نے کیا بے ادبی کی ہے؟ حضرت شیخ نے فرمایا:

کہ دو لہدال میں سے ہے۔ کل اس قوت پر دوز کے مطابق لہدال کو بخش گئی ہے وہ اپنے دو ساتھیوں کی معیت میں ہوا میں اتر رہا تھا۔ جب وہ تینوں اس خانقاہ کے لوپر پہنچے تو اس کا ایک ساتھی لڑتے ہوئے خانقاہ سے ایک طرف ہٹ گیا اور ادب کے طور پر خانقاہ کی دائیں جانب سے نکل گیا۔ اس کا دوسرا ساتھی بھی لڑتا ہوا خانقاہ کی بائیں جانب سے نکل گیا۔ اس نے بے ادبی سے خانقاہ کے لوپر سے گزر کر چاہلہذا اپنے گھر گیا۔“

(فتاویٰ القواد، اردو ترجمہ پر دینبر محمد سرور لاہور، ۱۹۸۷ء، شائع کردہ علماء

اکیڈمی اوقاف پنجاب، صفحہ ۴۶)

مولانا اس روایت کو پڑھیں اور پھر اپنے مددِ حق کے طرزِ تحقیق و تحریر اور جسارتِ تنقید و تحقیر کا جائزہ لیں۔

کیا آپ کے مولوی محمد احمد صاحب تائیدی و تحمیدی طرزِ عمل سے مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ و اکابر سیال شریف کی ناراضی کا باعث تو نہیں ہوگا؟
ستم بالائے ستم یہ کہ اس کتاب کے لکھنے کا محرک جناب میاں جمیل احمد شر قہوری کا استثناء ہے۔ اور بقول مولوی محمد احمد کہ

”حضرت مخدوم المشائخ میاں جمیل احمد شر قہوری سجادہ نشین آستانہ

عالیہ شر قہور شریف نے بھی اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا۔“

(حکایت قدم غوث تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۶)

جناب محترم میاں صاحب! کیا آپ کی تسلی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی، حضرت میاں شیر محمد شر قہوری، حضرت شاد و الحسن زید فاروقی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات و نظریات اور معمولات کافی نہ تھے۔ کیا وہ ارشادات آپ کی روحانی تسکین کے لیے کافی نہ تھے۔ کیا آپ بھول گئے کہ میاں شیر ربانی علیہ السلام حضور غوث پاک کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے تھے۔ حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے ارشادات مکتوبات شریف میں کیا ہیں۔ حضرات مجددیہ کی تعلیمات اس بارے میں کیا ہیں اور حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کے خلفاء کا کیا نظریہ ہے؟ یقیناً آپ اس بارے اچھی طرح جانتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب علیہ الرحمہ گیارہویں شریف میں شرکت کے لیے لاہور حضرت شاد محمد غوث قدس سرہ العزیز کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر پڑھتے تھے۔

وکل ولی له قدم و ابی

علی قدم النبی بدر الکمال

کیا آپ کی مسجد کے محراب پر یا شیخ عبدالقادر شیشا لٹھ لکھا نہیں تھا۔ کیا آپ خود اپنی زبان مبارک سے ”یا حضرت سلطان سید عبدالقادر جیلانی شیشا لٹھ کا وظیفہ نہیں پڑھتے تھے؟ ان تمام باتوں کی تفصیل کے لیے ایک کتاب درکار ہے لیکن یہاں اختصار کے طور پر اتنا ہی ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب میاں

صاحب! آپ کی پہچان حضرت میاں شیر محمد شہر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔ آپ کو انہی کے مسلک و نظریے کا داعی ہونا چاہیے۔ کیا ان کے ساتھ آپ کی عقیدت کمزور پڑ گئی ہے یا ان کے مسلک و مشرب کے خلاف اپنا کردار ادا کرنے کو اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے ہیں۔ کیا ان کے معذرت آپ کے نزدیک قابل اصلاح تھے؟ اگر ایسی کوئی بات تھی تو کم از کم حضرت شیر ربانی علیہ الرحمہ سے استفسار فرمائیے۔ یقین رکھئے صحیح جواب وہاں سے آتا جس سے آپ کی تسلی ہو جاتی۔ مولوی محمد احمد سے استثناء کا کیا مطلب؟ آپ کو اپنے بزرگوں کے عقائد سے وابستگی رکھنی چاہیے نہ کہ لاہر اور استثناء کرتے پھریں۔

فکر پاکستان حکیم الامت علامہ محمد اقبال قندور لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ کسی قادری بزرگ سے پڑھوائی جائے۔

دلِ اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے

اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

اس فقیر (ذیر) نے مولوی محمد احمد بصیر پوری کو اعلیٰ حضرت عظیم اہرست علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ افضلیت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مملوہ بزم عاشقان مصطفیٰ ﷺ لاہور بھیجا تو اس شقی القلب مولوی نے بغض حضرات قادریہ میں امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، غنیض المنافقین، شیخ الاسلام و المسلمین امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کے متعلق اور نفس مسئلہ (افضلیت غوث اعظم) کے بارے میں احقر کو خط بھیجا جو زبان استعمال کی اس کا اندازہ قارئین کو اس خط کے پڑھنے سے ہو گا۔

ذاتِ میاں صاحب

مقام مسئولین مزاج نمایوں خیر باد

ذاتِ کامر سلسلہ رسالہ موصول ہوا یہ رسالہ فقیر کی تصنیف "حکایت قدم نموت کا حقیقی جائزہ" تحریر کرنے سے قبل بھی پیش نظر تھا اور اس رسالہ میں بیان کردہ جملہ دلائل کے مدلل جوابات بفضلہ و کرمہ تعالیٰ فقیر کی کتاب میں آچکے ہیں اگر آپ مطالعہ نہیں فرما سکے تو فوراً مطالعہ فرمائیں تاہم اس عریضہ میں کئی کچھ معروضات حاضر خدمت ہیں۔

ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہر دور میں ایک سب سے بڑا ولی اللہ ہوتا ہے اسے قطب، قلب العالم، قطب الاقطاب یا غوث اعظم وغیرہ القابات دیئے جاتے ہیں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بھی اپنے دور کے قطب الاقطاب تھے آپ سے پہلے بھی غوث اعظم گزرے اور بعد میں بھی یہی موقف تمام اولیاء کاملین اکابرین کا ہے مثلاً سیدنا شیخ شہاب الدین سرور دی، سیدنا خواجہ بزرگ ابھیری سیدنا خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر، سیدنا محبوب الہی نظام الدین اولیاء، حضرت شیخ ابوالحسن علی قادری لسان قوم قادریہ و لسان شیخ جیلانی قدس سرہ حضرت سیدنا علی الخواص، سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی، حضرت میاں میر قادری لاہوری، شیخ سیدنا شاہ محمد سلیمان تونسوی، سیدنا خواجہ محمد شمس الدین سیالوی، حضرت شیخ عبداللہی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کیا یہ سب مسلمہ اولیاء کرام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مخالفین تھے اور اللہ کے دشمن تھے۔ یہ سب اس وقت سے متعید فرماتے ہیں اور اس قول کو سکر شیخ قرار دیتے ہیں کہ امر الہی۔

ہم اس دروغ بے فروغ کو تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت مولیٰ علی اور
 حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت شیخ جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا پوری
 امت محمدیہ میں کوئی غوث اعظم ہوا ہی نہیں درحقیقت متعصب قادری بے شمار
 اقطاب و اغواث کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ امت محمدیہ مرحومہ ایک مریا پیدا
 کنار ہے جس میں بہت سے ہیرے جو اہرات موجود ہیں۔ نبی پاک ﷺ خود
 فرماتے ہیں کہ ”میری امت کی مثال بارش کی سی ہے نہیں جانا جاسکتا کہ اس کا
 لول بہتر ہے یا آخر“ ترمذی۔ حضرت ابن عربی قادری فرماتے ہیں :

لا يزال الأمر على ذلك إلى يوم القيامة

(غوث اعظم ہمیشہ قیامت تک ہوتے رہیں گے)

حضرت شیخ جیلی اس وقت کے قطب اور غوث تھے۔ جب اپنے قدی اسخ
 فرمایا تو اس وقت کے اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں (البتہ افراد کی جماعت دائرہ
 قطب سے خارج ہوتی ہے) لتوحات آپ کے مسلسل رسالہ کے صفحہ چار پر
 ہمارے موقف کی تائید موجود ہے۔ صفحہ نو پر جو کچھ لکھا گیا ہے دوسارے کا سارا
 ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور دلائل پر غور کرنے کی دعوت دیتے
 ہیں خواہش نفس کی پیروی اور تعصب سے چتے ہوئے بنظر انصاف فقیر کی
 کتاب میں ذکر کردہ دلائل پر غور فرمائیے کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے
 چاہتا ہے دیتا ہے۔ صفحہ ۱۲ پر جو دشنام طرازی فرمائی گئی ہے کیا مجدد کی زبان ایسی
 ہی ہونی چاہیے متعصب قادری انبیاء عظام و صحابہ کرام پر بھی فضیلت دیتے رہے
 ہیں اور دیتے ہیں مگر اس وقت نہ تو اعلیٰ حضرت کی زمین پگھلی نہ آسمان ہلا۔ حضرت
 رفائی بھی آخر قطب ہی تھے اور حضرت شیخ جیلانی ان کے مرید نہ سہی شیخ ابو سعید

عربی کے سرید اور شیخ حماد دباس کے خوشہ چیں اور حضرت ابو یعقوب یوسف
 اہلانی سے غوثیت کی خیرات لینے والے تو تھے ہی جبکہ بقول قادر یہ شیخ ابو سعید
 تمام قلوبیت پر بھی نہ پہنچا پائے تھے۔ صفحہ ۱۴ پر جو دعویٰ کیا گیا ہے کہ تمام دوروں
 کے غوثوں کے غوث حضرت شیخ جیلانی ہیں دعویٰ بجا دلیل ہے جبکہ اہل دمسلم
 اولیاء کے ارشادات اس کے برخلاف ہیں تو کیا یہ دعویٰ ہوس باطل و باعث
 نقصان دینی نہیں ہو سکتا؟ اسی صفحہ پر بچہ میں منقول بزرگان دین کے اقوال کو
 احادیث قرار دیا گیا حالانکہ عرفالفاظ حدیث سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی
 مراد لی جاتی ہے تو کیا آپ اسے مبنی بر انصاف سمجھتے ہیں اور کیا اعلیٰ حضرت سے
 مسامحت کا وقوع نہیں ہو سکتا اور کیا اعلیٰ حضرت نے علماء سابقین کی مسامحت کا ذکر
 نہیں کیا اور کیا ہم پر ہر مسامحت کی پیروی لازمی ہے؟ جبکہ اعلیٰ حضرت خود فرماتے
 ہیں کہ ہر شخص کا کوئی قول یا خور اور کوئی مردود ہو سکتا ہے مگر صاحبِ روضہ
 خضر رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کا کوئی قول رد نہیں ہو سکتا۔ صفحہ ۲۲ پر بچہ کو مؤطا امام مالک
 کے برابر اور بخاری شریف سے افضل قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ بات سب کو
 معلوم ہے کہ بخاری و مؤطا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مذکور ہیں اور بچہ میں
 اقوال اولیاء۔ نیز حضرت شیخ سروردی حضرت شیخ جیلانی کے ہم زمانہ ہم نوالہ ہم
 پالہ تھے انہیں تو پھر صحابی کہہ دینا چاہیے اور حضرت ابن عربی کو تانی نیز حضرت
 سروردی اور ابن عربی ایسے اہلہ اولیاء کے مقابلہ میں مؤلف بچہ ایک غفلتِ مکتب
 نہیں ہے؟ صفحہ ۲۴ کی روایت میں وقت کی قید موجود ہے صفحہ ۲۵ کی روایت
 سے یہ بات واضح ہے کہ اس وقت روئے زمین پر موجود اولیاء کرام نے اپنی
 گردنیں جھکا ئیں نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین نے۔ اگرچہ ہر قلب کو خلعت

قطبیت جمیع اولیاء کرام کے حضور میں پہنائی جاتی ہے لیکن اس کے ماتحت صرف وہی اولیاء ہوتے ہیں جو اس وقت زندہ موجود ہوتے ہیں ورنہ ولی کے ساتھ فی الارض کی قید لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ صفحہ ۷۷ پر درج روایت کا تفصیلی جواب فقیر کی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے سر دست اتنا عرض کرنا کافی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پہلے اور پچھلے اولیاء کرام میں کنی ایسے غوث اعظم پیدا فرمائے جو حضرت شیخ جیلانی سے بھی افضل تھے بلکہ وہ بھی جنہوں نے آپ کو غوثیت عطا فرمائی جیسے کہ فقیر کی کتاب میں درج اور شواہد اولیاء کرام سے واضح ہے اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض اس کا قیام تو اب بعض کم اٹے۔ صفحہ ۲۹ کی روایت کے جواب میں عرض ہے کہ ہر تعصب اپنی مثال آپ اور جائے خود بے مثل ہوتا ہے اگر شیخ کے بارے میں بعض اولیاء نے فرمایا ہے تو حضرت محبوب الہی کے بارے میں حضرت خضر علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے ظاہر ہے کہ نبی کے قول کو ترجیح دی جائے گی نہ کہ ولی کے قول کو صفحہ ۳۲، ۳۶، ۳۸، ۳۹، ۴۱، ۴۲ میں وقت کی قید موجود ہے۔ قادریوں کے قرآن مجید کی ہی بات مان لو کہ جاننا وقت کی قید موجود ہے اور قید اطلاق کا رد کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے (مختصر المعانی)

نیز آپ کے مرسلہ رسالہ میں جملہ حوالہ جات قادری علماء کے ہیں جو کہ اس موضوع پر تعصب و جنون میں مبتلا ہیں اس کے برخلاف فقیر کی کتاب میں سلاسل اربعہ کے اکابر و مسلم اولیاء کرام کے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں نیز روحانی معاملات اولیاء کرام کی بات تسلیم کی جاتی ہے نہ کہ علماء ظاہر کی۔

و اللہ یہدی من یشاء ولی صراط مستقیم یہ مختصر جواب ہے تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب کا مطالعہ کیجئے۔

ابو الحامد محمد احمد الفریدی

بانی و مستم دار العلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ (رجسٹرڈ) پور (لوکارا)

نہا کی فوٹو آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی کو تکلیف کیوں نہ

ہوگی۔

دو رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کے چارہ جوئی کا دار کے کہ یہ دار وار سے پار ہے

ناپائی ہوگی اگر میں اپنے شیخ صحبت مخدومی و مکرمی حکیم اہل سنت جناب

حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری مدظلہ العالی کا ذکر نہ کروں جن کے

فیضانِ صحبت سے احقر ”دار الغیض خلیج خش“ قائم کرنے اور نشر و اشاعت کا کام

کرنے کے قابل ہوا۔

ہر مومنین میرے بدن پہ زبان سپاس ہے

اہل سنت کے لڑیچہ کی اشاعت کے سلسلہ میں قبلہ حکیم اہل سنت مدظلہ

اصناف کی خدمات کا تعارف کروانا سورج کو چرائی و کھانے کے مترادف ہے۔ سب

سے پہلے مرزا یحییٰ خاں رضا آپ نے قائم فرمائی اور دنیائے اہل سنت کو انقلاب از

نصاب کا درس آپ نے دید۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ فرید العصر حضرت میاں

علی محمد خان چشتی نظامی فخری سجادہ نشین ہسی شریف (ہوشیار پور) مدظلہ العالی

عالم پناہ حضرت بلال فرید الدین خلیج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید صادق ہیں اور

مولوی محمد احمد بھی حضرت میاں صاحب کا مرید بنے کا مدعی ہے۔

میاں صاحب کے نظریات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے

میں کیا تھے اس کا اجمالی ذکر جناب ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی نے اپنی کتاب میں

کر دیا ہے۔ حضرت میاں صاحب باقاعدہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ مدائنوار پر حاضری کے لیے بغداد شریف جاتے تھے۔

۱۹۶۱ء میں حضور میاں صاحب قبلہ اپنے داماد محترم جناب خاں بشیر احمد خان مرحوم و مغفور و دیگر احباب کے ساتھ زیارات مقامات مقدسہ کے لیے عراق، شام، فلسطین، مصر تشریف لے گئے، بعد ازاں فریضہ حج کی اونٹنی کے لیے حجاز مقدس عازم سفر ہوئے۔ پہلے مدینہ منورہ حاضری کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے، پھر حج ادا کیا۔ جناب بشیر احمد خان صاحب داماد و مرید حضرت فرید العصر نے اس مقدس سفر کے احوال ”زیارات مقامات مقدسہ عراق، شام، فلسطین، مصر، حجاز“ کے نام سے قلمبند فرمائے اور جناب شیخ سردار محمد صاحب نے انہیں مرتب کیا۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں :

”محترم خاں بشیر احمد خان صاحب نے اپنے سفر کے جو چشم دید حالات مختصر اقلبند فرمائے تھے، ان کی اشاعت پر لوگوں کو بہت اصرار ہوا تو اپنی عدم الفرصتی کے باعث وہ مسودات مجھے سپرد فرما دیئے، میں نے انہیں کچھ پھیلا کر ترتیب دے دیا ہے۔“

(زیارات صفحہ ۱)

جناب بشیر احمد خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

”ہم لوگ مصر، عراق، شام، بیت المقدس، لبنان، شرق اردن، مصر وغیرہ کے مقدس مقامات کی زیارات کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے پھر آنحضور ﷺ کے وسیلے سے بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر مناسک دارِ کائنات حج ادا کیے۔ الحمد للہ کہ ان متبرک

مقامات پر جہاں انبیاء کرام آسودہ ہیں اور بزرگان دین آرام فرما ہیں،
حاضری نصیب ہوئی۔ روانگی سے قبل ہی عزیزوں، دوستوں اور
نہوں کا اصرار تھا کہ جہاں جہاں آپ جائیں وہاں کے حالات قلبند
ضرور کریں تاکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔ مراجعت وطن کے بعد
یہ تقاضا شدت اختیار کر گیا یہاں تک کہ خود حضرت میاں صاحب
مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ جانے والے زائرین کو فائدہ پہنچانے
کی غرض سے ان کو شائع کر دینا چاہیے۔ حضرت صاحب قبلہ کے
ارشاد پر میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ پیش کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس
کوشش کو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے نفع بخشے۔ آمین ثم
آمین۔“

(زیارات صفحہ ۳-۵)

اس کتاب ”زیارات“ کے ناشر بھی خود حضور میاں علی محمد خان صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ اگرچہ اس پر ناشر کا نام نہیں ہے اور اس کے لکھنے کا حکم
بھی حضرت میاں صاحب نے اپنے داماد اور مرید جناب بشیر احمد خان مرحوم و
مفقور کو دیا تھا، اس لیے اس میں جو کچھ بھی چھپا ہے اس میں حضرت کی منشاء و
منظوری شامل ہے۔

حضرت میاں بشیر احمد خان صاحب بیان فرماتے ہیں :

”۲۳ شوال ۱۳۸۰ھ، ۱۰ اپریل ۱۹۶۱ء“ آج کل پاکستان میں عراق
کے سفیر پیر سید عبدالقادر جیلانی مدظلہ حضرت غوث الاعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ آپ بڑے علم دوست اور درویشوں اور

فقیروں سے عقیدت و محبت رکھنے والے بزرگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی حضرت میاں صاحب قبلہ مدظلہ کراچی تشریف لے جاتے ہیں تو حضرت پیر صاحب مدظلہ اپنی "شفولیوں" کے باوجود حضرت میاں صاحب مدظلہ کو مدعو فرماتے ہیں اور حضرت میاں صاحب قبلہ مدظلہ قیام کراچی کے دوران ان سے ملنے ضرور جایا کرتے ہیں۔"

(زیارات صفحہ ۱۷)

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرات قادر یہ و حضور غوث پاک کی اولاد اور حضرت میاں صاحب قبلہ میں کیسی مرد محبت تھی۔ اہل محبت کا یہی دھڑ بھڑاتا ہے اور جس کے دل میں محبت اور حسد و عناد کا الاء چل رہا ہو اہل اللہ کے بارے میں ان کی زبان مولوی محمد احمد جیسی ہوا کرتی ہے۔

جناب بشیر احمد خان رقم طراز ہیں :

"جب پیر صاحب مددوح کو حضرت میاں صاحب قبلہ مدظلہ کے قصد حاضری بعد او شریف کی ہامت معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور ازراہ شفقت و محبت ہمارے قصد کی اطلاع اپنے اخی محترم جناب سید برہان الدین مد فیوضہ کو دی۔ ہم لوگ طیارہ کے ذریعے دوپہر کو بغداد پہنچے تو معلوم ہوا کہ جناب پیر سید برہان الدین صاحب اور جناب پیر سید عبداللہ صاحب زید برکاتیم مثولیان آستانہ حضرت غوث الاعظم ہمارے منتظر ہیں۔ ہر دو انکار ہم کو آستانہ عالیہ پر ملے۔ ازراہ کرم و نوازش مہمان خصوصی ہمارے دیوان خانہ نقیب الاشراف میں ہمارے ٹھہرنے کا انتہیٰ فرمایا۔ جہاں ہم بڑی آسائش سے رہے۔"

مزید لکھتے ہیں :

”سید محمد ابراہیم صاحب نقیب الاشراف مد فیوضہم حجاز و نشین آستانہ عالیہ حضور غوث الاعظم کے حسن اخلاق اور وسعت مدارات کا کیا کونا بزرگانہ کرم و نوازش کا مجسم نمونہ ہیں۔ حضرت نقیب الاشراف کو شہر سے دور ایک جگہ میں قیام فرماتے ہیں تاہم اس پیرانہ سالی میں بھی روزانہ بارگاہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری کے لیے مغرب سے قبل تشریف لے آتے ہیں اور عشاء تک روضہ اقدس میں حاضر رہتے ہیں۔ جناب حضرت میاں صاحب مدظلہ نے جب حضرت ممدوح کی خدمت عالیہ میں کچھ نذرانہ پیش کیا تو آنجناب اس نذرانہ کو شرف قبولیت بیخوشی سے لپکچکائے، مگر جناب میاں صاحب مدظلہ نے سید صاحب سے یہ عرض کیا کہ جناب والا یہ نذرانہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی میں پیش کی جا رہی ہے تاہم قبول فرما کر ممنون فرمایا اور دعا کیں دیں۔“

(زیارات صفحہ ۱۷-۱۸)

مولوی محمد احمد صاحب غور کرو۔۔ پھر غور کرو۔ جن بزرگ کے تم مرید ہونے کے مدعی ہو اور جن کے وسیلے تم سلسلہ چشتیہ کا دم بھرنے کا دھوکا دیتے ہو، ان کے طرز عمل کو دیکھا۔

جناب بشیر احمد خان اپنے سفرنامہ میں فرماتے ہیں :

”حضرت نقیب الاشراف مد فیوضہ نے مزید یہ کرم فرمایا کہ ہم سب کو ہمراہ لے کر پیرانہ پیر، غوث صدیقی، قلب ربانی حضرت شیخ محی

الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار اقدس میں حاضر کیا۔ ہم نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے قریب فاتحہ کے بعد ایک خاص کیف کے عالم میں بارگاہِ صمدیت میں حضور کے وسیلے سے دعائیں اور التجائیں کیں اور اپنے عزیزوں، دوستوں اور محبوبوں کے لیے بھی گزارشیں پیش کیں۔ حضرت میاں صاحب قبلہ نے اس وقت اپنے سب تخلصین، محققین اور مریدین و احباب کے لیے فلاح اور عافیت دارین کی دعا فرمائی۔ ہمیں یقین ہے کہ اس وقت جس متبرک اور مقدس مقام پر ہم نے دعائیں مانگی ہیں اور اسلام کی جس عظیم الشان ہستی کا وسیلہ بارگاہِ الہی میں پیش کیا ہے، جو محی الدین کے لقب سے مشہور ہے وہ ضرور بارگاہِ الہی میں مقبول ہوئی ہوں گی اور ہمارے دل سے کشائیں اور نامہ اعمال سے معصیتیں دھل جائیں گی۔“

(زیارات صفحہ ۱۹)

اس مقام سے آگے جناب خان بشیر احمد خان صاحب مرحوم و مغفور نے (اللہ تعالیٰ ان کے درجات مزید بلند فرمائے) ایسا مبارک جملہ لکھا ہے جس کے لفظ لفظ سے حق کا نور جلوہ گر ہے جو آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین بخش رہا ہے۔ پھر یاد رہے کہ جناب بشیر احمد خان صاحب نہ صرف حضور میاں صاحب کے دلدادہ اور مرید ہیں بلکہ جو کچھ آپ اپنے سفر نامہ میں بیان فرما رہے ہیں یہ حضرت فرید العصر علیہ الرحمہ کے مبارک مسلک و مشرب کی ترجمانی ہے۔ یہ کتاب میاں علی محمد خان علیہ الرحمہ کے ارشاد کے مطابق قلب بند کی گئی۔ آپ خود

اس کے ہاشر ہیں۔ اور آپ کا منشا یہی تھا کہ عام لوگ بالعموم اور داخل سلسلہ بالخصوص اس سے فائدہ اٹھائیں۔

شرب علوی سے باطل کا قلعہ پاش پاش ہو گیا۔

آپ کے ترجمان آپ کے حسب ارشاد بیان کرتے ہیں :

”حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء اللہ کے گروہ کے سالار اعظم ہیں، اور سلسلہ عالیہ قادریہ آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔“

(زیارات صفحہ ۱۹-۲۰)

مولوی محمد احمد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۸ پر حضرت میاں صاحب قبلہ کے نام خود ساختہ روایت گڑھی ہے اور آپ کے وصال کے کافی عرصہ بعد اس کو منظر عام پر لائے ہیں اور یہ قول مبارک حضرت میاں صاحب قبلہ کی حیات مبارکہ ہی میں چھپ گیا تھا اور خود آپ اس کے ہاشر بھی تھے۔

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾

اپنے مفروضات کی خس و خاشاک پر مولوی محمد احمد نے جو ثمارت کھڑی کی وہ شرب حق کا ایک وار بھی نہ سہہ سکی اور آن واحد میں دھڑام سے نیچے آگری۔ حکیم المل سنتھ نڈ کا تمام خاندان حضرت میاں صاحب قدس سرہ العزیز سے شرف دعوت رکھتا ہے۔ آپ کے والد ماجد فخر الاطباء حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی امرتسری ثم لاہوی مدفون جو ار حضرت میاں میر صاحب فاروقی قادری علیہ الرحمہ اور ان کے تمام صاحبزادگان جو اپنے وقت کے نامور طبیب اور علمی شخصیت ہوئے، میاں صاحب ہی کے مرید تھے۔ حضرت میاں صاحب

قدس سرہ العزیز ۱۹۱۳ء سے قیام پاکستان تک جب بھی امرتسر تشریف لائے حضرت فخر الہدیاء ہی کے ہاں قیام فرمائے۔ سال میں ایک بار حضرت فرید العصر، حضرت میاں میر تقاری فاروقی رحمہما اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری دیتے۔ حضرت فخر الہدیاء کے وصال کے بعد حضرت میاں میر علیہ الرحمہ کی حاضری کے بعد جناب فخر الہدیاء کی قبر مبارک پر تشریف لے جاتے اور فاتحہ پڑھتے۔ حضرت حکیم اہل سنت کے برادر اکبر شمس الہدیاء حکیم محمد شمس الدین امرتسری علیہ الرحمہ تو تادم وصال فرید العصر کے ساتھ پاکتیں رہے۔

حکیم محمد شمس الدین امرتسری کا وصال ۱۹۹۳ء میں ہوا اور آپ حضرت خواجہ عبدالعزیز کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے احاطے میں محو ثواب لہدی ہیں۔ احقر کو سالہا سال حضرت میاں صاحب قبلہ کے متعلق جناب حکیم شمس الدین صاحب سے روایات سننے کا موقعہ ملتا رہا ہے کبھی لکھن بات نہیں سنی جو مولوی مشہور کرتا پھر تا ہے۔ خود ہمارے خانوادے کے کئی بزرگ حضرت میاں علی محمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت میاں محمد شاہ صاحب چشتی نظامی ہوشیارپوری علیہ الرحمہ جو حضرت فرید العصر کے شیخ مکرم اور نانا جان ہیں، کے مرید ہیں، یہاں تک کہ جب حضرت جیر سید برکت علی شاہ صاحب گیلانی چشتی نظامی فخری خلیفہ نووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۹ھ، بد فون موضع خلیاں ضلع امرتسر) جو کہ حضرت میاں محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کو حضرت میاں محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کا اشارہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا تھا۔ حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی اپنی تصنیف اذکار جمیل یعنی حضرت

علی شاہ چلیانوی کے مختصر سوانح حیات میں ارشاد فرماتے ہیں :

”آپ ابتدائی سے بہت زیادہ عشق، غلبہ، زہد اور منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کو غایت درجہ عشق تھا۔ قادری خاندان کے اور دو وظائف جو اباعن جد آپ کے ہاں رائج تھے وہ آپ کا معمول تھے۔ پھر آپ کو وحی کا خیال پیدا ہوا تو حضرت شیخ علی جویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر یہاں آنے والے مشائخ کرام کو ملتے رہے اور اکثر مراقبہ کیا کرتے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کس شیخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اس غرض کے لیے آپ کئی دفعہ لاہور آئے۔ چنانچہ یہاں سے حضرت میاں محمد شاہ چشتی نظامی فخری ہوشیارپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن پکڑنے کا اشارہ ہوا۔“

(ازنگار جمیل صفحہ ۱۰-۱۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء)

حضرت پیر سید برکت علی شاہ صاحب چلیانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید صوفی معراج الدین معراج اپنی تصنیف ”تجلیات برکت“ یعنی تذکرہ حضرت برکت علی شاہ، ناشر سید سردار علی شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت برکت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں :

”اسی غلبہ عشق کے دوران حضرت کو کسی مرشد برحق اور ولی باکمال کی تلاش ہوئی اور آپ مختلف بزرگان دین کی خدمت میں تلاش مرشد کی غرض سے پہنچے مگر دل کی تسکین نہ ہوئی۔ بالآخر آپ نے

مرکز تجلیات سردار الاولیاء جناب حضرت داتا صاحب لاہوری کے دربار میں آکر قیام لیل کیا اور نہایت بجز و الحاح سے حضرت کی خدمت میں مرشد برحق دستیاب ہونے کے لیے دعا اور التجاء کی اور سلام و نیاز سے فارغ ہو کر دوبارہ واپس آئے۔ حضرت داتا صاحب کے فیضان باطنی سے دل کو قدرے سکون ہو گیا۔ ایسا مصوم ہو جاتا تھا کہ بس جلد امید بر آئے گی۔"

(تجلیات برکت صفحہ ۱۲۴)

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں :

"غرض جوں توں کر کے رات کالی صبح کی نماز اور وظائف سے فارغ ہوئے ہی حضرت شاہ صاحب نے میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضری کا دعایہ بیان کیا اور اشتیاق سے دعوت ہونے کی درخواست کی جو ابھی پوری طرح بیان بھی نہ کر پائے تھے۔ کہ حضرت میاں صاحب نے آغوش میں لیکر منظور فرمائی رسم دعوت پوری کر چکنے کے بعد حضرت میاں صاحب قبلہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ کہ شاہ صاحب! آپ کو ایک بلند مرتبت بزرگ ہستی نے ایک بلند مقام سے میرے سپرد کیا ہے۔ شاہ صاحب نے مجھے یہ واقعہ خود اپنی زبان مبارک سے سنایا اور کہا کہ بلند مرتبت ہستی سے مراد غالباً حضرت سید الاولیاء جناب غوث پاک ہیں۔"

(تجلیات برکت صفحہ ۱۲۵)

حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی نے احقر کے

اللہ رب بھی حضرت سید برکت علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر مبارک کیا
 ایک بات کا اکثر تذکرہ فرمایا کہ حضرت فرید العصر میاں علی محمد خان صاحب
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع خلپیاں میں جب بھی کبھی حضرت سید برکت علی شاہ
 گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپ کا قیام جس جہزے
 میں ہوتا وہ مسجد کے متصل تھا۔ مسجد کا جو گوشہ اس جہزے کے ساتھ تھا اس کے
 در پر یہ شعر لکھا ہوا تھا:

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی

کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

یہ مسجد حضرت شاہ صاحب نے خود تعمیر کروائی تھی۔

اور اس مسجد میں گیارہویں شریف کا انعقاد بڑے اہتمام سے ہوتا۔

اسی ضمن میں صوفی معراج الدین صاحب فرماتے ہیں:

”بر ماہ کی دسویں تاریخ کو گیارہویں پاک کی محفل میں دور دور سے

لوگ شامل ہوتے۔ ختم غوثیہ پڑھا جاتا، نعت خوانی کی محفل قائم

ہوتی۔ سلام پیش کیا جاتا الغرض گیارہویں کی رات ساری کی ساری

جاگتے ہیں اور ذکر و اذکار میں گزرتی۔“

(تجلیات برکت صفحہ ۱۴۳)

مولوی محمد احمد صاحب اپنے چچا پیر کی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

یہ کسی متعصب قادری کی بات نہیں بلکہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ فخریہ کے

جلیل القدر بررگ اور آپ کے پیر خانے کی بات ہے :

”آج قدم ہو سی کی دولت نصیب ہوئی۔ زبان فیض ترجمان سے سیدنا
غوث پاک سرکار محبوب سبحانی کا ذکر فرمایا۔ شاد صاحب حضور غیوث
پاک کی محبت کے جوش میں وارفتہ ہوتے جا رہے تھے۔ بار بار بغداد
شریف کی جانب اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ پایہ جناب
غوث پاک کے دربار سے پایا۔ نیز فرمایا کہ شہنشاہ بغداد کی کرامات اور
قصصات بیان کرنے سے انسان کی زبان قاصر ہے اور حضور کی شان
ہمارے فہم و ادراک سے بالا تر ہے۔“

(تجلیات برکت صفحہ ۱۸۷)

شاخ پر پتھر سے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کنیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرہ تیرا

حضرت سید برکت علی شاہ صاحب نے چونکہ اپنا خلیفہ یا جانشین کسی کو
نامزد نہیں فرمایا تھا اس لیے حضرت قبلہ میاں علی محمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
آپ کے چچا زاد سید سردار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اختوانی ۱۸ جنوری
۱۹۹۵ء مد فوٹ فیصل آباد کو آپ کا سجادہ نشین نامزد فرمایا۔

جناب صوفی معراج الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں :

”عزیز القدر بابو محمد شفیع صاحب دھوکہ والے نے جو آج کل (اکل
پور) فیصل آباد میں مقیم ہے۔ مجھے بتایا کہ حضرت قبلہ شاد صاحب
اپنے وصال شریف سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک دن جب کہ موضع

دھونکہ میں تشریف فرما تھے۔ اور میرا دادا حاجی خیر الدین صاحب مرحوم نیز میں پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اس وقت حاجی صاحب نے مناسب موقع پا کر نہایت ادب سے عرض کی کہ خداوند کریم آپ کا سایہ تابدار رکھے۔ مگر چونکہ اس دار فانی میں کسی کو قائل نہیں اور امر الہی کے لیے ایک دن مقرر ہے۔ اس لیے میں مختصاً عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے جانشین کے متعلق اشارہ کر چھوڑیں۔ تاکہ بعد میں انتشار اور بد نظمی کا اندیشہ نہ رہے۔ حاجی صاحب نے اپنی محبت کی بناء پر جرأت کر کے تین چار نام بھی پیش کئے۔ لیکن حضرت نے ہرگز ہرگز ضامندی کا اظہار نہ کیا اور فرمایا کہ ہمارے پیرانہ عقلام اکثر یہ معاملہ خدا، رسول اور بزرگان سلسلہ کے سپرد کر دیتے ہیں اس لیے میں بھی اپنا معاملہ اپنے جد امجد پیرانہ پیر و شغیر کے سپرد کرتا ہوں۔ کیونکہ میرا بازوانہی کے دست پاک میں ہے اور وہی اس سلسلہ کو چلا رہے ہیں۔ ان کا فیض قیامت تک جاری و ساری ہے۔ ان شاء اللہ دنیا دیکھے گی کہ اس سلسلہ کا چرچا زمانے میں گھر گھر ہوگا۔

(تجلیاتِ برکت صفحہ ۱۵۹)

صوفی معراج الدین صاحب رقمطراز ہیں :

”حضرت کے چہم کے موقع پر مریدین۔ خدیوایں شریف کے سادات کرام۔ اکابر مسلمان خصوصاً حضرت قبلہ کے پیر بھائی حضرت میاں علی محمد خان صاحب زیب سجادہ ہسی شریف بھی

تشریف لائے۔ نیز حضرت سیدہ ادا تاجہ خاتون کے معروف مجاور اور حضرت شاد صاحب کے چچ بھائی شیخ محمد بخش عرف میاں دہ آئے۔ مجمع کثیر تھا۔ ہزار ہا لوگوں میں سجادہ نشین کے انتخاب کے متعلق مختلف قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں۔ خچیاں شریف کے سادات کرام اس انتخاب کے سلسلے میں دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ بعد نماز ظہر دستار بندی کے لیے عوام آرائی ہوئی۔ چونکہ عطاءے دستار کا اہتمام صرف حضرت میاں صاحب کی ذات ستودہ صفات کو حاصل تھا۔ اس لیے سادات کرام کے علاوہ ممتاز مریدوں اور حضرت کے چچ بھائیوں نے اپنی اپنی رائے حضرت میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ اس وقت بڑا گونگوا کا ہل تھا۔ ہر شخص تقراری سے منتظر تھا کہ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اور کس کا یاد اور نصیب مسند نشینی کے عظمیٰ حاصل پاتا ہے۔ اس وقت کچھ دیر مراقبہ فرمانے کے بعد معا حضرت قبلہ مدوح میاں صاحب کمال فراست کے ساتھ موجودہ سجادہ نشین سید سردار علی شاہ صاحب دامت برکاتہم پر دست مبارک رکھ کر شیخ متہ صاحب کو دستار مبارک باندھنے کا حکم فرمایا۔

(تجلیات برکت صفحہ ۷۷)

حضرت حکیم اہل سنت مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ :
 ”حضرت شاد صاحب قدس سرہ لا ولد تھے۔ آپ نے اپنے رشتہ داروں اور مریدوں میں سے کسی کو اپنا خلیفہ یا جانشین مقرر نہیں کیا

تھا۔ چنانچہ الحاج الشاہ قبلہ میاں علی محمد خان صاحب دام فیوضہم (جو شاہ صاحب کے پیر بھائی اور آپ کے شیخ کے نواسے ہیں) نے بشارت لکھی کہ حضرت پیر سید سر دار علی شاہ صاحب کو آپ کا خلیفہ مجاز آپ کے چہلم کے موقع پر مقرر فرمایا اور اصول مشائخ کے مطابق رسم دستار بندی ادا کی۔ اس وقت دیگر کئی اولیاء کبار کے سجادگان اور صوفیائے باصفا موجود تھے۔ میرے برادر مرحوم حکیم محمد جلال الدین بد فون پاکپتن بھی اس وقت وہیں موجود تھے۔“

(اذاکار جمیل، صفحہ ۳۹، مطبوعہ ۱۱ ہجور، ۱۹۶۳ء)

قبلہ حکیم اہل سنت مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں :
 ”اس موقع پر حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین حضرت میاں محمد بخش صاحب علیہ الرحمۃ عرف شیخ منا اور ان کے صاحبزادے میاں کریم بخش موجود تھے۔ ان دونوں کو حضرت میاں صاحب قبلہ سرکار داتا صاحب قدس سرہ کے دربار میں حاضری دینے کے بعد اپنے ساتھ لے گئے تھے تاکہ رسم دستار بندی میں یہ لوگ حضرت داتا صاحب کی نمائندگی کریں۔“

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف بہ میاں منا کے برادر اکبر حضرت میاں نبی بخش المعروف بہ شیخ ہار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید حضرت پیر سید مر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی طریقت میں سلسلہ عالیہ چشتیہ و قادریہ کا حسین نمونہ تھے۔ استاذ العلماء، ملک امیر سین مولانا علامہ عطاء محمد چشتی گونزوی، ہدیالوی نے ۱۹۴۸ء میں حضرت سید غلام مکی الدین شاہ صاحب

گولڑی المعروف بہ بالو جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ بغداد شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت بالو جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ۱۰۸ افراد تھے جن میں آپ کے دونوں صاحبزادگان کے علاوہ حضرت شیخ بڈھا بھی شامل تھے۔ حضورِ نبوتِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دو دیگر بزرگانِ دین جن کے مزارات عراقی میں ہیں کے حضور حاضری دی۔ اس مقدس سفر کے احوال علامہ ہدیلوی مدظلہ العالی نے ”حضرت خواجہ سید نازم محی الدین گولڑی (بالو جی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سفر نامہ بغداد ۱۹۴۸ء“ کے نام سے مرتب کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

”جمعرات ۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء بعد از نماز صبح محبوب صاحب نے حسب معمول قوالی فرمائی۔ آج شیخ بڈھا صاحب مجاور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گیارہویں شریف کا کھانا پکایا۔ شیخ صاحب نے چھ سیر گھی کا حلوہ تیار کر دیا۔“

(سفر نامہ بغداد مطبوعہ لاہور، صفحہ ۶۷)

آگے چل کر فرماتے ہیں :

”آج بروز ہفتہ رجب شریف کی پانچویں تاریخ ہے اور اتوار کی رات چھٹی ہے اس لیے شیخ بڈھا صاحب مجاور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ کھانا ہمارے حضرت کی خدمت میں پیش کیا کہ ختم شریف پڑھا جائے۔ آپ نے محرمیں بطور کو ختم کا ارشاد فرمایا۔ بعد از تعمیل ارشاد کی۔ بعد از ختم سرد حاصل ہوا کیونکہ کھانا حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی تقریب کے لیے پکایا گیا تھا۔ ہمارے حضرت دام لطفہ کل بروز اتوار

”اب کا تہذیب لیا کریں گے۔“

(سفرنامہ بغداد صفحہ ۱۰۴-۱۰۵)

ان سے بھی کبھی ایسی بات کی گواہی فقیر تک نہیں پہنچی ہے جو مولوی اپنے
 اور میں اور تینوں کی بناء پر اپنی کتاب میں چشم دید گواہی (Eye witness) بیان
 کرتا ہے۔ حضور میاں صاحب کے نظریات جناب غوث اعظم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے متعلق فقیر نے وضاحت سے بیان کر دیے ہیں۔ اتنی بات ہی
 مولوی کے کذاب ہونے کے لیے کافی ہے۔

اب ذرا تھوڑا سا ذکر مصنف کا بھی ہو جائے۔ جناب ڈاکٹر اطاف حسین
 صاحب سعیدی زید مجدد، ماشاء اللہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر ہیں۔ حضرت غفرانی
 زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامین گرفتہ ہیں۔ نہایت
 نیک خلعت، درویش منش اور صوفی مشرب شخصیت ہیں۔ دینی و دنیاوی علوم
 سے آراستہ ہیں اور جس عقیدت و محبت سے انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے یہ ان ہی
 کا حصہ ہے۔ جزاء اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

آخر میں میں اپنی بات ختم کرنے سے قبل جناب پروفیسر ضیاء المصطفیٰ
 قصوری، گورنمنٹ ایف۔ سی کالج لاہور، جناب خلیل احمد رانا صاحب جہانیاں،
 جناب حافظ محمد فیاض صاحب ادارۂ معارف نعمانیہ لاہور اور جناب محمد ریاض
 جہانپور سعیدی صاحب دارالعلم نشر و اشاعت دارالفيض حنیف بخش۔ لاہور، کا شکریہ ادا
 کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

الحمد للہ کہ مولوی محمد احمد کار و شائع کرنے کا اولین شرف دارالفيض حنیف
 بخش کو حاصل ہو رہا ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمہ کے اس نذرانہ عقیدت پر
اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

بے خداد دی کیا نکاتی: اچیاں لیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے دیویں درزی دیاں لیراں ہو
لیراں دی گل کفنی پاساں راساں سنگ فقیراں ہو
شہر بغدادے گلے مٹھیاں: کرساں مہراں! میراں! ہو

سگ کوئے داتا و غوث

مہار زبیر (محمد حقوی) گنج بختی فاری غنیانی

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ

حضرت لاہور

در حقیقت، تقدیر، قادر و شایسته است و اوقات کا ازل و کثرت ہیں۔ حالانکہ اوست نور
 سرور و ایک کرنا پیدا کر کے جسکی بہت سے چیز خواہات موجود ہیں۔ بھلا کر کے
 خود فرماتے ہیں کہ میری اس کا مثال تو اسکا کہ میں ہے نہیں جانا جاسکتا کہ اسکا کوئی ہنر ہے
 یا اس کا عجز ہے۔ اور اس کا عجز ہے کہ میں لا یر اللہ الا امر و لا یکن لک الیٰہ الیٰہ اللہ
 (خدا کا علم پیشہ قیامت تک ہوتا ہے)۔
 حضرت اس کے بعد اسکا کہ میں تو اس قدرت کا۔ جب اپنے دل کا فرمایا تو اسوقت کہ
 اور یاد نہ آئے اسکا کہ میں (اللہ ازل) کا حالت دائرہ قطبیت خارج ہوتا ہے اسکا
 آپ کے ساتھ رہا کہ اسکا کہ میں تو اس کا نایاب موجود ہے۔ حضرت تو پر جو کہ
 لکھا گیا ہے وہ اسکا کہ میں آپ کا قدرت میں پیش کرتا ہوں اور دلائل پر غور
 کر کے اس وقت دیکھیں تو اسکا کہ میں اور تقصیر ہے پورے بنکر اسکا
 فقیر کا کتاب میں اگر کوئی دلائل پر غور فرمائیے کہ فقیریت اس کا ہے کہ میں ہے جسے
 چاہا ہے دیا ہے حضرت پر جو مضامین لازمی فرمائی گئے ہیں کہ بعد از ان ایسی ہی ہونا
 چاہیے مقصود قادر کا ابتداء نظام و صواب کرام پر ہی فضیلت دینے والے ہیں اور
 دیکھیں ہی مگر اسوقت نہ تو اسکی حضرت کہ میں چوں نہ آسمان پر
 حضرت رفائی علی آخر تقصیر ہی تھے اور حضرت شیخ جیلانی ان کے مرید ہیں
 شیخ ابو سعید فرماتے کہ مرید اور شیخ جیلانی کے خوش ہیں اور حضرت ابو سعید
 یہ سب مدانی سے تقدیر کی خیرات یعنی دلائل تو تھے ہی جبکہ قبولِ عادیہ
 شیخ ابو سعید دیکھ تقصیرت پر ہی پہنچ جائے تھے۔ حضرت پر جو مدعی کیا گیا ہے
 کہ تمام دوروں کے نوغوں کے موت حضرت شیخ جیلانی ہیں دوسری جلد میں ہے
 جبکہ الابرار و مسلم اور یہ کہ اوشارات (اس کے ہر طرف ہیں تو کیا یہ دوسری

اوصاف دینی میں ہو سکتا ہے، اس حلقہ پر بہت سے موقوف
 کہ ان کو اعدادیت قرار دیا گیا حالانکہ مرثا لغد حدیث سے
 اہم حاصل ہو سکتا ہے کہ حدیث میں اس کے متعلق ہے تو کیا آپ اسے بہت برا سمجھتے
 ہیں؟ اور کیا اصل حدیث سے حدیث کا رد قویا نہیں ہو سکتا اور کیا اصل حدیث
 سے حدیث کے مصادقات کا ذکر نہیں کیا اور کیا ہم پر مصادقات کی پیروی
 سے بدلہ اصل حدیث خود فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا کوئی قول ماحضہ اور کوئی
 ہو سکتا ہے مگر ماحضہ۔ ماحضہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جب کا کوئی قول وہ نہیں کہتا
 ہے کہ ہر چیز کو ماحضہ نام لگاتے اسرار اور ہمارے شرعیات سے افضل قرار دے گئے ہیں
 ماحضہ حدیث سے کوئی حدیث ہے کہ خبر کا ماحضہ میں نہیں کہہ کر اصل حدیث سے کہہ کر
 زیادہ بہتر ہے، احوال اور یاد۔ نیز حضرت شمس مہروردی حضرت مہروردی
 سے ہم زمانہ ہم زمانہ ہم زمانہ تھے انہیں تو ہر ماحضہ کہہ دینا چاہیے اور حضرت ابن عربی
 تو تالیف نیز حضرت مہروردی اور ابن عربی ایسے اور اولیاد کے عقائد میں ماحضہ ہے
 ایک لکھ لکھتے ہیں؟ ماحضہ ۲۵ کے روایت سے حدیث کے قید موجود ہے
 ماحضہ ۲۵ کے روایت سے حدیث کے روایت ہے کہ اس وقت اس کا زمانہ پر موجود
 اور یہ کہ اس کے اپنی گردنیں چھکائیں نہ کہ جیسے نقد میں و ماحضہ میں ہے۔
 اگرچہ ہر ماحضہ کو خاصیت تعلیمیت ہے (اور یہ کہ اس کے حضور میں بچاؤ جاتا
 ہے لیکن اس کے ماحضہ صرف وہی اور یاد ہوتے ہیں جو اس وقت زمانہ
 ماحضہ ہوتے ہیں، ماحضہ زمانہ کے ماحضہ میں اور اس کے قید کرنے کی کیا ضرورت تھی

صفحہ ۲۰ پر درج ہوا ہے کہ تصدیق جواب فقیر کا کتاب میں ملاحظہ فرمائیے
 سر دست دن سر من کرنا ۵۷ ہونگا کہ اٹھ نالی کے اپنے فضل و کرم سے پیچھے اور
 پیچھے ہونے دیکھا میں کو ایسے توڑا۔ انظم بڑا فرمائیے جو حضرت شیخ جیلانی سے
 جو انصاف تھا مگر وہ تو یہود کے انکو تو شیت و طافرتا جیسے کہ فقیر کا کتاب
 میں درج ہے کہ ایسے اولیاء کرام سے راہ ہے اب جو چاہے راہی ہو جو چاہے
 نارا من الہ نقل مورا العیض کہ الخ۔ صفحہ ۲۵ کی عبادت کے جواب میں
 عرض ہے کہ ہر ملک اس مثال آپ اندھا بنائے خود سے مثل ہوتا ہے اگر شیخ
 کے بارے میں بعض اولیاء سے فرمایا ہے تو حضرت محبوب الہ کے بارے میں حضرت
 خضر نقیہ اندام سے یہاں فرمایا ہے ظاہر ہے کہ بھائی کے قول کو ترجیح دینا جائیگی
 کہ وہ ولی کے قول کو۔ سہم ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ میں وقت کی قید موجود
 ہے۔ قادر موعود کے قرآن مجید کی ہر بات مان لو کہ عبادت وقت کی قید موجود ہے
 اور تبارک الملاقا اور کونہ کے لیے فرمائی جاتی ہے (مفسر القرآن)
 میرا آپ کے ارسلہ رسالہ میں جملہ حوالہ عبادت قادر موعود کے ہیں
 جو کہ اس موضوع پر اخصت و جنوں میں مبتلا ہیں اس کے برخلاف فقیر
 کا کتاب میں ملاحظہ فرمائیے کہ اگر درستی دیکھا کہ کہ حوالہ عبادت عیش کے
 ہیں نیز وہی وقت اور یا ارم سے ہم کی جاتی ہے کہ خدا کا ہونا
 اور اعدا کے خلاف ایشاد الہی مراد مستقیم یہ فقیر جواب ہے تفصیل کے لیے
 فقیر کا کتاب کا مطالعہ کیجیے۔

الہی الخیر
 الخیر

الخیر دارالعلوم جامعہ مراد آباد (میں) الخیر مراد آباد (میں)

تقریب

از حضرت سید محمد اشرف اندرائی۔ کشمیر

الحمد لله الذي اختار لنا من بين النبيين واصطفاه، و وعدنا المقام المحمود والارتضاء، و نور قلوبنا بعلوم مع الصلوة والسلام عليه تعظيما و تكريما، وجعل ابنه الكريم عبدالقادر الجيلاني محيي الدين و سيد الزمان، ثم الصلوة التراكية الحسنى و النجبة المباركة الأسمى على من وعد للمصلين عليه تقربا و نجاة، و على آله واصحابه الثيرة النجباء بما

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال:

قال رسول الله ﷺ إن الله إذا أحب عبدا دعا جبريل فقال إني أحب فلانا فأحبه، قال: فيحبه جبريل ثم ينادي في السماء فيقول إن الله يحب فلانا فأحبوه فيحبه أهل السماء ثم يوضع له القبول في الأرض إلخ (مسلم حوالہ مشکوٰۃ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جب اللہ جل شانہ اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اسے اپنا محبوب بناؤ، فرمایا: پھر جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر آسمان

میں منادی کرائی جاتی ہے، تو جبریل کہتے اللہ جل شانہ نے فلاں بندے کو اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اسے اپنا محبوب بناؤ، پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے زمین پر قبولیت عامہ کی سلاطین بھائی جاتی ہیں۔ یہی اس شخص کے حق میں اعلان کرایا جاتا ہے جو (العیاذ باللہ) حق تعالیٰ شانہ کے غضب کا مستحق ہوتا ہے۔“

مسلم شریف کی یہ حدیث اس امر کے بارے میں نص کا حکم رکھتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی مثبت و عقیدت اور اولیاء الشیطان کے ساتھ بغض و عداوت منشاء الہی کے عین مطابق ہوتی ہے اور جو یہ دُخد الوگوں کی عقیدت و محبت کا مرکز ہوتا ہے وہ محبوب خدا ہوتا ہے، محبوب جبرئیل ہوتا ہے، محبوب ملائکہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جو بد نصیب لوگوں کی نفرت و بیزاری اور لعنت و ملامت کا نشانہ بنتا ہے وہ اس سے پہلے حق جل مجدہ اور اس کے ملائکہ کا مفعول و ملعون ہوتا ہے۔ کائنات انسانی کی تاریخ گواہ ہے اور اس گواہی پر اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید مرتضیٰ مثبت کرتا ہے کہ حق جل شانہ کے محبوبوں کی شان و عظمت کو مٹانے کے لیے جس قدر بھی کوششیں کی گئیں وہ ہمیشہ نامرادی کے گمرے سمندر میں ڈوب گئیں اور مفعولین و ملعونین کے چہروں سے لعنت و ملامت کی سیاہی کو صاف کرنے کے جتنے بھی جتن کئے گئے وہ اس سیاہی کو اور گہرا کرنے کا باعث بنے۔ اور ﴿يُؤَيِّدُ بِلَدُنْهُمْ لِيُظْفِرُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاحِهِمْ﴾، و اللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ و لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ کا سرمدی فرمان اپنی لہری صداقتوں کے نور سے زمین و آسمان کو منور کرتا رہا۔ قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ اپنے اولیاء کی شان اس طرح بیان فرماتا ہے :

لَا يَرْجُو بَرَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ، الَّذِينَ آمَنُوا

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَتْلُو لَكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ ، لَا تَبْدِيلَ

لِللَّهِ يَوْمَئِذٍ

”ان لو! اولیاء اللہ کو نہ تو کوئی خوف ہوتا ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، وہ

دن و تقویٰ کے مجسمے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی بھارت و

لو! کی ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتوں (فیصلوں) کو کوئی تبدیل نہیں کر

سکتا۔“

پس ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کی حیات ظاہری میں

لو! ان کے بعد بھی عقیدت و محبت کا جو خراج تملوق خدا کی طرف سے ادا کیا جاتا

ہے وہ حق جل مجدہ کے فرمان واجب الاذعان کے مطابق ہوتا ہے، اور یہ کہ جو

ہو! اللہ جس قدر قرب و محبت الٰہی سے نوازا جاتا ہے اسی قدر اسے قبولیت عام اور

ثمرت دوام کے حصے سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی ان نصوص کی روشنی میں جب ہم اولیاء اللہ (سچی کرام و

اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد) کی پوری مقدس جماعت پر نظر ڈالتے

ہیں تو ہمیں قطب الاقطاب مکی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن

جمع الاولیاء انکرام، کی ذات والا صفات آسمان ولایت پر آفتاب عالمتاب کی

صورت میں تاندہ و درخشاں نظر آتی ہے ﴿وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ

يَشَاءُ﴾

ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ولایت عظمیٰ اور قطبیت کبریٰ، نیز علوم و معارف کی رفعت و عبقریت کا شہرہ ان

کی حیات ظاہری میں ہی دور دور تک پہنچ چکا تھا اور ان کے ہم عصر علماء و فضلاء اور عرفاء و اقیانائے ان کے ارفع و اعلیٰ مقام اور عباد ارحمان میں ان کی امتیازی شان کا اعتراف کیا تھا، اور حنفیہ میں ان کے انبیاء اللہ نے ان کی وزارت باسعادت سے پہلے ہی ان کی عظمت شان کی پیشین گوئی کی تھی۔ اس حقیقت کا اعتراف ان ارباب علم و دانش نے بھی کیا ہے جو تصوف و صوفیاء کرام کے ناقد رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اس گروہ کے سر فیہل علامہ ابن شمیم جن کے علم و فضل کا لوہا ان کے مخالفین نے بھی مانا ہے، بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت شیخ بیہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت حد تواضع کو پہنچی ہیں، یہ لوگ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدت مندوں کے جذبات عقیدت اور اس کے اظہار کے طریقوں پر تو تنقید کرتے ہیں لیکن حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ سے انکار نہیں کرتے۔ آپ کے مقام فردیت پر فائز ہونے کے بعد آپ کی شہرت کا آوازہ ہر اس مقام تک (إلا ما شاء اللہ) پہنچا جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جناب سید المرسلین علیہ السلام کی رسالت کا پیغام پہنچا تھا۔ موجودہ ”وہایت“ کے بانی شیخ محمد بن عبد الوہاب ہیں جن کا تلور بارہویں صدی ہجری میں نجد میں ہوا، انہوں نے اپنی تصانیف میں اپنے زمانے کے عام اہل اسلام، (ہاشمیدگان حجاز و نجد) کو مشرک قرار دیتے ہوئے حضور پر نور شافع یوم نشور ﷺ کے رد و مقلد اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرہ عالیہ کو ”ضم اکبر“ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عرب (اہل حجاز و نجد) کے فرزندان توحید حضور سید عالمین ﷺ کی ذات ذی جود کے بعد جس ذات اقدس سے استعانت و استمداد کرتے تھے وہ حضور غوث اعظم بیہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔

اولیاء اللہ میں سے جس ولی کامل کی ہیرت سے علماء و عرفاء، محدثین و مورخین نے یکساں طور پر اعتنا کیا ہے وہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ ملت اسلامیہ کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ آپ کے مداحین میں جمال اپنے اپنے وقت کے اولیاء کاملین ہیں وہیں علامہ ابن حجر، ابن اثیر، شیخ الاسلام عزالدین عبد السلام، شیخ عبد الغنی ہلبسی، علامہ ملا علی قاری، علامہ جلال الدین سیوطی، امام عبد اللہ یافعی، علامہ ابن حجر مکی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے سرآمد روزگار محدثین و مفسرین و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی ہیں۔

ماضی میں بعض ہدایتیوش رافضیوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخیاں کرنے کی جسارت کی اور آپ کے نام و نسب و غیرہ پر ہتھیار اچھالنے کی مذموم کوشش کی لیکن وہ جلد ہی سنت اللہ کے مطابق گمانی کے قعر مذلت میں اپنی بنوات کے ساتھ ہی دفن ہو گئے۔ اور حضور غوثیت مآب سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آفتاب غوثیت حسب سابق اپنی ضوفشانی سے کائنات انسانی کو روشن و منور کرتا رہا۔

جہاں تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی ”قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کا تعلق ہے، جمہور اولیاء امت اور علماء و فضلاء ملت (اہل سنت و جماعت) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا یہ ارشاد حالت صحوص و ہوا اور آپ من جانب اللہ (بالہام) اس کے لئے مامور تھے، نیز یہ کہ اس کا اطلاق، مابعدائے صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اعظم تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تمام اولیاء اللہ پر ہوتا ہے۔ ہاں بعض حضرات نے اس کو آپ کے ہم

عصر اور بعد میں آنے والے اولیاء اللہ پر مشابہت کیا ہے اور بعض دیگر حضرات نے اس میں صرف ہم عصر اولیاء اللہ کو شامل کیا ہے۔ لیکن جمہور کے مقابلے میں ان حضرات کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حضرات بھی آپ کی ولایت کاملہ کے قائل اور آپ کی کرامات و کمالات کے معترف تھے۔ معتبر روایات سے یہ بات پانچ ثبوت تک پہنچی ہے کہ جس کسی نے آپ کی شان میں اولیٰ گستاخی بھی کی ہے اس کو سلب ولایت کی شکایت کا منہ دیکھنا پڑا۔

اس مختصر تمہید کے بعد بدعناء و مردضات یہ ہے کہ میں چند روز پہلے اپنے بعض اصحاب سے ملنے کے لیے لاہور آیا تھا، وہاں جی گرامی قدر حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ صاحب مدظلہ کے مطب پر ایک عزیز جناب محمد ریاض بیہوش سعیدی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دوران معلوم ہوا کہ کسی صاحب نے، جو اپنے آپ کو سلسلہ چشتیہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی قدیمی جہد داخ، پر اعتراضات کئے ہیں اور بزعم خود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ارشاد باطل ہے اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیادت و قیادت کے بارے میں لوگوں میں جو کچھ مشہور ہے وہ (العیاذ باللہ) جھوٹ کا پلندہ ہے وغیرہ من اللہوات، ساتھ ہی اس عزیز نے یہ بھی بتایا کہ اس کتاب کا جواب جناب ڈاکٹر الطاف حسین صاحب نے "افضلیت غوث اعظم" کے نام سے تحریر کیا ہے۔ میں نے معترض مولوی محمد احمد چشتی صاحب کی کتاب "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" اور ڈاکٹر الطاف حسین صاحب کی "افضلیت غوث اعظم" والے نکل و شواہد کی فوٹو سنیت کاپی عاریتاً لی۔ پہلے حکایت قدم غوث کو کھولا، سرورقی پر آیت کریمہ بل نقذف بالحق علی الباطل کا

۱۔ پڑھا، پھر ”مطلع“ کے عنوان سے جو تمہید لکھی ہے اس کے آخر میں اپنی
تعلیمی کا اہتمام اقبال مرحوم کے اس شعر سے کیا ہے :

باطل سے دے والے اے آسمان نہیں ہم

سو بار کر چکا تو امتحان ہمارا

ہم نے ان ہی دو مقامات سے اندازہ لگایا کہ مولوی صاحب موصوف کا حضور
نوٹ التعلیم اور سلسلہ عالیہ قدوسیہ کے متعلق کیا عقیدہ ہے، پھر فرست
مضامین پر نگاہ ڈالی تو بین السطور میں رفض و تشیع کی وہی روح کارفرما نظر آئی جو
ماضی میں کئی بار نمودار ہو کر نامرادی کی ظلمتوں میں کھو گئی ہے۔ ہاں اب کے اس
نئے چشیت کا روپ دھار کر اہل سنت کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی مذموم
کوشش کی ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس کتاب کے بالامتیاز مطالعہ کرنے
ضرورت محسوس نہیں کی۔ البتہ ”افضلیت نوٹ اعظم“ کو اول سے آخر تک
پڑھنے کے دوران اس کتاب کے اہم و اہل کے اقتباسات نظر سے گزر رہے جن
کا تجزیہ کرتے ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے ان کے کھوکھلے پن کا پردہ چاک کر دیا ہے،
اور مصنف ”قدم نوٹ کا جائزہ“ کے سو قیام اندازہ بیان کے مقابلے میں متانت و
نجیدگی کے اسلوب میں حق و صداقت کو اتار دشن اور واضح کر دیا ہے کہ کتاب
کے مسودہ کو مطالعہ کرنے کے بعد فقیر کی زبان سے بے ساختہ نکلا :

مؤذن مرحبا، ہر وقت دلا

تری آواز، مکے اور مدینے

اگرچہ تعصب اور قب و حجاب کی کج روی کے باعث لکھی جانے والی اس کتاب

کی کتاب کا جواب لکھنے سے اہل علم نے ہمیشہ گریز کیا ہے، تاہم مصنف کے چشیت

نکلنے سے عوام الناس کو دھوکہ لگ سکتا ہے اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں
 کہ (معاذ اللہ) اکابر سلسلہ عالیہ چشتیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کا آپس میں کوئی
 اختلاف ہے اور واقعی حضراتِ شانِ کچشت حضرت سید جیلانی رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین کو درخور اعتنائیں سمجھتے تھے اس لئے اس پر فریب اور مفاہد انگیز
 کتاب کی نقاب کشائی کرنا ضروری تھا۔ حق جس مہرہ "فضایاتِ نوٹِ اعظم" کے
 فاضل مؤلف ذاکر المصطفیٰ حسین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اس
 فریضہ کو حسن و خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے اور عظمت کے مقدر پر اس میں چھپے
 ہوئے رافض کو بے نقاب کیا ہے۔ انہوں نے مؤلف "قدمِ نوٹ" کے توہین
 آمیز اور اشتعال انگیز طرزِ بیان کا جواب دیتے وقت سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اکابر کے
 تئیں جس ادب و احترام اور عقیدت مندی کو ملحوظ رکھا ہے وہ نوٹِ اعظم رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے معتقد کے کردار کا آئینہ دار ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے
 سلسلہ طریقت حق ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے اس لئے کہ یہ سب
 آفتابِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس شاخیں ہیں۔ ان سلسلہ کے اکابر
 کے درجات میں تفاوت منشاءِ الہی کے مطابق ہے لیکن ان سب کی وحدانیت کا اصل
 مرکز ایک ہی ہے اور وہ ہے ذاتِ مقدس سید عالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ رہا عقیدت مندوں کا
 غلو۔ مومن سے کسی بھی سلسلہ کے اکابر مستثنیٰ اور محفوظ نہیں رہے لیکن اس کا
 مطلب یہ نہیں کہ ہم اس "غلو" کو یہاں نہ مانتے ہوں ان بزرگوں کی اصل شان کو گھٹانے
 کی کوشش کریں۔ اور ان کی ذواتِ مقدسہ میں نقائص تلاش کرنے کی مذموم
 جسارت کریں۔ حضرت سلطان السند خواجہ مصباح الدین اجمیری کی شان میں کیا
 کچھ نہیں کہا گیا، یہ بغیر ہندوپاک میں قوالیوں کی مداخلت میں مزامیر کے ساتھ

یہ اشعار گائے جاتے ہیں ان میں ایسے بہت سے اشعار ہوتے ہیں جو بہت منظرہ کی رو سے کفر و شرک کے دائرے میں آتے ہیں۔ مثلاً

بدرگاہ شہ اجمیر چائے کردہ ام پیدا
کہ بد عرش خدا من استوائے کردہ ام پیدا
برائے لا روائے حضرت عیسیٰ محمد اللہ
دریں اجمیر یک در الشفائے کردہ ام پیدا

اجمیر شریف کے پیر زادگان کے خجروں میں جو قصائد قویاں ہیں ان میں اس قسم کے مصرعے بھی ہیں۔

بانداز دگر تھمبہ ہندوستان خواجہ

اس پر متنبہ کرنے کی توفیق بھی غلامان محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حق تعالیٰ نے عطا فرمائی لیکن اس میں حضور خواجہ خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا تصور ہے؟

عقیدت مندوں کا یہ غلو ان کے مرتب عالیہ کو کم کرنے کا باعث نہیں بن سکتا، اور کسی دریدہ دہن کو اس پیمانہ سے آپ کی شان میں گستاخی کرنے یا بزرگمندی اور اس کو گھٹانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

کاش! مولوی محمد احمد صاحب نے حضرت خواجہ غلام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ملفوظ گرامی کو ملحوظ نظر رکھا ہوتا جو فوائد القلوب میں درج ہے اس میں حضرت محبوب الہی نے اس لہلہ کا ذکر کیا ہے جس کی ولایت حق تعالیٰ نے اس لیے سلب کر لی کہ اس نے حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ عالیہ کے اوپر سے لڑنے کی جسارت کی تھی، تو وہ حضرت محبوب الہی

کی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر برتری ثابت کرنے کی بھونڈی
 کوشش نہ کرتے لیکن دواہیا کیوں کرتے جبکہ ان کے تحت الشعور میں کوئی اور ہی
 جذبہ موجزن تھا اور وہ تحقیق کے نام پر توہین و تحقیر بکھر و علماء سلسلہ قادریہ کا
 کارنامہ ”انجام دے کر“ ”مشابہیر“ کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے کے متمنی
 تھے۔

حق تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو مسلک اہل سنت پر استقامت کے ساتھ قائم
 رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے تمام اسلاف کرام کی محبت و عقیدت کے نور سے
 ہمارے دلوں کو منور فرمائے، ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور
 رفیع و اعز ال کی مبالغوں سے محفوظ رکھے۔ آمین بجا حبیب سید المرسلین ﷺ

فقیر قادری

سید محمد اشرف اندرائی، قادری کیردی عفی عنہ
 سربراہ اعلیٰ دارالعلوم شاہ بہرائچ۔ پانچوڑ۔ کشمیر (انڈیا)
 حال منیم گوجرانوالہ ۵۳۲ دی قعدہ ۱۹۱۹ھ

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَآوَلِیَّہٗ اٰمَنَہٗمُ اٰجَمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ فِیْ بَرُوْحِ سَیِّدِیْ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ وَبَرُوْحِ سَیِّدِیْ مَعِیْنِ الدِّیْنِ
حَسَنِ الْاَجْمَرِیْ وَبَرُوْحِ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ سَعِیْدُ الْکَاظِمِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ
اللّٰہُ تَعَالٰی کا بے شمار فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیار سے بیٹے سید الاسیاد امام الافراد فرد الاحباب شیخ الکمل محی الدین غوث اعظم
سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فضیلت و برتری پر یہ چند
ادراک لکھنے کی جگہ چھپدیاں ان کو وہ سہر عصیان کو تو فوق عنایت فرمائی اور تحریر کے ہر
مشکل و آسان مرحلے پر اپنے پیاروں کی ارواح طہات سے میری مدد فرمائی جس
سے میرے قلبِ حرمین کی ہر جملہ پر جود افزائی ہوئی۔

۶ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ کو حضرت خواجہ عزیز نواز اجمیری کے عرس
پاک کے سلسلے میں پاک پن شریف حاضری ہوئی حضرت بابا فربالہ الدین گنج شکر
کے روحِ پاک کے قریب ہی مولوی محمد احمد صاحب کی کتاب "کلام الاولیاء
الا کا بر علی قول شیخ عبدالقادر، المعروف بہ "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ"
تقریظی قومیں نے مولوی محمد احمد صاحب سے قیمتا وہ کتاب حاصل کی۔ گھر پہنچ کر
سرسری نظر سے کتاب کا مطالعہ کیا چھوڑا اہل سنت کے خلاف پاکر کتاب
کو رکھ دیا مگر چند دنوں کے بعد مصنف کا ایک شاگرد مجھے ملا جو اس کتاب کی
تحریروں کی بنیاد پر کئی اکابر اہل سنت کی شان میں عامیہ الفاظ استعمال کرتا رہا
حتیٰ کہ دو بزدلوں کا کلام سن کر ان پر لعنت بھیجی۔ میں نے اس بد بخت سے
دایلمہ منقطع کر لیا بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ وہ تقریباً سہر منخل میں قدھی کے
قول میں بحث کرتا ہے اور اس ضمن میں کئی بزدلوں کی شان میں نامناسب اور

گھٹیا الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس کے پیش میں مولوی محمد احمد کی مذکورہ کتاب کا پھر مطالعہ کیا اور میں نے اس کتاب کا علمی تجزیہ کرنے کا مصمم ارادہ کسرایا اس قدر ضروری تمہید کے بعد میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ ہماری اس کتاب کا ایک مقدمہ اور دو ابواب ہیں۔ مقدمہ میں تمام بحث کا خلاصہ جمع چند ضروری گزارشات کے پیش کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے بارے میں جمہور اہل سنت کے نظریات پیش خدمت ہیں ضمنی طور پر بعض شبہات پر بھی کلام کیا گیا ہے دوسرے باب میں ان باقی پہلوؤں کا علمی تجزیہ کیا گیا ہے جو مولوی محمد احمد کی کتاب پر بحث کرنے کے دوران سامنے آتے ہیں۔ اب اصل مقدمے کو شروع کرتے ہیں۔

① سیدنا عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی ایک علمی و روحانی فصل میں ارشاد فرمایا کہ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى رَجُلَةٍ كَلَّمَ اللَّهُ بِغِيْظِهِ مِرْيَةَ قَدَمِ بَرٍّ وَلِيْ كَرْدٍ بِرَبِّهِ یہ قول شیخ شہاب الدین سہروردی (پیدائش ۵۳۶ھ) کی توجہ دانی کے دنوں میں اور شیخ ابوالحسن بلوچ (۵۵۳ھ) کی زندگی کے آخری دنوں میں فرمایا گیا تھا یعنی یہ قول تقریباً ۵۵۳ھ میں فرمایا گیا۔ واضح رہے کہ سیدنا جیلانیؒ ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۴۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

② جمہور اویاد کرام کے نزدیک سیدنا عبد القادر جیلانیؒ نے الہامی طور پر مأمور من اللہ ہو کر یہ الفاظ ادا فرمائے تھے۔ اسی لیے تمام اولیاء اللہ نے اس وقت اپنے اپنے سر جھکا دیے۔ جس بزرگ نے ٹھکر اور تشیع کا قول کیا اس نے سیدنا جیلانیؒ کے الفاظ پر فخر و تکبر کے التزام کو دفع کرنے کیلئے سکر کا قول کیا اور یہ قول خلاف جمہور ہے۔ سیدنا جیلانیؒ کے وہ الفاظ حقیقت واقعہ کا اظہار ہیں۔ اور الہامی طور پر مأمور من اللہ ہو کر ادا فرمائے گئے اور تحدیثِ نعمت کے قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور محبوبِ سبحانیؑ اس اظہار میں مأمور بلکہ مجبور ہیں۔

(۳) جس بزرگ نے فنا فی اللہ یا فنا فی الرسول کا قول کر کے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قدحی ہڈی رکھ کر کہا کہ واللہ کتبہ والی ہے اور حضرت جیلانیؒ کو شجر موسیٰ علیہ السلام کی مانند قرار دیا ہے اس کا یہ قول بھی جمہور اولیاء کے خلاف ہے۔ پھر اس صورت میں انبیاء کرام اور صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت (صلی اللہ تعالیٰ علیہم وعلیہم وسلم) کا سر جھکانا بھی لازم آتا ہے اور یہ بات کوئی بھی سلیم العقل انسان تسلیم نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ قول ایک ممکنہ توجیہ ہے جو حقیقت واقعہ کے خلاف ہے۔ اور جمہور اہل سنت کے بھی خلاف ہے۔

(۳) اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ قدحی ہڈی رکھ کر واللہ کتبہ کا فرمان صادر ہونے تک تمام اولیائے عصر کا اجماع ہو گیا کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ اس وقت کے تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں ان کے دعوے سے کسی کو مشنئی یا ان کے وقت کو منسوخ ثابت کرنے کیلئے اجماع اولیائے عصر یا دلیل مافوق درکار ہے۔

(۵) حضرت ابو سعید قلیوبیؒ کا کشف ہے کہ اس محفل میں تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ کی ارواح موجود تھیں اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کا بیان ہے کہ میری روح نے بھی گردن جھکانی تھی اگر یہ مجھ پر غصہ نہ ہو تو اتنا اچھا قدم اٹھوں کہ اس سے صاف واضح ہو کہ جس فی طور پر صرف معاصرین اولیائے کرام نے سر تسلیم خم کیا۔ اور اگلے پچھلے اولیاء اللہ نے اپنے سر خم نہیں کئے البتہ روحانی طور پر تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ نے اپنے روحانی سر جھکائے تھے۔ ووقتی قبل قلبی قد صفائی (میرے وقت کو میرے دل سے پہلے ہی میرے لیے صاف کر دیا) اقلت شمس الاولین و شمس ابد علی افق العلی لا القرب (اگلوں کے سورج غروب گئے اور ہمارا سورج ابد تک بلندی کے افق پر رہے گا بغیر غروب کے)

خوب ظاہر ہو گیا کہ آپ کے وقت کی وسعت روحانی اولین و آخرین کے وقتوں پر محیط ہے۔

(۶) قرآن مجید میں ہے کہ **وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** (اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ ان کے رب کے پاس ان کے لیے بہت اونچا مقام ہے۔ سورۃ یونس) یہاں قدم کا معنی مقام ہے۔ اگر سیّد جیلانیؒ کے فرمان میں یہی معنی مراد لیں، تو معنی یہ ہو گا کہ میرا مقام تمام اولیاء اللہ کی گردنوں سے اونچا ہے۔ اس معنی میں بھی تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ پر بلند و مرتبہ ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاشفات غیبیہ میں بھی مفہوم لیا گیا ہے یعنی قدم مرتبی کا مفہوم۔

(۷) قدم روحانی اور قدم مرتبی کے دونوں مفہوم تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ کو محیط ہیں۔ اگر کہا جائے کہ اولیاء اللہ کے لفظ میں وسعت ہے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہل بیتؑ بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ عرف عام اہل اللہ انہیں کہا جاتا ہے جو صرف اور صرف اولیاء اللہ ہوں اور عرف عام میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہل بیتؑ کے یہ یہ لفظ کم درجہ کا ہے وہ تو اولیاء اللہ کے سرداروں کے بھی سردار ہیں چھراجماء اولیائے عصر اور دین مافوق بھی ان ہستیوں کو کل ولی اللہ کے عموم سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ مرزا محمد عبدالستار بیگ سہرانی مجدد حق اپنی کتاب **مسالك السالكين في تذكرة الواصلين** میں مقامات و شجری اور محبوب المعانی کے حوالے سے صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہل بیتؑ کو کسی عرف کے قاعدے سے قدمی ہذا علی رقبہ کل ولی اللہ سے علیحدہ بتلایا ہے۔ یہی قول پیر یزدہر علی شاہ گورکھ پوری کا ہے اور یہی قاضی بر خورد (چشتی) کا ہے۔

(۸) قدم کا ایک معنی **سریۃ** بھی ہے۔ اس معنی پر یہ مفہوم ہو گا کہ میرا قدم

حضرت ہر ولی اللہ کے سلسلہ طریقت سے بلند و بالا ہے۔ یہ مفہوم مولانا محمد
محمد صاحب برکی سے اقتباس الہ نوار میں شاہ فقیر اللہ علوی مجددیؒ سے ملتوبات میں
مذکور ہے۔ ”مذکورہ سلسلہ الاولیاء میں منقول ہے۔ قدم مرتبی اور قدم
مردی تینوں سے ایک ہی مفہوم حاصل ہوتا ہے اور وہ ہے سیدنا جیلانیؒ کی گلا
اولیاء اللہ پر برتری و افضلیت۔

(۹) قدم جسمانی تمام معاصرین اولیاء و کرم پر ثابت ہے اور ان کے واسطہ سے ان
کے مریدین پر ناقیامت ثابت ہے۔ یہی مفہوم حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے تقابلیں
اس میں مباحثہ ملتان کے بعد پیش کیا ہے۔

(۱۰) قدم جسمانی سے تمام اگلے پچھلے اولیاء مشتقی ہیں۔ قدم بالواسطہ سے تمام سابقہ
اولیاء مشتقی ہیں قدم روحانی قدم مرتبی اور قدم طریقیتی سے صرف اولیاء اللہ میں سے
اولیاء بھی مشتقی نہیں ہے۔ اس آخری مفہوم کے لحاظ سے جو شخص تمام اگلے پچھلے
اولیاء کو مشتقی مانتا ہے۔ اور دلیل میں صرف صحابہؓ و ائمہ اہل بیتؓ کی برتری پیش کرتا
ہے تو اس کی دلیل نام نہیں ہے کیونکہ یہاں موجب رجحان سے جزاکا استثناء واجب ہوگا
نہ کہ کل کا۔ ورنہ لازم آئے گا تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ کو صحابہؓ مانا جائے یا ائمہ
اہل بیتؓ مانا جائے اور یہ بات عقلاً و نقلاً باطل ہے۔

(۱۱) قدم کے مذکورہ بالا پانچوں مفہوموں میں سے جو مفہوم بھی لیا جائے مولوی
محمد صاحب کی کوششوں پر پانی پھر دیتا ہے۔ کیونکہ مولوی محمد صاحب قدمی کے
قول کو سکر پر مبنی قول قرار دے کر یہ کہتا ہے۔ ”کہ سیدنا جیلانیؒ نے اس قول سے
توبہ کر لی تھی۔ اور توبہ غلط بات سے ہی کی جاتی ہے۔ تو جن معاصرین اولیاء کے کلام
نے سیدنا جیلانیؒ کی اس غلط بات کے آگے سر تسلیم خم کیا تھا ان کی توبہ کے اقوال
یہ مولوی محمد صاحب کو پیش کرنے پڑیں گے۔ اولیاء معاصرین پر غوث پاکؒ
واقف ہونے کے تمام اقوال جو مولوی محمد صاحب نے پیش کیے ہیں وہ ان

کے اپنے موقف کو دفن کرنے کے لیے کافی ہیں نیز توبہ کی صورت میں قدیمی اُذیہ کا قول معام مدح میں ذکر کرنا بھی باطل قرار پاتا ہے ۔

(۱۲) قدیمی اُذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میں اگر جہاں قدیم ہی مراد لیا جائے تو وہ صرف اور صرف معاصرین اولیائے کرام پر ثابت ہے ۔ مگر اس صورت میں آج تک کوئی ولی اللہ سیدنا جیلانیؒ کے دعوے کو منسوخ نہیں کر سکا کیونکہ تاج کو منسوخ کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی ہونا ضروری ہے شیخ محمد البکر صیدی لقی (م ۹۹۳ھ) نے ۹۳۳ھ میں قدیمی اُذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ مشرقاً کان اَوْ مَغْرِباً کا دعویٰ کیا تو صرف سید محمد مغربی شاذلی نے قدیم بوسی کی اور بیعت ، موتے اور انہیں نے اپنا کشف بیان کیا کہ اس وقت زندہ و مردہ اولیاء ان پر گور ہے میں (ملاحظہ ہو حکایت قدیم نوٹ کا تحقیقی جائزہ ص ۲۲) ص ۲۱۱ بحوالہ مجددہ تحقیق ۔ جامعہ دیوانہ اویار دیرہ) کہاں فرد واحد کی تصدیق ہو کہیں جمیع اولیاء عصر کی تصدیق ۔ تاج کا قوت میں منسوخ کے برابر ہونا لازمی ہے ۔ لہذا اس بزدل سے بھی یہ قول منسوخ نہ ہوا ۔ اسی طرح حضرت پیر جہان محمد سلیمان تونسوی (م ۱۳۶۶ھ) نے قدیمی اُذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے مقام کا دعویٰ کیا مگر جمیع اولیائے عصر کا تسلیم کر کے تصدیق کرنا ثابت نہیں ہے ۔ لہذا اسے بھی تک سیدنا جمیل دینیؒ کا اسی وقت و لامیت ہے ۔

(۱۳) سیدنا جیلانیؒ کی برتری کے اقوال چشتی نقشبندی اور سہروردی حضرات کی زبانوں سے پیش کیے جا رہے ہیں جب کہ مولوی محمد احمد صاحب نے حضرات کا برہنہ چشت کی برتری ثابت کرنے کے لیے صرف بعض چشتی حضرات ہی کے اقوال پیش کیے ہیں ۔ اسی طرح متعصب نقشبندی بھی صرف بعض نقشبندی اقوال ہی پیش کر سکتا ہے ۔ حالانکہ ہمارے لیے مولوی محمد احمد چشتی نے مولانا رکن الدین نقشبندی سے یہ قاعدہ پیش کیا ہے کہ ۱۷ اقوال مریدین کے خالی غلو و محبت پیروں سے نہیں اعتبار سے ساقط ہوں ،

وہ ساری خوشیاں جو تم نے چاہیں اٹھلے کے جھولی میں اپنی رکھ لیں
ہمارے حصے میں غدر آئے جو از آئے اصول آئے

(۱۸) صرف بعض اقوال کا مضبوط حوالہ مجھے نہیں مل سکا۔ تاہم ان اقوال کو شواہد
کے طور پر ذکر کیا گیا ہے البتہ اقوال کی اکثریت مضبوط حوالوں پر مبنی ہے
بعض اشعار کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ کوئی ثابت کرتا ہے کوئی انکار
کرتا ہے اس اختلاف سے ان اشعار کی نسبت قطعی نہیں رہتی اور قطعی بن جاتی
ہے۔ اور مسائل فقہیہ میں قطعی دلائل کو ایسے بھی گنجائش ہوتی ہے۔ اور مولوی محمد
احمد صاحب بھی اتنی ہی بات سے ضرور آگاہ ہوں گے۔ اور ہمارا ضابطہ اس باب
میں یہ ہے کہ ہم حتی الامکان مسلمان پر عین حق رکھتے ہیں اور اس کے حوالہ
پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور اس باب میں ہم اس پر بدگمانی نہیں کرتے (اگر کہیں
وہ ایسی بات لکھ گیا ہے جو عتقاداً باطل ہے تو لا شعوری غلطی یا غلبہ حال کا قول
کرتے ہیں) لطائف الغرائب اور اشعار کے سلسلے میں اسی ضابطہ کی
مدد سے ہم اثبات کو قطعی پر مقدم رکھتے ہیں۔

(۱۹) نوع بشر میں عصمت اصطلاحی خاصہ انبیاء ہے نبی کے سوا کوئی کیسے ہی
عالی مرتبہ والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلاف دلیل یا
خلاف جمہور نہ صادر ہوا ہو۔ اتباع جمہور کا ہو گا۔ اور قول شاذ ماننے والے
پر شرعی الزام شدید عائد ہو گا۔ قول مرجوح پر حکم اور فتویٰ جہل ہے اور اجماع
کا قیاس نہ ہو گا۔

(۲۰) (۱۶) (۱۷) باتیں کوئی کشف نہیں کہ جس میں خفا کا بے حد احتمال ہوتا ہے۔ اور سب
دوسرے پر تسلیم کرنا لازم نہیں ہوتا، یہ الفاظ مولوی محمد احمد کے ہیں اور
مولانا دکن الدین کا قول ہے کہ در ہاکشف وہ مختل خلا ہے۔ اسی واسطے مخالفت
پر محبت نہیں، البتہ جمیع اولیائے عصر کا کشف والہام اگر ایک جیسا ہو تو اس

کا معاملہ مختلف ہے۔ اجماع اولیاء اللہ ایک بہت بڑی بات ہے۔

(۱۷) توقف کرنے والے حضرات کا موقف پیش کرنا اگر بھی مضربے تو مولوی محی احمد صاحب کو بھی مفید نہیں بلکہ ان کے موقف کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ حضرات اکابر حقیقت کو سیدنا جیلانی سے افضل قرار دیتا ہے توقف کا موقف پیش کرنے سے اسے بھی نقصان ہوا۔ اسی طرح من و خیر افضل اور من و خیر مفضل کا قول پیش کرنا بھی اس کے موقف کے لیے مضربے ہے۔ ۱۲۔ افضل پر مفضل کی فضیلت جزوی کا قول درست ہے۔

(۱۸) صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے سوا صرف اولیاء اللہ پر سیدنا عبدالقادر جیلانی کا قدم مبارک ماننے والے بزرگان دین کو متعصب اور بے ادب قرار دینا اور حضرت شاہ سلیمان تونسوی کے فرمان کے برعکس شرف دار و سنگ درگاہ جیلانی کو ماننے کو بجائے اس بات کو سلسلہ جہالت و خجاست میں شمار کرنا اور تمام قادری حضرات کی کتابوں کو کذب بیانی اور مبالغہ آرائی پر مبنی اور غیر معتبر اور غیر معتبر قرار دینا حضرت مجدد الف ثانی کے آخری مکتوب کو خلاف اہل سنت اور مؤید و انصاف قرار دینا اس وقت قطب کو سیدنا جیلانی کا خادم اور چیلہ کہنے کے بارے میں کہنا کہ یوں کہنا کس قدر نازیبا ہے الہامی طور پر مامور من اللہ کا قول اولیائے کرام کے لیے کئی اکابر نے کیا ہے ان سب کو ختم نبوت کا منکر قرار دینا سیدنا محبوب الہی کے بارے میں کہنا کہ ان کو چاند سے غیبی آواز سے خطاب ہوا کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا حَفَّتَ الْعَالَمِينَ دیکھو اولیاء اللہ کو بھی اپنے پیر کی طرح خطہ پہنچانے والا ماننا چاہیے مگر تعلیم یہ ہے کہ دل میں یہ خطرہ بھی گزرے تو دل پر شیطان کا قبضہ ہے مولانا نور محمد کلاچوی پر بہتان تراشی کہ وہ حضرت شیخ کا قدم انبیاء و رسل گدگدن پر بھی مانتے ہیں۔ سچ کے بارے میں یہ نظریہ کہ حج کے لیے وہ جانے جس

لاح موجود نہ ہو۔ اور پھر صحابہ کرام کی وہ حج کیسے ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے تھے اور سورہ توبہ کی تبلیغ کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور کشف والہامی روایات اولیاء کا کتب حدیث میں نہ ملنے پر حدیث میں کذب علی متعمداً غلیبوا مقعدہ من النار کو فٹ کرنا حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت بابا فرید گنج شکر کا ذکر قابل ذکر ہے کہ یہ کہنا کہ کہاں تھے اور کہاں تھے جو اس کا اولیاء اللہ کے بارے میں ایک کو دوسرے کی بیعت ملنے کے قول کے بارے میں کہ یہ بہت بڑی گستاخی اور دہیہ دہنی ہے قدیمی کی محفل سیدنا شہاب الدین سہروردی کی پیدائش سے پہلے بتانا اور پھر بنفس نفیس آپ کی شمولیت بھی غلطی ظہور پر ثابت کرنا سیدنا جیلانیؒ کی گھریلو زندگی کا گھٹیا اندازے ذکر کرنا [۱] صاحب شمس الغصبا صاحب اکیا آپ اپنے ان پندروہ بیانات کا تحقیق جائزہ از سر نو لے کر اپنے صریح و غلط کے پیمانوں کو درست کرنے کا اہتمام کرنا پسند فرمائیں گے کیا اولیائے کرام کے خلاف جمہور اقوال واجب التکذیب ہونے میں یا واجب الاتباع ہونے میں ایسی جگہ فساد و سکرا اور اولال کے احتمال کو نظر انداز کرنا کیا جاسکتا۔

(۱۹) بیعت اصلی اور بیعت اراادت تو صرف حضرت ایک پیر کامل سے ہی کی جا سکتی ہے۔ البتہ بیعت تبرک جیسے بیعت صحبت یا بیعت افاعتہ بھی کہتے ہیں وہ کسی اور پیر کامل سے بھی کی جا سکتی ہے۔ حضرت علاء الدین بناریؒ حضرت عبدالقدوس گیلانیؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسی شخصیات سے دوسرے سلاسل میں بیعت کی جا سکتی ہے۔ ان شواہد کی روشنی میں مولوی محمد احمد صاحب کا یہ دعویٰ لائقِ مبالغہ ہے کہ مصداقِ اراادت مرید یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے سے بیعت کرے گا۔ (حکایت کا قیدی جائزہ ص ۲۹۲)۔ اور ملایا رہے کہ جناب محمد یوسف مدظلہ نے جو سیر نقشبندیہ ص ۵۵ پر لکھا ہے کہ قاضی شہاب اللہ پانی پتیؒ نے ارشاد فرمایا

میں حضرت مجددات ثانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ رضی اللہ عنہم کی بیعت اس بیعت کا مقصد صرف امور دنیا ہی نہ تھا بلکہ کالات باطنی کا حصول بھی واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلوں میں خلفائے ثلاثہ کا اجتماعی فیض بھی شامل ہے۔ اور یہ واضح ہے کہ اجتماعی فیض والا سلسلہ انفرادی فیض والے سلسلے سے برتر ہے۔ لہذا مولوی محمد احمد کو اپنی کتاب کا ص ۲۱ درست کر لینا چاہیے۔ (۱۰۱ الف)

(۲۰) جو بزرگ قرب ولایت کی راہ پر ہیں ان کو فیض بلا واسطہ ملتا ہے جو ابتدا سے یا بعد میں قرب نبوت کی راہ پر ہیں۔ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض لیتے ہیں اگرچہ وہ اقل قلیل ہوتے ہیں۔ جیسے صحابہ کرامؓ اور صرف انہی کرام میں حضرت سیدنا جیلانیؒ، حضرت ابوالحسن غازیؒ، حضرت ابراہیم ہاتمیؒ، حضرت ابن عربیؒ وغیرہ۔ غائب یا بعد والے کا بلا واسطہ فیض لینا اولیٰ قیامت بھی کہلاتا ہے اور بلا واسطہ فیض لینے میں جو درجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی یہ کرام ملے ہیں اور جو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا اور دیکھتے ہیں کہ کرام میں ہے۔ مولوی محمد احمد کو غلط فہمی ہے کہ بلا واسطہ فیض لینے والے کبھی برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

محقق صمدی کے آخر میں یہ وضاحت بھی ہو جائے کہ اگرچہ اس کتاب ۱۰۰ فضیلت عنونہ اعظم، کے باب اول میں ولائن دیکھے گئے ہیں اور باب دوم میں شہادت کا ازالہ کیا گیا ہے۔ تاہم اس کے برعکس بھی موجود ہے۔ نیز مقدمہ اور حوالہ جات و حواشی میں بھی بعض جگہ ولائن و انہ الذہب شہادت موجود ہیں۔ بعض باتوں کا ذکر مختلف پہلوؤں سے دیکھتے ہیں یا دو بار بتا رہے ہیں جو کہ اس میں غلط فہمیوں اس لیے قارئین سے درخواست ہے کہ اگر وہ فراموشی اور رجوع کا ایک موقع ضرور فراہم کریں۔

طالع صلاح :- الطاف حسین

باب اول جمہور اہل سنت کی نظر میں سیدنا جیلانیؒ کا مقام

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو جمہور اویائے کرامؒ نے ہر پیراں اور شیخ اہل مانتا ہے۔ ان کے علاوہ یہ مقام کے آگے جمیع اولیائے عصر نے ظاہر و باطناً تسلیم کر کے ان کی بڑی تعظیم کیا۔ انھیں یا تنسیخ کا قول اجماع اولیائے عصر و دلیل موقوف سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ سلسلے کے بزرگان دین اور وابستگان نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے عقیدت و وابستگی کا اظہار کیا ہے۔

وہ صرف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی بڑی۔ شاخیں جھک جھک بجالاتی ہیں خبر اسیرا
وابستگان سلسلہ چشتیہ اور مقام سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

● جس وقت سیدنا جیلانیؒ نے قدحاً ہندۂ حق رقبۂ کل ولیت اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) کے الفاظ فرمائے اس وقت سیدنا حاجی شریف علیؒ (۹۱۲ھ) کی عمر تقریباً بائیس سال تھی سیدنا عثمان بڑی (۹۱۷ھ) کی عمر تقریباً ۲۷ سال تھی سیدنا معین الدین اجمیریؒ کی عمر تقریباً پندرہ تا شانیس سال تھی سیدنا قطب الدین بختیار کاکیؒ کی عمر ایک روایت کے مطابق تقریباً ۱۵ سال تھی یہ چاروں بزرگ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مادر زاد ولی اللہ ہیں۔ قلب مجی کے الفاظ پر نگار کو ان سے ثابت نہیں ہے۔ معاذی علیہ السلام اور اسکوٹ فی بعض البیان بیان کے قاعدے کے قوت ایسے مواقع پر فی موشی اعتراضی بیان کا رد جہر دکھتی ہے اس وقت کے تمام اولیائے کرام کا سر تسلیم خم کرتا ایک سلسلہ حقیقت ہے۔ معاصرین میں سے بعض کی تخصیص کا دعویٰ قیاس پر مبنی ہے اور یہ رجحان بالغیب ہے۔ لہذا اس وقت کے جمیع اولیائے کرام کی طرح ان چاروں بزرگوں نے بھی یقیناً سر جھکایا اور سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی بزرگی کو تسلیم کیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ نے مقایس المہالس کی جلد اول

کے مقبول نمبر دستس میں حضرت خواجہ عثمان مرادنیؒ کو قیاساً اور حضرت حاجی شریف زبیدیؒ کو قیاساً اصحابِ رقبہ یعنی گردن چھکانے والے قرار دیا ہے۔

● سیدنا معین الدین اجمیریؒ (رحمۃ اللہ علیہ) سے تسلیم فرما کر بعض لوگوں نے نقل بھی کیا ہے۔ (۲) ثبوت انفرادی کی اس روایت کو کمزور کہنے والے اس سے بھی کمزور روایت انکار کرنے کی پیش نہیں کر سکتے۔ انکار ثبوت آسان ہے مگر ثبوت انکار مشکل ہے۔ سیدنا معین الدین اجمیریؒ نے سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کی اور آپ سے استفادہ کیا، دو طرفہ استفادہ کا قول غلط ہے۔ (۳)

● سیدنا قطب الدین بختیار کاکیؒ (رحمۃ اللہ علیہ) سے آپ کی شان میں دو قصیدے بیان کیے جاتے ہیں۔ دونوں کا ایک ایک شعر ذیل میں درج ہے۔ (د)

سہ خاک یائے تو بود روشنی اہل نظر۔ دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلینؒ (ع)

(آپ کے پاؤں خاک اہل بصیرت کیلئے روشنی ہے۔ اے حضرت غوث الثقلین میری آنکھ کو بھی روشنی بخش)

سہ زبسم اللہ عمادہ مدح شاہ جیلانی۔ کہ بر قدش درست آمد لباس اعظم الشانی (ب)

ابہم اللہ کے ساتھ شاہ جیلانی کی تعریف شروع کریں۔ کہ جس قدر پر جب لایا تو غلٹ شان کا لباس ہی بچا ہے)

● سیدنا فرید الدین گنج شکرؒ (۱۲۰۵-۶۵۱ھ) سے منقول ہے کہ آپ نے سیدنا
 قادریہ جیلانیؒ کے مزار مبارک قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کو نام
 حاضرین اولیاء اللہ کی قسمت قرار دیا یہاں کہ مکتوبات شیخ عبدالنبی شامی
 نقشبندی کے حوالے سے حکایت تو قدم غوث میں لکھا ہے۔ (۶) سیدنا آدم
 نورانی نقشبندی مجددیؒ کی شکات الاسرار کے حوالہ سے یہ قول یوں منقول
 ہے کہ ایک حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کی مجلس میں ولیوں کی گردلوں پر غوث
 مبارک کے قدم رکھنے کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا اگر میں اس زمانے میں ہوتا
 تو فوراً آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھتا اور غصہ سے کہتا کہ میری آنکھ کی پتلی پر اس
 لیے کہ میرے شیخ مصلح الحق والدین ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم
 مبارک اپنے کندھے پر رکھا ہے (۷) ہمارے دوست معاصرین اور وقت کی
 قہر کے لیے بابا صاحبؒ کا قول پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ حسرت بھرا بیان
 پھپھاتا ہے ہیں جو بچائے خود سیدنا جیلانیؒ کی بلند پایہ عظمت کے آگے سر تسلیم خم
 کرنے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بابا فریدؒ بعد ازاں سیدنا جیلانیؒ
 کے مزار سے فیض یاب ہوئے۔ (۷-الف)

● سیدنا مخدوم غلام الدین علی احمد صاحب کبریٰؒ (سنہ ۹۹۹ھ) جو طریقت میں سیدنا
 سعید الدین الجیریؒ غریب نواز کے پڑپوتے ہیں۔ ان کے بارے میں ایک قول
 یہ بھی ہے کہ وہ نسب میں سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے پڑپوتے ہیں۔
 صاحب استغراق تھے اور حالت استغراق میں بڑا عظیم کلام منظوم کیا۔ آپ
 کی نعتیہ عنادل کا مشہور مطلع ہے۔

امروز شاہ شاہان مہاں شدست مارا جبریل باملاک دریاں شدست مارا
 راج شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مہمان بنے ہیں۔ اس
 لیے فرشتوں کے ہزار جبریل امینؑ ہمارے گھر کا دریا بن گئے (حضرت مخدومؒ)

پا کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانی کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ لکھا جس کا مقطع یہ ہے ۔

۸۔ صابری بخاک کوئے تو سر پر نیا وہ ام ۔ زان زد کہ بہت کوئے تو سامان عاشقان (۸)
(صابر نے جناب کے کوچے کی مٹی پر اپنا سر رکھ دیا ہے کیونکہ آپ کا کوچہ ہی ہے عاشقانِ خدا کا سب کچھ ہے)

حضرت مخدوم صابری کا فرمان ہے کہ ہمارے خواجہ عزیز بہ نواز نے حضور غوث اعظم سے استفادہ کیا ہے ۔ (۸۔ الف)

● حضرت نظام الدین محبوب الہی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ملفوظات فوائد القادریہ کا پہلا

سبق ہی جن مفادیم پر مشتمل ہے ان میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ سیدنا

عبدالقادر جیلانیؒ کا ادب نہ کرنے والا اول اللہ نقصان اٹھاتا ہے (۹)

نیز سیدنا محبوب الہیؒ کی روح نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی روح مبارک سے

قبض حاصل کیا ہے (۱۰)۔ بلکہ حضرت جنید قریدیؒ کی کتاب اسرار السائین

کے حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدین محبوب الہیؒ نے حج و زیارت

حدیث سے مشرف ہونے کے بعد بغداد شریف میں حاضری دی اور سیدنا

عبدالقادر جیلانیؒ کے سلسلے سے ظاہر بھی مربوط ہوئے (۱۱) مواضع رہے

کہ حضرت نظام الدین محبوب الہیؒ نے طے ارض کی صورت میں حج فرمایا تھا (۱۲)

سیدنا نظام الدین محبوب الہیؒ سے منقول ہے کہ ”آں قدم مبارک بے ثابہ

تاج تارک من است“ یعنی وہ قدم مبارک میرے سر کا تاج ہے ۔ ملا خطہ ہو

لطف الغرائب ، انہار المناظر ، محبوب القلوب اور نور المطالب (۱۳ الف)

● حضرت نصیر الدین محمد چوہدریؒ (رحمۃ اللہ علیہ) کے وہ ملفوظات جو حضرت

خواجہ گیسو درازؒ نے جمع فرمائے بنام لطائف الغرائب (جو آجکل نایاب ہیں)

ان کے حوالہ سے بعض سابقہ بزرگانِ دین نے نقل فرمایا کہ سیدنا عبدالقادر

۱۰۱۔ فرمان مبارک قد میٰ ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ
 (مقدمہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے) کے وقت سیدنا معین الدینؒ
 اور آپ نے سر تسلیم خم کرنے میں مباذع سے کام لیا تھا اور کہا تھا
 علیٰ ما یسئو و یغنی (میرے سر اور آنکھوں پر)۔ اس موقع پر سیدنا جیلانیؒ
 نے پیش گوئی فرمائی کہ وہ عقیق رب صاحب ولایت ہندوستان ہوگا۔ (۱۳)

۱۰۲۔ الحافظ میں حضرت نصیر الدینؒ پیر راع و بھوئی نے خود کو باوا امطر علو پر
 سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے مقام بلند پایہ کے زیر سایہ تسلیم کیا۔ آپ نے
 فرمایا کہ ہمارے تمام پیران سلسلہ نے فرمان غوثیہ کے آگے سر جھکا یا ہے
 نصیر نصیر الدین یہ کہتا ہے کہ قدم غوثیہ میرے دل کی آنکھوں پر ہے (۱۴۔ الف)
 حضرت سید محمد گیسو درازؒ (رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے قل میٰ ہذا علی رقبۃ کل
 ولی اللہ کا ذکر ہوا تو آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ قول حضرت غوث الاعظمؒ
 کے ہر عصر اولیائے کرام کے حق میں ہوگا اور اولیائے مقدمین اور متاخرین اس
 سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اس غلط فہمی کے دل میں آتے ہی ان کی ولایت سلب ہو گئی
 اور سارا جسم شل ہو کر پتھر بن گیا۔ اپنے قصور کی معافی طلب کی۔ سیدنا
 غوث اعظم کے شاگرد اسماعیل نے گرامی تصنیف کیے ان کا دائمی ورد اختیار کیا
 حضرت خواجہ معین الدینؒ اجمیر ٹی اور خواجہ نظام الدینؒ اولیائے عالم باطن ہیں
 حضرت غوث اعظم کی خدمت میں سفارشی معروضہ پیش کیا تو پھر مقامِ رفعت کی
 نعمتی ہوئی اور یہ نوازشات ہوئیں۔ (۱۴)

۱۰۳۔ حضرت سید محمد بن جعفرؒ (رحمۃ اللہ علیہ) (خلیفہ حضرت چوڑنگ دہلویؒ) نے سیدنا
 مولانا عبد جیلانیؒ کے مقام بلند پایہ کے آگے یوں سر تسلیم خم کیا ہے کہ آپ نے
 اپنی کتاب بحار المعانی میں حضرت خضر علیہ السلام کی یہ روایت درج فرمائی ہے کہ
 حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور حضرت شیخ نظام الدینؒ بالیوٹی مقام مشوق میں

تھے۔ ان کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ باقی تمام حضرات نبی علیہ السلام اور حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کے فضیل مقامِ فدائیت میں تھے سلوک میں عمر نے ان
 سے وفائے کی اور عالمِ بقا کی طرف رجعت کر گئے (۱۵)

● سلسلہ چشتیہ صابریہ کے ممتاز بزرگ شیخ عبدالقدوس گنگوہی ^{۱۰۷۴ھ}
 خود سید عبدالقادر جیلانی کے مقامِ بلند پایہ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے
 ان کے سلسلہ طریقت سے براہِ راست وابستہ ہوئے اور خلافت پائی۔

● سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے ممتاز بزرگ خواجہ جمال الدین حسن محمد نوئی ^{۱۰۹۱ھ}
 بھی سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مقامِ بلند پایہ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے
 سلسلہ قادریہ میں وابستہ ہوئے اور خلیفہ مجاز بنے۔ اسی سلسلے میں پانچ
 واسطوں کے بعد حضرت قبلہ عالم نور محمد ہزاروی فیضیہ پید ہوئے۔

● حضرت شیخ الدردیہ چشتی صابری نے ^{۱۲۰۶ھ} اپنی کتاب سیر الاقطاب
 لکھی، اس میں آپ نے لکھا ہے کہ لا قدوة العارفین خواجه معین الدین چشتی
 و عمدة الاولیاء شیخ الشیوخ شہاب الدین مہروردی قدس اللہ امرارہما
 بلازمت الحضرت "ر سیدہ فیض باطن حاصل نموده اند" (۱۹) یعنی قدوة العارفین
 خواجه معین الدین چشتی اور عمدة الاولیاء شیخ الشیوخ شہاب الدین مہروردی
 حضرت جیلانی کی خدمت میں پہنچے ہیں اور ان سے باطنی فیض حاصل کیا ہے۔ اسی
سیر الاقطاب میں حضرت خضر علیہ السلام کا قول درج ہے کہ "حق تعالیٰ کہے ولی
 را بمقامے نرسانید مگر آن کہ حضرت عفو شوا عظم را مقلمے برتر واد ازان و شربت محبت
 خود یس کس را نہ چشاند مگر آن کہ شیخ را بہتر و خوشگوار تر ازان عطای فرمود" ^{۱۲۰۶ھ}
 یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کوئی مقام نہ دیا مگر یہ کہ حضرت عفو شوا عظم کو اس
 سے برتر مقام دیا اور کسی کو اپنی محبت کا شربت نہ پلایا مگر یہ کہ شیخ کو اس سے
 بہتر اور خوشگوار تر عطا فرمایا۔ اسی سیر الاقطاب میں ہے کہ برتر

اور مبارک اللہ اطلاع دار دو پہنچ کس راہ مرتبہ شیخ اطلاع نیست (۱۸)
 میں آپ تمام اولیاء اللہ کے مراتب کو جانتے ہیں مگر کسی کو آپ کے مرتبہ
 سے پہلے نہیں ہے۔ اسی سیرۃ القباب میں قدرتی ہندو علی دقبتہ کل ولی
 اللہ کی شخص کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اولیائے متقدمین و متاخرین
 و انبا حاضر و دند" (۱۹) یعنی اولیائے متقدمین اور اولیائے متاخرین
 کی (واجہ مبارکہ) بھی اس جگہ حاضر تھیں۔ اسی سیرۃ القباب میں ہے کہ حضرت
 جعفر علیہ السلام نے ایک شخص کو کہا بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی
 کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ بہترین اہل زمین ہے (۲۰) اسی
 سیرۃ القباب میں ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے بھی
 مشائخ ہیں اور جنوں کے بھی مشائخ ہیں اور میں شیخ الکمل ہوں (۲۱) سیر
 القباب کی ان روایات کے برعکس اسی کتاب میں ایک حکایت بھی نقل
 کی گئی ہے کہ سیدنا معین الدین اجمیریؒ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے
 کہا کہ اے حضرت اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص بات فرمائیے جس پر انھوں
 نے بوقت خلوت کسمانے کا فرمایا۔ اس پر سیدنا معین الدین اجمیریؒ کا جواب
 جواب نقل کیا گیا ہے وہ عقل و شرع دونوں کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہو
 "گوشہ نشینی میں دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہیں یہ بات میرے پیسے
 و سنگیر کے سمیع مبارک تک پہنچے اور از روئے غیرت آپ کا خاطر شریف
 از روئے ورنجیدہ ہو اور باعث خرابی حالت ہو۔ اس لیے کہ میں اپنے احوال و
 میں کسی اور کا حال اپنے پیروں کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ ہی
 میں آپ کی ذات باریکات کو کسی سے کم سمجھتا ہوں اور اکل اکملیں یوں گارنار
 کرت ہوں (۲۲) کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اگر میری اجازت سے حاضر ہونے
 کے تو خلوت میں کوئی مانع نہ تھا اور اگر میری اجازت کے بغیر آئے تھے تو حضور

ملاقات و کلام بھی پیر غریب طبع کو رغبت دہ کرنے کے لیے کافی ہے خلوت و عدم خلوت کا تفرقہ محض بے جا ہے۔ پھر اس عدم خلوت کو پیر کی افضلیت سے متعلق کرنا ایک بے ربط کلام ہے۔ جو سیدنا غریب نوثر سے متصور نہیں ہو سکتا۔ پھر اس بد مزگی کے بعد بھی جیدان میں حجرہ تعمیر کر کے اعتکاف و چہ کشی کر کے فیض لینا حیرت و حیرت ہے۔ یہ بات بھی اس بد مزگی کے افسانے کو غلط قرار دیتی ہے۔ رہا کسی اور کا کمال اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ پیر آپ کی ذاتِ بابرکات کو کسی سے کم سمجھتا ہو یہاں کسی اور کا لفظ عام ہے تاہم اگر اُنے قاعدہ یہاں متشقی ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہل بیتؓ اور وہ بزرگ جن کی افضلیت پر اجماع اولیاء نے تصریح و دلیل مافوق موجود ہے وہ نہ یہ غلبہ حال کا قول ہو گا۔ حقیق یہ حکایت عقلاً و نقلاً غیر صحیح ہے۔ اسی طرح پیر اقطاب کی وہ روایت بھی غلط ہے جس میں قدحِ مہنی کی ٹھل کے ظاہری حاضرین میں شیخ حماد بن مسلمؓ اور شیخ یوسف بن یحییٰؓ کو بھی حضرت شیخ شہاب الدینؒ سہروردیؒ اور عمر بن مسعودؓ بزازؓ کے شانہ بشانہ بٹھایا گیا ہے (۲۳) حالانکہ انہوں نے تاریخ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ شیخ شہاب الدینؒ سہروردیؒ اول الذکر دونوں حضرات کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت عمر بن حارثؒ حضرت حمادؒ بائیسؒ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت شیخ یوسفؒ ہمدانیؒ کی وفات کے وقت تین سال کے بچے تھے۔

● حضرت عبدالرحمن چشتی صابریؒ (۱۰۹۴ھ-۱۱۶۵ھ) نے مرقۃ الاسرارؒ میں مکمل فرمایا: اس میں فرماتے ہیں کہ "آیت مرتبہ علویٰ اور قطبیٰ اور فردانیت سے ترقی کر کے مقام عبودیت تک گئے تھے اور اسی حال میں آپ نے فرمایا قدیٰ ہذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر

ہر نام اولیاء اللہ نے اپنی گردن نیچی کر لی تھی۔ (۲۴)۔ اسی فضل کا ذکر کرتے
 دیکھتے ہیں کہ ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ساتھ اولیائے متقدمین
 حاضر تھے (۲۵)۔ اسی کتاب میں حضرت خضر علیہ السلام کا
 ذکر ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ نظام الدین دہلوی مقام
 اعلیٰ میں تھے۔ ان کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہوا، (۲۶) اسی کتاب
 میں ہے کہ سیدنا معین الدین اجمیری قصبہ جلال میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے پاس
 حاضر ہوئے تھے۔ آپ پانچ ماہ اور سات دن ان کی صحبت میں رہے اور
 ان حضرات کے درمیان راز و نیاز کی مجلس گرم رہی۔ (۲۷) اسی کتاب
 میں ہے کہ شیخ عبدالقادر قدس سرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس طرح انسانوں کے
 درجات ہوتے ہیں ملائکہ اور جنات کے مشائخ بھی ہوتے ہیں اور میں سب
 درجوں میں ہوں۔ (۲۸)

● حضرت شیخ محمد اکرم ہراسوی چشتی ہارٹھ نے کتاب اقتباس الانوار سنہ ۱۳۱۰
 میں لکھی۔ اس میں حضرت عبدالرحمن ہاروی کی مرآۃ الاسرار کے مذکورہ پانچوں حوالے
 دیے ہیں۔ (۲۹) مزید اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”یہ بات سب کو معلوم ہے کہ
 حضرت غوث الاعظم کی ولایت ^{نہایت} بڑی ہے اس وجہ سے آپ کو مرتبہ محبوبیت
 سے سرفراز تھے اور اگر کوئی اور ولی اللہ مقام محبوبیت تک پہنچے گا تو حضرت غوث
 اعظم کے واسطے سے پہنچے گا“۔ (۳۰) مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ”حضرت غوث
 اعظم محبوبان اولین و آخرین کے سید الطائفہ اور امام تھے اور نسبت محبوبیت
 و اولیاء الرسول کے مقتضیات میں سے ہے اھل اللہ بالذات بواسطہ کمالِ فنا
 تکمیل حاصل تھے۔ باقی جو بزرگ اس نسبت کو پہنچے ہیں حضرت اقدس کے فضل
 سے نسبت عظمیٰ تک پہنچے ہیں۔“ (۳۱)۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ کیسی کو غایب
 اور بہتان ملا ہے یا ملے گا حضرت غوث الاعظم کے ذریعے ملے گا۔ خواہ اس

ہات کا علم ہو یا نہ ہو کسی ولی کلو لایت حضرت اقدس کے بغیر متصور و معتبر نہیں ہوتی اور
حق تعالیٰ نے حضرت اقدس کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تہذبات کی باگ تھوڑ
اور قسم عزل و نصب وغیرہ آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جس کو آپ چاہتے
ہیں ایک لمحہ میں ولایت پر پہنچا دیتے ہیں جس کسی کو چاہتے ہیں ایک لمحہ
میں ولایت سے معزول کر دیتے ہیں (۳۲) اسی کتاب میں سیدنا عبد القادر
جیلانیؒ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
علیؑ کو مہمان و چہرہ اور ائمہ معصومین کے ساتھ کمال نسبت ظاہری و باطنی کی
بتا پر تیرہواں نام کہا گیا ہے اور بجا طور پر آپ تیرہویں نام ہیں اور اس
قابل ہیں کہ آپ کا ذکر خیر ائمہ معصومین کے ذمہ میں آئے جب کہ انہی سے
اونی بھیرت رکھنے والوں پر بھی ظاہر ہے **فہو من فہو** اسمیٰ جس
نے بکھا) (۳۳) اسی کتاب میں غلوت میں تعلیم اسرار کے قول پر یونے والی
بد مزگی کا ذکر کیا گیا ہے (۳۴) اس کا متنا دعول تین دن اور تین رات کی غلو
اور مظائف کا باہمی تبادلو بھی ذکر کیا گیا ہے (۳۵) ان دو متنا و اقوال
کے ذکر کے بعد مصنف اقتباس الاوار یوں فیصلہ طریقہ فرماتے ہیں کہ
اور دونوں حضرات کی ملاقات کا قصہ جو کتب معتبرہ اور ثقات سے ناخو
ر ہے اور جس میں کسی تنگ و شبہ کی نہیں ہے بلکہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے
یہ ہے کہ حضرت خواجہ یزدگت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور
شیخ حضرت خواجہ عثمان مارونی قدس سرہ کے فرمان کے مطابق حضرت غوث
الاعظم قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور تربیت و فیوض حاصل کیے جیسا کہ مرید
اپنے پیر صحبت سے اخذ فیض کرتا ہے اس کے سوا جو کچھ اس کے بارے میں
بیان کیا گیا ہے بجز معتبر ہے (۳۶)

● حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ (۱۱۳۳) سے سیدنا عبد القادر جیلانیؒ

حکومت و برتری کا یوں اعتراف فرمایا ہے کہ عملاً آپ نے اپنے بیٹوں کو سلسلہ
 میں بیعت کرایا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ سلسلہ چلتیہ ہشتیہ میں بڑی محنت
 کی گئی ہے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دامن بڑا فراخ ہے جس
 میں ہر شخص کے چھپنے کی گنجائش موجود ہے۔ (۳۷)

حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی حیشتی نظامی (۱۱۴۲ھ) اپنی تصنیف
 میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی بارگاہ بلند پر کے سرشارہ چھپاتے
 ہیں کہ رقم طراز ہیں کہ سیدنا نظام الدین محبوب الہی روحانی طور پر سیدنا عبدالقادر
 جیلانی سے فیض یاب ہوئے (۳۸)۔

حضرت قبلہ عالم نور محمد مباروی حیشتی نظامی (۱۱۴۳ھ - ۱۲۰۵ھ) کو سیدنا
 عبدالقادر جیلانیؒ سے کئی عقیدت تھی، اس کا اندازہ لگانے کیلئے آپ کے
 شاگرد حضرت غلام حسن بھی (۱۲۵ھ) کا بیان پڑھیے کہ ایک شب حضرت قبلہ
 عالم نے مجھ سے پوچھا کہ ”حافظ کیا غوث الثقلین محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی

شان کی کچھ خبر ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہندو نواز جب تک حضور کی خدمت محشر شرف نہیں ہوا تھا
 وقت تک اس خدا کے محبوب کی شان کو کما حقہ نہ جانتا تھا مگر اب اس درگاہ پاک سے
 ہندو میں کچھ قصور واقع ہو گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا یا اعیان اللہ! اس درگاہ
 سے قصور کیا معنی؟ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ چلے میں غوث الاعظم کی کتاب
 کو میں نور خدا اور عین نور رسولؐ سمجھتا تھا لیکن اب غوث الاعظم ہی سمجھتا ہوں
 اور اس ذات پاکؐ کو اسی نظر سے دیکھتے رہو جس نظر سے پہلے دیکھتے تھے۔ (۳۹)۔

حضرت قبلہ عالم کے پیر بھائی حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی حیشتی نظامی (۱۱۴۳ھ)۔

۱۲۵ھ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے سامنے یوں سرشارہ چھپاتے ہیں۔ (۴۰)
 ”پائے پاک اور عزت روشن پاک بڑا۔ حیات نازہ بگوشہ ازود میں مسکنی
 ہے کہ مبارک پاؤں او یا اللہ کے کندھوں کا فریق۔ ان کی برکت سے دین اسلام کو نیا رنگ ملے گا“

● حضرت قبلہ عالم کے پیر بھائی نواب غازی الدین نے ۱۱۹۱ھ میں مثنوی غزیرۃ النظام لکھی۔ اس مثنوی میں نعت کے بعد صحابہ کرامؓ اور اس بیتِ عظمیٰ کی منقبت ہے۔ پھر غوث پاک حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت ہے۔ بعد ازاں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے بعض اکابر کا ذکر ہے باقی ساری شاخ حضرت مولانا غزیر جہاں دہلوی کی مدح پر مشتمل ہے۔ (۱۲۲) قبلہ عالمؒ اور ان کے پیر بھائیوں کی نظر میں غوث اعظم کا مقام بڑا واضح نظر آ رہا ہے۔

● حضرت مولانا عبدالرحمن لکھنوی چشتی صاحبزادہ (۱۱۹۱ - ۱۲۳۵) کے ملفوظہ انوار الرحمن لکھنویہ میں ہے کہ کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت غوث الاعظم کے قول قدی علی رقبۃ کل ولی اللہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ تمام اولیائے امت سے افضل ہوں مگر چشتیہ قادریہ اور دوسرے خانقاہوں میں بھی عزت و قلب ہوں گے۔ حضرت مولانا نے کچھ تامل کے بعد جواب دیا کہ ہر ولی ایک نہ ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور حضرت شیخ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہیں ہر گاہ نبی آخر الزماں افضل انبیاء ہیں۔ حضرت محبوب بھائی بھی تمام اولیاء سے بہتر ہیں۔ (۱۲۲) اس ملفوظہ

میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ غیوریت الہی کا ایک ہی مرتبہ ہے یا متفاوت ارشاد ہوا کہ متفاوت۔ چنانچہ غوث الاعظم قدس سرہ از ابتدائے تولد تھے۔ خلاف اولیائے دیگر کہ جس نے یہ مرتبہ پایا۔ اخیر میں پایا۔ (۱۲۳)

● حضرت قبلہ عالم کے خلیفہ قاضی محمد عاقلؒ کے انتقال پر آپ کے خلیفہ خواجہ گل محمد احمد پورٹی (۱۱۶۹ - ۱۲۳۳) نے تقریباً ۱۲۳۳ھ میں مکملہ سیر الاولیاء

لکھا ہے جس میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام کا قول درج کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت محبوب بھائی قدس سرہ اور معشوق الہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہما کو مقام معشوق حاصل تھا۔

جیسا مقام کسی اور کو حاصل نہ تھا۔ سلوک میں انشُر کی عمر نے وفات کی (۳۴۷)
 قدی کے قول کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ "۷۸ یہ حقیق ہے آپ اسس کلام پر
 مودت ہے" اسس سے اوپر قدی کی محفل کے حاضرین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ
 "ولیا نے متقدمین و متاخرین میں موجود تھے ہر (۳۴۵) اسس لیے آپ نے یہ شعر
 میں بیان فرمایا کہ سہ بادشاہے کہ اولیاء اللہ۔ نیز بایش نہاد وہ جہاد رقاب
 یعنی سیدہ عید القادریہ وہ بادشاہ ہیں کہ تمام اولیاء اللہ نے اپنی گونوں
 کو آپ کے قدم کے نیچے رکھا ہے۔ (۳۴۶)

● حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی (۱۲۶۱-۱۳۱۹) (۱۸۳۰-۱۹۰۱) آپ
 نے اپنی کتاب فوائد فریدیہ میں قدی ہذا علی رقبہ کل ولی اللہ کے قول کو شطبات
 میں سے شمار کیا ہے۔ یعنی اسس قول کو مستی و سُکر کا کلام قرار دیا۔ (۳۴۷)
 قدی کا معنی عرف عام کی بجائے حقیقی معنی مراد دینا ہے۔ حالانکہ یہی ہر بات ہے
 ہر حکم لفظ کا حقیقی معنی لینا درست نہیں ہوتا۔ یقیناً انبیاء و صحابہ عظام اور
 اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء اللہ ہیں۔ لیکن عرف عام میں اولیاء اللہ
 کے الفاظ مذکورہ حضرات سے کم مرعبہ حضرات کیلئے بولے جاتے ہیں۔ اور بیک
 ایس کھلی ہوئی روشن بات ہے جس کا انکار کرنا ممکن نہیں ہے۔ (۳۴۸) فوائد
 فریدیہ غائباً ۱۹۹۷ء سے پہلے لکھی گئی تھی۔ کیونکہ اسس کتاب میں آپ نے فرقہ
 احمدیہ مرزا نیہ کا ذکر مردود و وزخی اور باطل فرقوں میں کیا ہے۔ (۳۴۹) اور اسس
 وجہ سے انجامِ اہم مطلوبہ ۱۹۹۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت خواجہ
 غلام فرید کو اپنے مکذبین اور کفرین میں سے شمار کیا ہے۔ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ
 میں سلطان میں حضرت صدر الدین گیلانی سے حضرت خواجہ غلام فرید کا تباہ و خیال ہوا
 اس وقت خواجہ صاحب نے سُکر و شط کا قول کرنے کی بجائے یہ قول فرمایا کہ
 حضرت غوث اعظم کے معاصر میرا غلام اور مشائخ طریقت اس وقت

آپ کے ساتھ موجود اور ہم زمان تھے اس لیے ان کی گروہوں پر آپ کا قدم مبارک اثرات و بہائمات کیا ہے۔ اور متاخرین پر بالیق اور بالعمیٰ کہ اھانت یا خفیۃً (۴۹)۔ اولیائے متقدمین کے سلسلے میں خواجہ صاحب کو اعتراض تھا کہ صحابہ کرامؓ اہل بیتؑ اور مشائخِ غوثِ اعظمؒ بھی متقدمین میں سے ہیں۔ اور خواجہ کے مخاطب حضرات بھی صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؑ کو نہ روئے عرف عام مشنئی ماننے تھے۔ اصل اختلاف اہل مشائخِ غوثِ اعظمؒ پر تھا اور یہ حقیقت ہم آگے چل کر کھولیں گے۔ طہان کی گفتگو کے بعد خواجہ غلام فرید تقریباً پونے دو سال اس دنیا میں قیام فرما رہے۔ مسعود حسن شہاب غلام اختر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ "آخر عمر میں سلسلہ قادریہ کے اذکار اور مشائخِ آپ پر غالب ہو گئے تھے۔ اور ان میں آپ کے اوقات بسر ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ سلسلہ قادریہ آخر کار سب سلسلوں پر غالب آجائے گا" (۵۰)۔

مخانیس الہیاس جلیہ ہارم کے مقبوس نمبر ۸۴ میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ کا کتنا شاعر تہہ ہے کہ آپ سے بلند کسی ولی کا مرتبہ نہیں ہے" (۵۰۔ الف)۔ اسی جلد کے مقبوس نمبر ۸۴ میں ہے کہ "غوثیت غوث جو متفق علیہ ہو سوائے غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ کے سوا کسی اور ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی"۔ (۵۰۔ ب)۔ نیز اسی کتاب کی جلد اول کے مقبوس نمبر ۱ میں سینا جیلانیؒ کا مامور من اللہ ہو کہ قدی کہنا بتدیا گیا ہے (۵۰۔ ج)۔

● حضرت خواجہ محمد یار فریدی (۱۳۰۰-۱۳۶۷) (۱۸۸۱-۱۹۴۸) آپ نے دیوانہ محمدی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی منقبت میں وہی نظریہ پیش کیا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ہر بیت خاصہ صرف دو حضرات کی قسمت میں آئی ہے۔ ایک حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اور دوسرے حضرت

مولانا ابوالفتح شہنشاہ کا وہ شعر حاضر خدمت ہے ۔
 ہر گویم مدت اے شاہ نظام الدین حقانی کہ ہرگز مدت ثانی مگر محبوب بھلائی (۵۱)
 اسی آپ کی تعریف میں کیا کہوں ، اے حضرت شاہ نظام الدین حقانی ، کیونکہ
 آج تک کوئی ثانی نہ ہوا ، البتہ محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر
 گیلانی (مستثنیٰ ہیں) ۔ اس منقبت کے بعد آپ نے عیدنا عبد القادر
 گیلانی کی مدحت لکھی ہے ۔ اس میں لکھتے ہیں

صفا مصطفیٰ داری ضیاء تفضی داری ۔ قدم بر اولیاء داری تو محی الدین جیلانی (۵۲)
 (میں نے صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے علی مرتضیٰ رضا
 نے آپ کو نور خاص عطا کیا ہے ۔ اور اے دین کو زندہ کرنے
 والے حضرت جیلانی آپ ، کا قدم مبارک اولیاء پر ہے) واضح رہے
 عرف عام میں اولیاء کا لفظ جمع کیلئے استعمال ہوتا ہے ۔ اور اسے اگر
 جمع کیلئے استعمال کیا جائے تو حضرت نظام الدین اولیاء مراد ہوتے ہیں
 اور ہے کہ اولیاء اور قدم بر اولیاء کے عمومی الفاظ فرق مراتب کی نشاندہی
 کرتے ہیں

تو بر شاہان شہنشاہی کن ہر چہ محمی خواہی ۔ تو بر عالم بد اللہ جہاں داری جہاں داری (۵۳)
 آپ بادشاہوں کے اوپر بادشاہ ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں کائنات کے
 آپ اللہ کا ہاتھ ہیں جہاں کے مالک و نگہبان ہیں)
 مولانا محمد یار فریدی شیخ صفیان کا واقعہ بطور تلخیص ذکر کرتے ہیں جس
 میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مقام بلند پایہ کو سر جھکا کر سلامی نہ دی
 اور نہ پرستش کیا تھا ۔

مولانا بدیع ختم می آید گے ۔ شیخ صفیان زیرِ تارے بود ۔ (۵۴)
 حضرت شمس الملک جلالہ جب کبھی ناراض ہوتا ہے ۔ تو شیخ صفیان بدیع

ول اللہ بھی ولایت سے محروم کر کے کافروں کے ذمہ اثر کندیا جاتا ہے) مولانا
عسکدار فریدی نے پہلے شعر میں اولیائے اولین و آخرین میں سے صرف
حضرت محبوب الہی اور محبوب سبحانی کو برتر قرار دیا ہے۔ دوسرے اور
تیسرے شعر میں صرف حضرت عبد القادر جیلانیؒ کی سب اولیاء سے برتر
کیا ہے اور چوتھے شعر میں ان کی برتری کے ایک انکار کرنے والے شیخ کا
ذکر عبرت ناک انداز میں بیان کیا ہے۔

● حضرت قبلہ عالم کے خلیفہ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانى (رحمۃ اللہ علیہ) نے
سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے مشہور اور دعوائے برتری پر مبنی شعر کو کل کوئی نہ
قدم کوئی نہ کسی نہ کسی شیخ بہر الکمال کا ذکر فرما کر اس کی شرح میں فرمایا کہ ہر
ولی اللہ کسی نہ کسی شیخ کے نقش قدم پر چلتا ہے کوئی حضرت موسیٰ کے
کوئی حضرت عیسیٰ کے کوئی حضرت یعقوب اور کوئی حضرت ایوب کے
میں سید الانبیاء و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر چل
رہا ہوں (۵۵)

● حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانى چشتى نظامى (رحمۃ اللہ علیہ) تحریر فرماتے ہیں
کہ سلطان المشائخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
فرمودہ اند۔ کوکل کوئی نہ قدم کوئی نہ کسی شیخ بہر الکمال
پس ایسے سخن را چنان معنی باید کہ وہ فضل ایشان بر انبیاء و صحابہ و
لازم نیاید۔ (۵۶) سلطان حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ
نے جو فرمایا ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی شیخ کے قدم پر ہے اور میں
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ہوں جو آسمان و مکالم پر ہوں
کا مل ہے۔ تو اس کلام کا ایسا معنی کرنا چاہیے کہ سیدنا جیلانیؒ
برتری انبیاء و صحابہ و تابعین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر لازم نہ کہے

انہما اکرام صحابہ عظام اور تابعین کیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا پر سینا
دانی کی برتری کا مفہوم بیان کرنا درست ہے۔

● حضرت خواجہ امام بخش ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲-۱۳۰۰) نے مکتوبات
میں فرمایا ہے کہ: مقام محبوبی تک بہت تھوڑے لوگوں کو رسائی نصیب
ہوتی ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جمیع اولیاء اللہ سے صرف دو شخص
مقام محبوبی تک رسائی حاصل کر گئے۔ ایک شیخ المسلمین محی الدین عبدالقادر
غیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ المشائخ نظام الدین
بداونی محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ۔ سید محمد بن جعفر مکی حسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ ایک دن دریائے نیل میں حضرت خضر علیہ السلام میرے ساتھ کشتی
میں سوار تھے۔ باتیں چل سیکیں تو انھوں نے فرمایا شیخ المسلمین شیخ محی الدین
عبدالقادر محبوب سبحانی اور شیخ المشائخ نظام الدین بداونی دونوں مقام
محبوبی و مشوقی میں ہیں۔ اور فرمایا قسم بخدا نیلے گنبد والے آسمان کے نیچے
ان دونوں جیسا اور کوئی شخص نہیں پیدا ہو سکا۔ ممکن ہے کوئی آجائے مگر امید
نہیں کیونکہ مقام محبوبیت عزت کا مقام ہے۔ (۵۷)

● حضرت قبد عالم کے خلیفہ خواجہ غلام حسن بھٹی (۱۲۵۰) کے خلیفہ خواجہ
حافظ محمد اکرم کھورشی (۱۲۶۰-۱۳۶۷) تھے۔ ان کا واقعہ درج ہے کہ ایک شخص
کو مسجد میں غوث اعظم کی متبیت پڑھتے سے ایک مولوی نے روکا۔
خواجہ صاحب کے ایک مرید نے بھی مولوی کی تائید کی۔ خواجہ حافظ کھورشی
نے اپنے مرید کو سمجھایا کہ "تمہارا پیر حضرت غوث الاعظم دستگیر سرکار کا
ایک ادنی غلام ہے اور میں ایک ہی نہیں سب ولی اللہ غوث قطب الدین
ابراہیم آکسی در کے غلام ہیں۔ مولوی صاحب کو مولوی بن مبارک ہو
قدوہ خواجگان کا غلام تھا۔ بے کچھ تجھے کیا ہو گیا تھا؟" (۵۸) آپ نے اپنے

ایک مرتبہ کو خط میں لکھا کہ "اے عزیز! تم حضرت غوث الثقلین محبوب
سمانی قطب ربانی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاکی
صفت رکھنے والے پاؤں مبارک کے نیچے ہیں" (۵۹)

● حضرت قبلہ عالم کے خلیفہ شہیر شاہ جیلانی، غوث زمان پیر پٹھان
حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی (۱۱۸۳-۱۲۶۷) نے حضرت سیدنا
عبدالقادر جیلانیؒ کی شان بلند پایہ کے حضور یوں سر عقیدت خم فرمایا
ہے کہ آپ کے سامنے کسی مرتبے پر معرہ پڑھا کہ "برترین شرف دارو
سگ درگاہ جیلانیؒ (یعنی سیدنا جیلانی کی درگاہ کا کتا باہر کے شیروں
پر فضیلت رکھتا ہے)۔ حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ذوق و شوق سے فغانے
لگے کہ میاں! تم ایسا پڑھتے ہو لیکن ہم تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور یوں پڑھا
کرتے ہیں کہ جگہ ہر پیراں شرق دار و سگ درگاہ جیلانیؒ (یعنی سیدنا عبدالقادر
جیلانیؒ کی درگاہ کا کتا پیروں پر فضیلت رکھتا ہے) (۶۰)۔ قاضی بدخود دارمغانی
چشتی نے یہ روایت غلام نبی خاں صاحب سب انسچکمہ منلیع قنطر گریہ
سے ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ کو بموجودگی پیر صدر الدین گیلانیؒ سنی تھیں غلام
نبی خاں صاحب کے والد عبدالرحیم خاں تورین سکندریہ اسماعیلی خاں
حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کی اس محفل میں موجود تھے۔ مولانا فیض
احمد فیض مصنف مہر منیر نے اس روایت کی سند کیوں بتائی ہے
حضرت شیخ الجامعہ ۱۹۳۸ء نے حضرت خواجہ محمود تونسوی (۱۹۲۵ء)
کی زبان سید نجیب علی احمد پوری کے حوالے سے روایت تحریر کی ہے کہ
حضرت خواجہ عبداللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۰ء) نے ایک روز فرمایا کہ غوث
زمان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے (۶۱)
مولوی غلام حیدر صاحب نے آپ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ آپ نے

خواجہ خواجگان خواجہ اجیریؒ کے بارے میں فرمایا کہ ”ہم زمانہ حضرت پیر پیران
حضرت پیر عبدالقا در جیلانیؒ گم حضرت خواجہ بزرگ مہاشے زیارت ایشان در
ہند و نیز رفت اند و ملاقات کرد اند“ (۶۲) یعنی آپؒ حضرت پیر پیران حضرت
پیر عبدالقا در جیلانیؒ کے زمانے کے ہیں جس کی زیارت کیلئے حضرت خواجہ
بزرگ (اجیریؒ) بغداد میں بھی گئے اور ان سے ملاقات کی تھی

ایک شبہ کا ازالہ ۱۔

اگر کوئی کہے کہ مناقب المحبوبین میں حاجی نجم الدین صاحب نے
ایسی کوئی بات نہیں لکھی بلکہ اس کے برعکس لکھا ہے کہ حضرت تونسویؒ نے
فرمایا تھا کہ ”سلسلہ چشتیہ میں محبوب بھائی کی طرح بے شمار محبوب ہیں“
(۶۳) تو اس کا جواب یہ ہے کہ حاجی نجم الدین صاحب اگرچہ خواجہ محمد
سیمان تونسویؒ کے آخری سترہ اٹھارہ سالوں میں ہر سال دو تین تین
ماہ گزار جاتے تھے مگر مابین ہمہ باقی عرصہ کی تمام باتیں تو ان کو معلوم نہیں تھیں۔
انہوں نے ایک نمود وقت کے ملفوظات پیش کیے ہیں اس لیے اُن کے
ملفوظات میں ان باتوں کا نہ پایا جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ وہ گیا جملہ
”سلسلہ چشتیہ میں محبوب بھائی کی طرح کے بے شمار محبوب ہیں“، تو باری
المنظر میں یہ جذبہ حضرت خضر علیہ السلام، صاحب بحر المعانی صاحب اخبار
الاضیاء، صاحب مرآۃ الاسرار، صاحب اقتباس الالوار، صاحب مکملہ
سیرالاولیاء، مکتوبات امام بخش مہاروی اور صاحب دیوانہ محمدی وغیرہ سے
مکتوز پورا کرنا ہے۔ کہ وہ محبوبیت کا دو محبوبوں میں حصر کر رہے ہیں ایک
محبوب بھائی اور دوسرے محبوبہ اپنی۔ مگر یہاں ”بے شمار محبوب“ کا دعویٰ
نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح مکملہ سیرالاولیاء میں خواجہ گل محمد پندہؒ نے حضرت
دبیر الدین گنج شکرؒ کا فرمان نقل کیا ہے کہ ”ہمارے خاندان سے میں

مشائخ کرام مدت سے ایک محبوب الہی کی نسبت دیتے آئے ہیں۔
 (۶۴)۔ ظاہر ہے کہاں ایک اور کہاں بے شمار رہتا ہے یہ ٹکراؤ بظاہر ہے
 حقیقتاً نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبوبیت عامہ اور محبوبیت خاصہ میں
 فرق ہوتا ہے۔ یہ شمار محبوبوں کا تعلق محبوبیت عامہ سے ہے اور محبوب
 سبحانی اور محبوب الہی کی محبوبیت خاصہ ہے۔ اور عام محبوبوں کی مشابہت
 خاص محبوب سے ہونا عقلاً و نقلاً درست ہے۔ مگر مشابہت سے مساوات
 بھی لازم نہیں آتی چہ جائے کہ مشبہ کی برتری کا قول کیا جائے۔ البتہ عام طور پر
 مشبہ یہ ہیں مشبہ کی نسبت وجہ شہ نہ زیادہ قوی ہوتی ہے **إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ**
 تشبیہ کے اس عمومی قاعدہ کی رو سے یہ عبارت بھی باقی تمام عبارات کے موافق
 ہے۔ مناقب المحبوبین کی عبارت کا صحیح مفہوم یوں ہے لاکہ "سلسلہ تشبیہ
 علی اللہ کے خاص محبوب محبوب سبحانی سے مشابہت رکھنے والے بے شمار
 عام محبوب ہیں۔ اس طرح تمام عبارات ٹکراؤ سے محفوظ رہیں گی تفسیر میں
 کہتے ہیں سے بھی محفوظ رہیں گے۔"

● حضرت خواجہ شمس الدین سیاحی (۱۲۱۳-۱۳۰۰) نے سیرۃ عبد الغفار
 جیلانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام منبر پر چڑھ
 کر وعظ کرتے تھے تب تین ہزار علماء معصوم اور ولی کامل آپ کی مجلس میں موجود
 ہوتے تھے۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا قدم میری گردن پر ہے اور میرا قدم تمام ادھیار کی گردنوں پر ہے۔ اسی
 دم ایک مرد کامل نے (پہل کر کے) بڑھ کر عیسیٰ علیہ السلام کا قدم اپنی گردن پر
 لیا ہزار علماء اور اولیاء کے تسلیم کرنے (مگر دن جھکانے) کے بعد شیخ
 صفحہ کی مجرات نکال رہا تھا۔ یہ ثابت نہیں رہ سکتا۔ (۶۵) یعنی شیخ صفحہ نے
 مجرات نکال کر تو کی مگر اس پر ثابت نہ رہ سکا شیخ صفحہ کے انجام کے بارے

حضرت سیالویؒ نے فرمایا کہ "شیخ صدان اپنے ایک مرید کی دعا سے
 ان کے کمر (۶۶)۔ یہ آخری الفاظ بتا رہے ہیں کہ سیدنا جیلانیؒ کے مقام
 پر یہ کام کرنا، حیرت انگیز کرتے والا اپنے زمان کو خطرے میں ڈالتا ہے
 ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے بیعت
 کرتے ہی یہ نتیجہ نکالا تھا کہ "شاید متقدمین بھی اس مرتبے کو نہ پہنچے
 ہوں جو خواجہ تونسویؒ کو ملے" (۶۷) اسی طرح خواجہ شمس الدین
 سیالویؒ نے انکشاف فرمایا ہے کہ "حضرت علوت الاعظمؒ چار دن مقام محبوبیت
 میں رہے اور خواجہ نظام الدینؒ اولیاء محبوب الہی سترہ دن محبوبیت کے مقام میں
 رہے" (۶۸) اسی طرح حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوریؒ
 (خلیفہ حضرت خواجہ سیالویؒ) نے انکشاف فرمایا ہے کہ "حضرت علوت الاعظمؒ
 کو جناب رب العزت سے ہر روز گیارہ بار محبوب کے خطاب سے پکارا جاتا
 تھا۔ اور حضرت محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء کو ہر روز درگاہ
 حق تعالیٰ سے سترہ بار محبوب کے لقب سے سرفراز کیا جاتا تھا" (۶۹) اسی طرح
 اعلیٰ بھی یہی کہتی ہے کہ محبوب الہیؒ محبوب سبحانیؒ سے افضل ہو کیونکہ الذات
 ہے اور سبحان صفت ہے۔

جو اہم مضامین ہیں کہ ان دونوں بزرگوں کا کشفی بیان بادی النظر میں جھوٹا لگتا
 کرشم کے خلاف نظر آتا ہے حالانکہ بڑے گروہ کے اتباع کا حکم ہے۔ اس لیے
 جب ہم غور و فکر کرتے ہیں تو تطبیق و توفیق آسانی سے مہر آجاتی ہے۔ چنانچہ
 پہلے بیان میں "شاید" کا لفظ بتلا رہا ہے کہ آپؒ نے بوقت بیعت خواجہ
 و تلمیذات کا مشاہدہ کر کے بعد میں بطور قیاس یہ بات کہہ دی تھی اس
 میں شک کی آمیزش یہ بتلا رہی ہے کہ ہمیں بظاہر یوں لگا۔ اگلے دو بیانات

اور قیاس میں چونکہ سیدنا نظام الدین اولیاء اور سیدنا عبدالقادر جیلانی کا ہونا
تقابل کیا گیا ہے۔ لہذا جب تک اور پہلوؤں سے بھی یہ تقابل بیان نہ کیا
جائے گا تب تک کوئی نتیجہ اور وہ بھی مجبوراً ویسا ہی کزنم کے خلاف نتیجہ نکالنا
درست نہیں ہو گا۔

اولاً سیدنا نظام الدین محبوب الہی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح
شادی نہیں کی۔ اس طرح ازواج و اولاد کی آزمائش سے محفوظ رہے
جب کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدم پر رہتے ہوئے شادی کی اور کثیر الاولاد ہوئے۔ یقیناً ہر سال
کا ہر ولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر ولی بننا ہے تاہم طبیعت
و مزاج اور حالات کے لحاظ سے ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہے۔ اور
اس حوالے سے سیدنا نظام الدین کی محبوبیت اور سیدنا عبدالقادر جیلانی
کی محبوبیت کی بنیاد سی نوعیت میں ہی فرق موجود ہے۔ جب کہ تقابل ایک
ہی نوع کے دو افراد میں ہوتا ہے لہذا یہاں تقابل درست نہیں رہتا جتنا
صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ تبلیغ کا نوح علیہ السلام کی ۹۵۰ سالہ
تبلیغ سے تقابل کریں تو اعداد اپنی اہمیت کھو بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن
پاک میں ۱۳ بار یا ایہا النبی کا خطاب آیا ہے۔ تقریباً ۱۵ بار یا ایہا القادر
کا خطاب آیا ہے اور تقریباً ۹ بار یا ایہا الذین امنوا کا خطاب آیا ہے۔ مگر
فرق نوعیت موجود ہونے کی وجہ سے خطاب کی کثرت یا قلت سے برتری اور
افضلیت ثابت کرنا درست نہیں رہتا۔

ثانیاً مگر یہ محبوبیت اور تقدیر و خطاب محبوبیت کے حوالے سے سیدنا
عبدالقادر جیلانی کے بارے میں دو سبب موقوف بھی موجود ہے اُسے
نظر انداز کرنا اور ایک طرف نتیجہ نکالنا درست نہ ہو گا۔ چنانچہ مولانا قاضی بریلوی

پیشی نے مولانا عبدالرحمن لکھنوی چشتیؒ سے نقل کیا ہے کہ "غوث الاعظم قدس سرہ از ابتدائے تولد محبوب تھے۔ بخلاف اویار و دیگرے کہ جس نے یہ رتبہ پایا اخیر میں پایا" (۷۰)۔ اس قول کی روشنی میں سیدنا شمس الدین سیالویؒ سے منقول قول جس میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی محبوبیت چار دن تبادلی گئی ہے تو اس قول میں چار دن کا لفظ مجازاً العمر مختصر کے معنی میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ شعر میں موجود ہے۔

سے عمر و راز مانگ کر لائے تھے چار دن۔ دروازہ میں کٹ گئے دو انتظار میں اور اگر محبوبیت خاصہ مراد لی جائے جو قلبیت حقیقی کی ہم معنی ہے تو وہ مقام محبوبیت بھی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو وصال سے چار روز پہلے نہیں ملا بلکہ بہت پہلے ملا ہے۔ مولانا عبدالرحمن چشتی صاحب بریؒ مرآۃ الاسرار (۱۱) اور مولانا محمد اکرم بریلویؒ چشتی اقتباس الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے مقام محبوبیت میں پہنچ کر قدحی ہذا علی رقبۃ کل اولیاء اللہ (۷۲) واضح رہے کہ یہ کلمات مقدس آپ نے ۸۵۷ھ میں بیان فرمائے تھے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے۔ گویا وفات سے چار دن پہلے نہیں بلکہ تقریباً نو سال پہلے آپ مقام محبوبیت خاصہ پر فائز ہوئے۔ اور چار دن کا قول تسامح پر مبنی ہے۔ البتہ سیدنا نظام الدین اویارؒ کی سترہ روز محبوبیت کے خلاف کوئی مستند دلیل نظر سے نہیں گزری۔ اسی طرح سیدنا جیلانیؒ کیلئے ہر روز گیارہ بار اظہارِ صفتِ محبوبیت کا قول بھی محلی نظر ہے۔ کیونکہ اس بارے میں اس کا قول زیادہ اہمیت رکھتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خطاب فرماتا ہے چنانچہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا اپنا بیان اس سلسلہ میں یہ ہے کہ "مجھ سے دن اور رات میں ستر بار کہا جاتا ہے اَنَا اخْتَرْتُكَ وَلِتَضَعَنَّ عَنِّي يَدَيْهِ

نے تجھے پسند کر لیا کہ تو بروہش پاسے میری آنکھوں کے سامنے۔ (۷۳)

لہذا گیارہ بار کا قول تسامع پر مبنی ہے۔ البتہ سیدنا نظام الدین اولیاء کے لیے روزانہ سترہ بار خطاب کے خلاف کوئی دلیل میری نظر سے نہیں گزری۔

ثالثاً ہندوستان کی روحانی حکومت اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کو عطا فرمائی ہے۔ (۷۴) اسی لیے پاک پٹن کے بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے ایک شخص عبد اللہ روحی سے فرمایا تھا کہ اس جگہ سے اس موضع تک کہ اتنے کو کسی ہوتے اور وہاں ایک حوض ہے۔ میری حد ہے وہاں تک تم یا خیریت پہنچ جاؤ گے۔ اور اس موضع سے لے کر ملتان تک شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اختیار میں ہے۔ (۷۵) اسی طرح بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو فرمایا کہ نظام الدین ہندوستان کی ولایت میں کسی اور شخص کو دینا چاہتا تھا۔ لیکن تم میری طرف روانہ ہو پڑے تھے اور ابھی راستہ میں ہی تھے کہ مجھے غیب سے آواز آئی کہ جلدی نہ کرنا نظام الدین آ رہا ہے۔ یہ ولایت اس کی ہے۔ (۷۶) اسی طرح حضرت فرخ جہاں نے قبلہ عالم بہار دہلی سے فرمایا کہ ”میاں نور محمد! اب تک ملتان پہنچاؤ کی ولایت تھی۔ لیکن اب ملتان ہمارے حوالے کر دیا گیا ہے۔ لازم ہے کہ تم وہاں اپنا کوئی سرپرست بھیج دو وہاں اپنا تصرف کرے۔“ (۷۷) یہ سب اے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی روحانی حکومت برصغیر پاک و ہند میں ہی قائم ہے مگر سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ ”میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی جنگل اور سمندر نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔“ (۷۸) ظاہر ہے کہ تمام روئے

کلی ہے اور یہ صغیر پاک و ہند اس گل کا ایک جڑ ہے اور یہ بات بھی
 من الشہس نہی ہے کہ گل کا حاکم جڑ کے حاکم کا بھی حاکم ہے ۔ اور جڑ کا حاکم گل
 کا حاکم کے سامنے رعایا کا درجہ رکھتا ہے ۔ الا ان حصص الحق (اب
 من کل کو سامنے آگیا) کہاں ولایت بر قدم عینی علیہ السلام کہاں ولایت
 بر قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ولایت عامہ (بر قدم عینی علیہ السلام)
 والی محبوبیت خاصہ اور کہاں ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملنے والی
 محبوبیت خاصہ کہاں سترہ دن کہاں لڑ سال کہاں سترہ بار خطاب کہاں
 سترہ بار خطاب کہاں ولایت جنت کہاں ولایت کل کہاں رعایا کہاں حاکم کہاں
 اور کہاں قدم بر او لیاد ۔ نہ تقابلی کی ضرورت ہے نہ گنجائش نہ ہم کسی
 کا محبت شیخ سے منسوب ہو کر تقابل کر جانا اور بات ہے اور منسوب الحال
 محذور ہوتا ہے ۔ اور قول وہی ثابت ہے جو جمہور اولیاء سے کرام کا ہے ۔

گویا محبوب سبحانی اور محبوب ابلی کا ترکیب سے تقابلی قیاس تو اس کا پہلا
 جواب تو یہ ہے کہ سبحانی ہم قافیہ جیلانی ہے اور ابلی ہم قافیہ دہلوی ہے ۔
 ہم قافیہ الفاذا سے ہم روح کے القاب بیان کرنا نقصاء کا معمول ہے ۔ اس لیے
 شہرت پانے کے بعد نام کا حصہ بن جاتے ہیں ۔ اعتبار الاخیار میں
 حضرت نظام الدین اولیاء کو بھی محبوب سبحانی لکھا گیا ہے جب کہ سیدنا
 عبدالقادر جیلانی کے لیے فرواحیاب یا محبوب سبحانی کے لفظ لکھے گئے
 اس ثنائیہ بات یاد رہے کہ حضرت عینی علیہ السلام صفت البریت
 کا مظہر غالب تھے اسی لیے بعض لوگوں نے ان کو الہ ماننا شروع کر دیا
 جب کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاص قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
 کے قرب محبوبانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفت سبحان کا مظہر غالب تھے ۔
 اور کلمہ شہید ہے اور تعجب و حیرانی کے وقت بولا جاتا ہے یعنی قرب

کی وہ انتہا کہ تعجب و حیرت کا باعث ہو اس کا اظہار کلمہ تنزیہ لفظ سبحان سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس قدر قرب کے باوجود تنزیہ یہ کہ آپ کی اہمیت شرک جلی سے محفوظ رہے گی (۷۹) ولایت عامہ (برقدم عیسیٰ علیہ السلام) کی راہ سے ملنے والی عبودیت خاصہ کیلئے عبودیت الہیہ لقب موزوں ہے۔ اور ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملنے والی عبودیت خاصہ کیلئے عبودیت سبحانیہ ہی لقب موزوں ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا جیلانی کی روح مبارک نے **سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ** کا فیضان سوار سی بن کر حاصل کیا تھا۔ اس لیے بھی محبوب سبحانی کا لقب ان کے لیے زیادہ مناسب تھا

● حضرت سیالوٹی کے خلیفہ خاص مولانا غلام قادر صاحب بھیروی (۱۲۶۵ھ - ۱۳۲۷ھ) / (۱۸۲۹ - ۱۹۰۹) جنہیں مولانا غلام دستگیر نامی کے بقول لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے سیدنا عبد القادر جیلانی کی منقبت میں ایک کتاب لکھی جس کا نام نور دہانی فی مدح المحبوب السجانی ہے اس میں آپ لکھتے ہیں کہ **صَافٍ وَاضِحٍ هُوَ كَمَا كَانَتْ حَضْرَتُهُ كَأَنَّمَا قَدْ مِتْ هَذِهِ عَلَى رَقَبَتِي كُلِّهَا وَلِيَّ الْمَشْرِقِ وَنَزَبْتُ كُلَّ أَوْلِيَاءِ كَلِّهِ خَوَاهِ زُنْدَةٍ** تھے اس وقت یا مردہ (۸۰) اسی کتاب میں ہے کہ **سَوَاءٌ مَطْلَعُ الْوَنِّ كَيْفَ أَقْطَابُ الْغَوْثِ كُلِّهِمْ سَيَادَتِ بِهِ كُلِّ مَكِينٍ أَوْ مَكَانٍ كَرَامٍ** (۸۱) اسی کتاب میں لکھا ہے کہ **حَضْرَتُ سُلْطَانِ شَيْخِ يَدِ مُحَمَّدٍ الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي كَيْفَ مَنَاقِبِ جَلِيلِهِ وَمَنَاصِبِ جَمِيدِ أَقْطَابِ الْغَوْثِ كَلِّهِ أَوْرَاقِ وَفِيهِمْ سَعَى فَوْقَ هَيْئَةٍ وَوَبِهِمْ مَكْسِبُ طَيْفَانِ عَوَامِ كَالْوَجِّ بِرِجَانِ شَهْبَازِ لَا مَكَانَ كِي طَرَفِ رَاهِ نَهْضِينَ پَاسِكْتَا** (۸۲) اسی کتاب میں کورہینوں

ان الفاظ سے کیا گیا ہے کہ ”یہ کوئی خیال نہ فرمائے کہ مدح حضرت
پاک کی موجب تو یہی مافی اویاء اللہ ہوئے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔ یہ
مذہب اویاء اللہ کا ہے۔۔۔ ایک کی تفضیل سے تھیر دوسرے کی لازم
آتی ہے (۸۳)۔

حضرت سیالکوٹی کے خلیفہ مشہور سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوٹی
(۱۲۵۶-۱۳۵۶) (۱۸۵۹-۱۹۳۷) نے ۱۸ صفر ۱۳۳۱ھ کو اپنی تقریظ
اور قادر یہ کے مصنف کو رسالہ فرمائی جو کہ مہر چشتیہ اور قنات
میں وغیرہ میں بحال نقل شدہ ہے قاضی برخوردار چشتی کشمی نے اپنی
کتاب عزت اعظم ۱۳۳۲ھ میں لکھی۔ اس کتاب میں قاضی صاحب نے بھی سیدنا
مہر علی شاہ صاحب کے اس تقریظ کی فتویٰ کا حوالہ دیا ہے۔ (۸۴) اس
تقریظ میں چار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قدیمی کا فرمان شجاعت سے
میں ہے بلکہ صحیح و استقامت و تمکین میں مامور ہونے سے تعلق رکھتا ہے
بلکہ دلیل میں سیدنا معین الدین اجمیری کا سر تسلیم کرنا بھی ذکر کیا۔ اس کے
محبوب سبجانی کی محبوب الہی پر بدترسی کو ثابت کیا ہے اور لفظ لالہ پر بھی
بحث کی ہے۔ تفصیل کیلئے مہر منیر وغیرہ کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ (۸۵) ترمیم
میں اس کو فتوے کے معاوضہ میں پیش کرتا ہے سورہ کیونکہ اس مختصر
میں اس مفصل فتوے کے خلاف ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔

شاہ محمد حسن چشتی صابری رامپوری نے ۱۳۳۱ھ میں ”حقیقت گلزار
صابری“ لکھی اس کتاب کے حوالے مولانا محمد احمد صاحب بطور سند پیش
کرتے ہیں۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
زمانہ ہے کہ ہر ایک شیخ وقت اپنے اپنے زمانہ میں پابند اس امر کا

ہوگا کہ جب تک طالب کی گردن پر قدم غوث پاک قطب عالم کا اور مہر
مخدوم علی احمد صاحب کی خلافت نامہ ولایت پر عالم جبروت میں معائنہ اور
مشاہدہ نہیں کرے گا کسی طالب صاحب مجاز مرقوع الازجاست اولوالعزم
والمرتبه شہنشاہ ولایت کو خلافت نامہ امامت کا عطا نہیں کیا کرے
گا۔ اور طالب خلافت نامہ امامت کا پائے ہوئے کو جب مقام خفائی الرسول
کا تمام و کمال کو پہنچے خود بھی قدم غوث پاک قطب عالم کا گردن پر مہر مخدوم
علی احمد صاحب کی خلافت نامہ امامت عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ
کرے گا اور شیخ وقت ہند کا بدوں معائنہ اور مشاہدہ ان دونوں امر کے دیگر جہد کم
خلافتوں میں سے طالب کو اپنے سلسلہ میں صاحب مجاز کرنے کا حق ہوگا؟ (۸۶)

● خواجہ حسن نظامی (۱۹۵۵ء) مصنف نظامی بنسری جن پر مولانا محمد
احمد صاحب اعتقاد کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "گیا رہو میں نامہ" میں تحریر کرتے
ہیں کہ تمام دنیا میں جو بیت اور جو لگاؤ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ
کے ساتھ لوگوں کو ہے اور جو عام تصرفات ان کے پائے جاتے ہیں اور
جیسی عالم گیر نسبت اس جناب عالی مقام کی ہے وہ خود ایک ایسی دلیل برتو
اور بزرگی کی ہے۔ جس کے سامنے کسی اور علمی دلیل کی حاجت نہیں ہے (۸۷)

● علامہ قاضی بر خور دار ملتانی چشتی محشی نیز اس جن پر مولانا محمد احمد صاحب
اعتقاد کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) میں کتاب "غوث اعظم"
لکھی۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جیلانیؒ کے
والد ماجد کو روحانی طور پر فرمایا کہ "خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسا لہر زبہ صالح عطا فرمایا
ہے کہ جو میرا اللہ خلاق عالم کا محبوب ہے۔ اولیاء اللہ میں اس کا شان
دلیہ ارفع ہوگا۔ جیسے میرا شان رسل و انبیاء ہیں۔" (۸۸) اسی کتاب
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا روحانی فرمان موجود ہے جو سیدنا

جہانی سے فرمایا گیا کہ "میرا قدم تیرے گردن پر ہوا۔ اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا؟" (۸۹) **قَدْ مَحَىٰ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلٍّ** وَلِیُّ اللّٰہ کے بارے میں لکھا کہ "آپ کے اس فرمودہ پر تمام اولیاء کا اتفاق ہے کہ آپ نے ایسا فرمایا اور یہ امر معواتر کے حکم میں ہے اور سب قوم مملو ہیں اور غیور نہیں کہ عنوت صدیقی نے **قَدْ مَحَىٰ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلٍّ وَلِیُّ اللّٰہ** فرمایا؟" (۹۰) - انبیاء کرام - صحابہ اور ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مستثنیٰ بتاتے ہوئے لکھا کہ "کلام موافق عرف کے ہوتی ہے۔ انبیاء اہل بیت صحابہ کو عرف میں ولی نہیں کہا جاتا۔ گو سردار الاولیاء ہوں۔ فائدہ ماقال؟" (۹۱) اسی طرح قدس کو "سکر" کلام یا شیعہ ماننے والوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ "تمام اولیاء کرام و علماء محققین متفق الکلمہ ہیں کہ یہ فرمودہ عنوت صدیقی کا باہر الہی حق ہے۔ ورنہ کیوں تعمیل کی جاتی؟" (۹۲)

اسی کتاب میں حضرت نظام الدین محبوب الہی اور حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کی محبوبیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہر دو بزرگواروں کی محبوبیت میں تو کلام نہیں۔ بے ریب وہ محبوب سبحانی ہیں اور یہ محبوب الہی۔ محبوبیت مشترک ہے۔ کلی مشکک کا مسئلہ پیش نظر ہو۔ حضرت سلطان نصیر الدین محمود سے منقول ہے کہ خواجہ محبوب الہی عنوت الثقلین محبوب سبحانی سے مستفید تھے اور فیض یافتہ ہیں چنانچہ نظام الثقلین میں ذکر اللہ می - اللہ شاہدی - اللہ ناطری - اللہ حاضری سے تصور ان اللہ بکل شیء عبید - کی نسبت لکھتے ہیں کہ حضرت محبوب الہیؒ "ایسی تصور حضور عنوت الثقلین جیلانی درمیان ملائقین فرمودہ بودہ حال در پرست و سجدہ کا وہ یہ مہول ہست؟" (۹۳) - اسی کتاب میں لکھا ہے کہ عنوت الاعظم سے مراد کتب قوم میں سید عبدالقادر جیلانیؒ ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ انہم

سے مراد فقہ میں امام ابو حنیفہ ہوتے ہیں۔ بعض معاصرین کم علم و فہم
پر بھی غوث الاعظم کا اطلاق کرتے ہیں۔ یہ انکی خیانت ہے۔ (۹۴)
اسی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ مافی ہونی بات ہے کہ غوث صدیقی
محمد الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا کوئی ثمنی نہیں ہو سکتا۔ (۹۵)

● مولانا شاہ سلیمان پھلوار علیٰ حشریؒ (۱۳۷۶-۱۳۵۴) کا فرمان ملاحظہ

ہو کہ اسے عز و اہم اس زمانے تک کی سیر و تواریخ اولیاء پر پڑھ جاؤ تو دیکھو
گے کہ کتنے طریقے پیدا ہوئے۔ پھر ان کا رد و نفی ہوا مگر ظاہر میں اب اس کا
اثر مسدود ہو گیا۔ خلاف ہمارے طریقہ شیخ عبدالقادرؒ کے کہ وہ تمام
طرق اولیاء میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجر میں اس
کی تازگی ہے۔ ہندوستان کے موجودہ طرق و سلاسل کو ہی دیکھ لو
کوئی طریقہ اس کی آمیزش سے خالی نہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی

ذالک: (۹۶) حضرت پھلوار علی نے خلافت جمہور اقوال کا ذکر یوں کیا ہے
کہ: یہ شیخ نور محمدی شاہ ذلیؒ حضرت غوث الثقلینؒ سے حضرت (ابوالحسن)
شاہ ذلیؒ کا درجہ زیادہ جانتے ہیں۔ اور انکی پوکھایت نہیں بلکہ فرماتے
ہیں کہ اس وقت اگر شیخ عبدالقادرؒ ہوتے تو میرا ادب کرتے۔ یہ اقوال
بلا تردید امام شعرانیؒ نے طبقات کبریٰ میں نقل کیے ہیں اور مع ہذا مقامات
اولیاء میں ہم لوگوں کو دخل نہ دینا چاہیے اللہ جمہور کے خلاف کسی بزرگ
کا کوئی مکشوف ہو۔ تو واجب التاویں ہے مگر اس (بزرگ) کی عظمت و
جلالت میں کوئی فرق نہیں۔ (۹۷) مولوی محمد احمد نے یہ خط نقل کیا ہے
مگر یہ فیصلہ کن الفاظ نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔

● حضرت امیر احمد امیر مینائی نظامیؒ (۱۳۶۷-۱۳۱۸) (۱۹۲۹-۱۹۰۰)

نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے حضور جبین حقیقت یوں ظم کی ہے کہ :

دور پائے بے کنار ولایت میں آسمانِ مثلِ صدف ہے۔ انہیں گھر غوث پاک ہیں
 ہے کون جو صبیح نہیں دل سے آپ کا۔ فرماں روا ہے حق و بشار غوث پاک ہیں
 ● حضرت محمد خلیل کاظمی محدث امرہوی چشتی صابری نے سیدنا
 عبدالقادر جیلانی کی شان یوں بیان فرمائی ہے کہ،

در نشانِ آفتابِ قادریت — ولایت میرا ہو تم سلطانِ باغوت
 کرم ہے آپ کا جب ادب پر — نہ ہو عاصی پہ کیوں احسان یا غوث
 بشکلِ بحرِ رحمت دو جہاں میں — رواں ہے آپ کا فیضان یا غوث
 ● پندرہویں صدی کے مجتہد امام اہل سنت غزالی زماں سیدی دہلوی
 علیہ سید احمد سعید کاظمی محدث امرہوی ملتان چشتی صابری
 (۱۹۱۳ء / ۱۳۳۱ھ) (۱۹۶۶ء / ۱۳۸۵ھ) نے گیارہویں شریف کی ایک
 فصل میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”غوث پاک کی روحانیت کے
 ساتھ ہم کو اس لیے عقیدت ہے کہ وہ تمام اولیاء اللہ کے سرور ہیں
 اور عام ہے کہ جو اولیاء اللہ کا سرور ہوگا۔ وہ بہت بڑا ولی ہوگا (۱۰۰)
 اسی طرح ایک اور خطاب میں آپ نے فرمایا: ”حضور غوث پاک نہ صرف
 اللہ کے ولی ہیں بلکہ اولیاء کے سرور ہیں“ (۱۰۱) آپ نے دیوبندیوں
 کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اہل سنت کے نظریے کی وضاحت
 کرتے ہوئے لکھا کہ: ”حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کمال الایات
 اس بلند مقام پر پہنچے جس کے بعد رسالت کا آغاز ہوتا ہے“ (۱۰۲)
 اسی طرح آپ نے ۱۲ اگست ۱۹۶۲ء کو بیاول پور سے اچے تریف کے
 آپ جنی نواز قمر صاحب۔ جو آج کل بہاولپور میں ایڈوکیٹ ہیں۔ کو تحریر
 فرمایا کہ ”جو شخص حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم پاک
 لے کر دنیا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر ہونے کی نفعی کرتا ہے بلکہ یہ

بات سن کر ”مَقَادِ الدِّیْن“ کہتا ہے۔ بے شک اس سے ہمارا قلب متاثر ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ محض ایک کشف سے متعلق ہے، بھروسے سے نہیں اس لیے ہم اس کی منکر اور نافی پر کوئی حکم شرعی فتوے کی حیثیت سے نہیں دے سکتے۔ اور ایسے (۱۰۳) آپ نے حاضر ناظر کے مسئلے پر اپنی مشہور کتاب ”تکمین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر لکھی جس کا دوسرا نام ”الهدیۃ التوضیعیۃ للمحضر والقوشیۃ“ ہے۔ اس کے شروع میں آپ نے لکھا ہے کہ ”اس کتاب پر میرا لیت کو سیدنا غوث الاعظم حضور سید محمد الہدیٰ عبدالقادر جیلانی الحنفی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ عظمت پناہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جن کی روحانی امداد و اعانت سے مجھ جیسے بیچ مدان کو اس کی ترتیب و تدوین کی توفیق حاصل ہوئی۔“

۱۔ شاہانِ چرخِ گریبانِ گدارا۔ سب درگاہِ جیلانی فقیر احمد سعید کاظمی عجلہ

(۱۰۴)۔ اچھی یہ کتاب طبع نہیں ہوئی تھی کہ مولانا سیدنا غوث اعظم نے آپ کو ضیغِ اسلام (اسلام کا شیر) قرار دیا۔ اور مفتی احمد یار صاحب نعیمی جیسے سنی کو ہر مشکل میں آپ کی طرف رجوع کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔ (۱۰۵)۔ سچ فرمایا شاہ سلیمان تونسوی نے کہ۔

گلہ برپیراں شرف دار دسگ درگاہِ جیلانی

● حضرت میاں علی محمد خان چشتی نظامی فخری (۱۲۹۹ - ۱۳۹۵ھ) (۱۸۸۱ء - ۱۹۷۵ء) سجادہ نشین بستی مفریقہ کا زندگی میں شیخ سرور محمد صاحب نے ”زیارت مقامات مقدسہ“ کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں انہوں نے حضرت میاں صاحب کا معمول لکھا کہ ”نماز مغرب کے بعد حضرت قبیلہ میاں صاحب بھی غوث پاک اور خواجہ عزیز نواز کے اسمائے مبارک بطور وظیفہ پڑھتے ہیں“ (۱۰۶)۔ چشتی نظامی بزرگ پہلے غوث پاک

کا نام و در زبانِ بشارت ہے اس پر تبصرے کی ضرورت نہیں ہے ۔

● حضرت میاں صاحبِ بستی شریف کے مرید سربراہِ اہل سنت
 حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی مدظلہ کا نام نامی محتاجِ تعارف و توثیق
 نہیں ہے ۔ انہوں نے مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ میں قد فرمایا کہ
 مَلِیْ رَقِیْبَہٗ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے بارے میں لکھا ہے کہ
 اس الہامی کلام کی تمام اولیائے وقت نے پر زور تائید فرمائی ۔ اور اکثر
 اولیائے امت نے اس امر پر اتفاق کیا کہ حضرت عزتِ انقلین
 علیہ السلام نے حضرات صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین کے سوا سب زما نوں کے اولیاء کرام کے سرور ہیں معاصرین
 اولین و آخرین سب کے سب آپ سے فیض یافتہ ہیں اور آپ ہی
 کے تابع ہیں یا (۱۰۷) انہوں نے اپنے اس موقف کو کئی بزرگوں
 کے حوالوں سے مدلل کر کے کئی صفحات پر پھیلایا ہے تفصیل کا خواہشمند
 اصل کی جانب رجوع کرے ۔ اسی طرح حکیم محمد موسیٰ صاحب نے دیباچہ
 مقدمات مجد والہ ثانی ۱۳۹۰ھ کو لکھا ۔ اس میں بھی اس موضوع
 کو اہل لا ذکر کیا ہے ۔ (۱۰۸) ۔

● حضرت میاں صاحبِ بستی شریف کے مرید خاص شاہِ اہل سنت
 حضرت سکندر لکھنوی سیدنا عبد القادر جیلانی کی شان میں یوں فرماتے
 رسالت کے ستر تاج سلطانِ علیہ السلام ولایت کی روح رہ ان غوثِ اعظم (۱۰۹)
 ولی ان سے پائے ہیں بلوہدیت ۔ میں غوثوں کے بھی رہنما غوثِ اعظم (۱۱۰)
 نور الہیہ تمہیں خالق تھے اپنے فضل سے اے ولیوں میں کوئی ہم سر نہ غوثوں کی شان (۱۱۱)
 ہم ہر ہیں سارے ولیوں کے افسر میں تم ہی غوثوں کے

وہ گیارہ ربيع الثانی کو سرکار ہمارے آئے ہیں (۱۱۲)

یہ خدا نے عطا کی ہے ان کو یہ عظمت نبی نے یہ اقامت ان کو دیا ہے

قدم پیشت پران کی محبوب حق کے ولی سارے میرے قدم غوث اعظم (۱۱۳)

یہ ان کی گردن پر ہیں مصطفیٰ کے قدم سارے ولیوں کی گردن پر ان کے قدم

جلد ولیوں میں جو شیل بہتاب ہیں شمعِ قدان کی دھندلاؤ گئے (۱۱۴)

یہ ہر ولی نے کہا رہنما آگے ہر قطب نے کہا پیشوا آگے

غوث آپس میں غوثوں سے کہنے لگے۔ بومبارکؒ غوثِ انورؒ آگے (۱۱۵)

● مشہور شاعر جناب صائم چشتی نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو یوں

خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

یہ سارے ولیوں کی گردن جھکا گئی۔ مہر ان کے قدم کی لگا گئی

چاہے اوتاد ہو یا ہے ابدال ہو میرے غوثِ جلی کا مدحِ خوان ہے

یہ سیدنا وادان کی منت تے رہو۔ نعرہ یا غوثِ اعظمؒ لگاتے رہو

اسمِ اعظم ہے یہ یہی لاجل ہے۔ جس کو سنتے ہی جل جانا شیطان ہے

یہ غوثِ اعظمِ ولایت کا ستارہ ہے۔ ہر جگہ ہر نظر آپ کا راج ہے

اس کے ہاتھوں میں صائم میری لاج ہے۔ جو میریوں کا ہر دم نگہاں ہے (۱۱۶)

● حضرت خواجہ احمد غنیؒ تونسویؒ، حضرت خواجہ سید بدیع الدین تونسویؒ، حضرت

حضرت خواجہ غلام زکریا تونسویؒ، حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ اور حضرت خواجہ

غفر الدین پاک بٹنی چشتی نے قَدِّ مِیْہِیْدِہٖ عَلٰی رَقَبَہٖ کُلِّ وَلِیِّ

الہیہ کے الفاظ کو آپ کے وقت اور زمانہ کے ساتھ خاص کیا ہے

بقول محمد احمد صاحب (۱۱۷) اور جب تک اجماع اولیائے عصر یا دلیل

ما فوق سے اس قول کو منسوخ کرنے والا بزرگ ظاہر نہیں ہو جاتا تب

تک سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ ہی کا وقت اور زمانہ ہے۔ اسی لیے قدم کی

محل میں اس وقت اولیائے اولین و آخرین بھی موجود تھے۔ آپ کے وقت

و نہ اندازہ کی مزید گفتگو آگے کر ہی ہے۔ قاضی برغورہ دار چشتی مثنائیؒ نے لکھا ہے کہ: "اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ صرف ظاہری حیاتی تک جوتا ہے۔ نہیں بلکہ وہ وقت متحد ہوتا ہے" (۱۱۸)۔ آگے لکھا ہے کہ "مناقب الاولیاء میں لکھا ہے کہ ہمیشہ وقت اوست تاکہ ولایت باقی اوست" (۱۱۹) یعنی جب تک ولایت باقی ہے ہمیشہ آپ ہی وقت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سیدنا قلب اللہ بن بختیار کاکیؒ نے سیدنا جیلانیؒ کی شان میں فرمایا ہے کہ اے فر ہے عزتے کہ غوثیت بدام اورا مسلم شد

زہے قطبے کہ قطبیت مرگور است ازانی (۱۲۰)
 (کیا شان ہے اس عزت کی کہ غوثیت گہرئی ہمیشہ کیلئے اس کو مل گئی وہ کیا مقام ہے اس قطب کا کہ قطبیت حقیقیہ یعنی محبوبیت خاصہ اس کو ملی ہے)

والشکاک سلسلہ نقشبندیہ اور تمام سید عبد القادر جیلانیؒ

● سیدنا خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانیؒ (۳۴۰ - ۵۳۵)۔ آپ نے شریعت میں شیخ عبد اللہ جوئیؒ سے یہ پیش گوئی نقل فرمائی کہ "میں گواہوں دیتا ہوں کہ عنقریب عجم کی زمین میں ایک ترکا پیدا ہوگا جس کی کمزرات کا بڑا ظہور ہوگا اور تمام اولیاء کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ولی اللہ کی گردن پر ہے۔" (۱۲۱) دوسرا طالب علمی میں سیدنا عبد القادر جیلانیؒ اور عبد اللہ اور ابن سقا ایک عذت کی زیارت کو گئے تھے اور اس عذت نے فیئوں حضرات کے بارے میں پیش گوئی فرمائی تھی۔ سیدنا جیلانیؒ سے فرمایا تھا کہ "اے عبد القادر! تم نے اپنے ادب کی وجہ سے خدا کا رسول کو مانگو کیا۔ میں گویا تم کو بعثت داد میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کو کسی باد چڑھے ہوئے ہو۔ لوگوں کو پکار کر کہہ رہے ہو کہ یہ میرا قدم اولیاء کی گردنوں پر ہے اور گویا کہ میں تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے۔" (۱۲۲) بہجتہ الاسرار میں اس عذت کا نام عون رمنی اللہ عنہ یا حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی رمنی اللہ عنہ بتایا گیا ہے۔ علامہ جامیؒ نے نفحات الانس میں علامہ تادیؒ نے "قلائد الجواہر" میں ابن سقا کے واقعہ کو حضرت یوسف ہمدانی سے متعلق بتایا ہے۔ علامہ یوسف نہہائیؒ نے ابن خلکان (۶۰۸-۶۸۱) سے نقل کیا کہ وہ عذت حضرت یوسف ہمدانیؒ تھے۔ اور انہوں نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ دعا نہیں کی تھی۔ صاحب لیل نقشبندی نے پیش گوئی کی بجائے دعا کرنے کا قول درج کیا ہے۔ جو کہ خلاف واقعہ ہے۔

تفصیل علم کی تکمیل کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ حضرت یوسف ہمدانی کو
 لئے گئے، فرماتے ہیں کہ وہ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے
 اور مجھ کو اپنے قریب بلایا۔ میرے تمام احوال کا مجھ سے ذکر کیا اور میری تمام
 مشکلات کو حل کر دیا، پھر حضرت جیلانیؒ کو وہ غلط کیا کرنے کیلئے کہا اور
 ساتھ ہی کہا کہ ”میں تم میں جتہ دیکھتا ہوں اور وہ غنقریب کھجور ہو جائے
 گی“ (۱۲۳)۔ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے ۲۱ھ میں پہلا وعظ فرمایا
 جس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار اور حضرت علی رضی اللہ
 عنہ نے چھ بار سیدنا جیلانیؒ کے منہ میں اپنا اپنا کعبہ مبارک ڈال تھا۔ (۱۲۴)
 اس کے بعد آپ کے مدارج تیزی اور سرعت سے بلند سے بلند تر ہوتے
 چلے گئے۔ حتیٰ کہ حضرت یوسف ہمدانیؒ کی زندگی ہی میں آپ کا درجہ بہت
 بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ حضرت حماد ڈاماسی (۵۲۵ھ) کا وہ ٹکڑ جو آپ کے
 سبب بروز عین عتاب میں تھا۔ ۵۲۹ھ میں آپ ہی کے فیصل عتاب سے محفوظ
 ہوا۔ حضرت حماد دباسیؒ کے تلمیذین اور دیگر فخرار و مشائخ حقیقت
 حال دریافت کرنے کے لیے سیدنا جیلانیؒ کے مدرسہ میں جمع ہو گئے لیکن
 آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے کسی میں پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر
 آپ نے خود ہی ان کی خواہش کے مطابق فرمایا کہ تم لوگ دو بزرگ افراد
 کو منتخب کر لو ان کی زبانوں پر خود بخود وہ بات آجائے گی جو تم سننا چاہتے ہو
 چنانچہ حضرت یوسف ہمدانیؒ اور حضرت عبدالرحمن کو چنا گیا۔ ان دونوں
 حضرات نے حضرت شیخ سے کہا کہ ہم آپکو جبہ تک آٹھ دن کی مہلت دیتے
 ہیں تاکہ آپ کے قول کے مطابق ہماری زبانوں سے خود بخود اس واقعہ
 کا اظہار ہو جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم لوگ اٹھنے
 بھی نہ پاؤ گے کہ یہ واقعہ تم پر منکشف ہو جائے گا۔ (۱۲۵) چنانچہ ایسا

ہی ہوا۔ گویا جس کام کیلئے حضرت یوسف ہمدانی جیت قطب ایک ہفتہ کا
وقت موزوں سمجھتے۔ آپ نے وہی کام چاندلیات میں کر دکھایا۔ حضرت یوسف
ہمدانی اس واقعہ کے بعد چھ سال زندہ رہے۔ شیخ محمد اکرم چشتی اقداس
الانوار میں لکھتے ہیں کہ "سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا حضرت خواجہ یوسف ہمدانی
نے بھی حضرت عزت الاعظم سے فیض حاصل کیا" (۱۲۶) داماشکوہ نے
سیکنڈ الا دیاد میں لکھا ہے کہ "امام عبداللہ یاقنی نے عزت القلیوں کے خوارق
کے راویوں میں خواجہ یوسف کو بھی شمار کیا ہے" (۱۲۷)۔ تاہم میرا تظاہر
سفینۃ الاولیاء اور خزینۃ الاصفیاء کی وہ روایت تاج پر مبنی، اندرونی
تھا و کاشکار۔ اور مستند روایت کے خلاف ہے جس میں قلمروٹ ھلہ
عسی رقبہ فی کل ولی اللہ کی محفل کے حاضرین میں حضرت یوسف
ہمدانی اور ان کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے حضرت شہاب الدین
سہروردی کو دوسروں کے شانہ بشانہ بیٹھے دکھایا گیا ہے (۱۲۸)
● سیدنا یوسف ہمدانی (۲۵۰ھ) کے دو خلفاء حضرت احمد سیوسی
(۲۵۱ھ) اور حضرت عبدالقادر جیلانی (۲۵۵ھ) سیدنا جیلانی کے قلمروٹ
ھلہ عسی رقبہ فی کل ولی اللہ کے کلمات فرماتے وقت گمراہی
پر موجود اولیاء اللہ میں شامل تھے۔ تمام اولیاء عصر کے مطابق انہوں نے
میں وہی کچھ کیا جو دوسروں نے کیا۔

● سیدنا حضرت سید بہار الدین نقشبند جیلانی (۷۱۸ - ۷۹۱ھ) آپ
کے بارے میں سیدنا عبدالقادر جیلانی نے پیش گوئی فرمائی کہ "میری وفات
کے ۷۵ سال بعد ایک مرد قلندری محمدی مشرب المستی بھاء الدین محمد
نقشبندی پیدا ہوگا۔ جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا" (۱۲۹)
شاہ نقشبند "نے عزت الاعظم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اپنے دامن سے

انہی کی انگلی سے سینے کی طرف اشارہ کیا اور اسیم اعظم کے نقش کو دل
پر دیا کیونکہ طالعہ کی پانچوں انگلیاں نقشہ اللہ کی شکل پر ہیں۔ اور اس
وقت آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گیا۔ (۱۳۰) حضرت نواسیہؓ
نفس بند سے پوچھا گیا کہ حضرت غوث الثقلینؒ کا ارشاد قد مجب
ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ حضور کے زمانہ مبارک
سے مخصوص ہے یا سب زمانوں کیلئے عام ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور
و غوث پاکؒ کی زبان پاک سے کسی زمانہ کی تفصیل مفہوم نہیں ہوتی۔
(۱۳۱) مزید فرمایا کہ اگر وہ تو درکنار آپ کا قدم میری انگلیوں پر بلکہ
میری روحانی انگلی پر ہے۔ (۱۳۲) اسی طرح آپ نے سیدنا جیلانی
کی شان میں یہ شعر کہے ہیں جو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے روح مبارک
پر بھی مکتوب ہیں۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است

سرور اول و آدم شاہ عبدالقادر است

(سیدنا عبدالقادرؒ اپنے وقت ولایت میں دونوں جہانوں کا بادشاہ ہے۔
سید عبدالقادرؒ آدم علیہ السلام کی اولاد کا اپنے وقت ولایت میں سرور ہے)

سے آفتاب و مہتاب و عرش و کرسی و قسطنطنیہ

نور قلب اند نور اعظم شاہ عبدالقادر است (۱۳۳)

(سورج چاند عرش کو کسی قلم اور نویردن سمجھی گئی ہیں سید عبدالقادرؒ
سے نور اعظم سے منور و مستنیر ہیں۔)

● حضرت عبدالرحمن جامی نقشبندی (۸۱۴ - ۸۹۸ھ) نے سیدنا
عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات و مناقب و فضائل و نعمات الہیہ میں کئی
صفحات پر بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے سیدنا حماد دہلویؒ کے حوالے سے

پیش گوئی و راج فرمائی ہے کہ سیدنا عبد القادر جیلانی کو ضرور یہ حکم دیا جائے گا کہ کہیں قَدْ مِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلَدٍ الْاَلِث (امیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) یہ ضرور یہ بات کہیں گے اور تمام اولیاء اپنی گردنیں جھکا لیں گے؟ (۱۳۴) مزید لکھتے ہیں کہ شیخ ابو سعید قیلوسی کہتے ہیں کہ جب شیخ عبد القادر نے قَدْ مِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلَدٍ الْاَلِث لکھ کر مایا تو حق تعالیٰ نے ان کے پر تجل فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ مقربین کے یکہ گردہ کے ہاتھ سے تمام اولیاء متقصدین و متاضین کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنا دی۔ (۱۳۵) واضح ہو گیا کہ تمام اولیاء نے متقصدین و متاضین قدسی کی عمل میں حاضر تھے۔ آگے لکھتے ہیں کہ ۷ ذیہین پر کوئی ایسا نہ تھا جس نے اپنی گردن کو نہ جھکا لیا ہو۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ عجم ایکہ دی نے گردن نہیں جھکائی اور تو مانع کا اظہار نہیں کیا تو اس کا حال اس سے پوشیدہ ہو گیا۔ (حال و سے متوازی شد) (۱۳۶) مزید لکھا ہے کہ ایک روز شیخ ابو مدین مغرب کے کسی شہر میں بیٹھے تھے۔ بیٹھے بیٹھے انہوں نے اپنی گردن جھکائی اور کہا اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ بِكَ وَ اَشْهَدُ صَلاَئِكَ اَنْیَ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ (اے میں نے آپ اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا اور اطاعت کرنا ان کے مریدوں نے دریافت کیا کہ حضرت اس کا کیا کیا سبب تھا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے آج بغداد میں ابھی ابھی کہا ہے قَدْ مِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلَدٍ الْاَلِث (۱۳۷)۔ سیدنا عبد القادر جیلانی کی شان میں آپ سے منقول کلام بھی نقل کیا جاتا ہے۔ جو ذیل میں حاضر ہے۔

مگر گویم ز کمال تو چہ عوٹ الثقلینا - محبوب خدا ابن حسن اکبر حسین
 (اے جن و انس کے فریاد میں! میں آپ کے کمال کے بارے میں کیا
 کہوں، اے حسنی حسینی سید! آپ تو محبوب خدا ہیں۔)
 سر پر قدمت جہ نہاد و بگفتہ تا الله اقدارک الله علیک
 (سب ادویاء نے اپنے سرخواب کے قدموں میں دیکھے اور یہ کہا کہ: اللہ
 کی قسم! یقیناً اللہ نے آپ کو ہم بزرگی دیا ہے۔)

ما عاجز و حیران بماندیم بکرم و اب - لا تخلص الیک بک بالکدر لدینا
 (ہم بھنور میں عاجز اور حیران ہو گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمارے
 پاس آپ کے وسیلے کے سوا کوئی چارو کار نہیں ہے۔)
 ما تشہد چو ما ہی در دشت فنا ویم - اے ابرو عطا بانو! تو بشارت الیقین
 (ہم پیادے ہیں مثل چھلی کے جو صحر میں پڑی ہو ہم پڑے ہیں۔ اے نو زشات
 کے بادل! ایک بار تو ہماری طرف جلدی سے کرم فرما۔)

● حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (۹۷۱ - ۱۰۳۴ھ) (۱۵۶۲ء - ۱۶۲۷ء)

۱۶۲۷ء) آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ بہر
 صورت حضرت شیخ اس کلام (قدی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ) میں
 حق بجانب ہیں۔ یہ کلام خواہ سکھر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے آپ
 سے صادر ہوا ہو۔ یا اس کلام کے انہار کا آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہو
 بہر صورت اس وقت تمام اولیاء آپ کے قدموں کے نیچے تھے! (۱۳۹)
 آگے لکھا کہ: حضرت شیخ عبدالقادر کی ولایت میں شائبہ عظیم ہے اور بلند
 ترین درجہ حاصل ہے۔ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و اجماعہ کو
 حقیقہ کے راستے سے نقطۂ آخر تک پہنچایا ہے۔ اور اس دائرہ کے سر
 حلقہ ہوئے ہیں! (۱۴۰) ایک اور مکتوب میں آپ نے لکھا ہے کہ

عروج ایشان از اکثر بلند تر واقع شدہ امت و در جانب نزول تا مقام
 روح فرود آمدہ اند یعنی حضرت جیلانی کا عروج اکثر اولیائے کرام سے
 بلند تر واقع ہوا ہے اور جانب نزول میں وہ (میرے نزدیک) مقام
 روح تک نیچے آئے ہیں۔ (۱۳۱) آپ کے مکاشفات غیبیہ کے
 مکاشفہ نمبر ۱۶ میں درج ہے کہ "جاننا چاہیے کہ دراصلانِ دولت میں سے
 جو بزرگوار افراد کے لقب سے مشہور ہیں وہ بہت ہی مختور سے ہیں
 اکابر صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت میں سے بارہ امامؑ اس نعمت سے محض
 یاب ہیں۔ اور اکابر اولیاء اللہ میں سے قطب و غوث الثقلین قطبِ ایمانی
 محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ ان قدس اس
 نعمت کے ساتھ ممتاز ہیں۔ اور اس مقام میں خاص شان رکھتے ہیں کہ
 دوسرے اولیاء اس خصوصیت میں مختور انصیب رکھتے ہیں یہی امتیاز
 وہ فضیلت ہے جو انکی شان کی بلندی کا سبب ہے۔ آپ کا ارشاد
 ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گودلوں پر ہے۔ اگرچہ دوسرے
 اولیائے کرام کے فضائل و کمالات بہت ہیں۔ مگر آپ کا قرب اس شخصیت
 میں سب سے زیادہ قریب ہے۔ عروج میں اس کیفیت کے ساتھ کوئی ان
 تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس باب میں آپ صحابہ کرامؓ اور بارہ اماموں
 کے شریک ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء واللہ
 ذو الفضل العظیم۔ یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جسے چاہے اور
 اللہ عظیم فضل والا ہے" (۱۳۲) حضرت خضر علیہ السلام آپ کی بیوی
 یعنی نزلِ تام کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانیؑ آپ کے عروج
 کا ذکر کرتے ہیں۔ نزول اشکو مقام روح تک نظر آتا ہے۔ تو اس کی
 وجہ یہ ہے کہ آپ کو صورت عروج کا رنگ بھی دکھایا گیا ہے۔ خود فرماتے

کہ ”اس آخری عروج میں جو کہ مقاماتِ اصل کا عروج ہے، اس فقیر کو
 حضرت عارفِ الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ سرہ اللہ قدس کے
 روحانیت کی امداد حاصل رہی، اور ان کی قوتِ تصرف نے ان تمام مقامات
 سے گزر کر اصل الاصل کے مقام تک واصل فرما دیا“ (۱۴۳) پھر مقامِ نزع
 سے نیچے عالمِ اسباب ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ کو سیدنا عبد القادر
 جیلانیؒ کی کثرتِ کرامات کی یہی توجیہ نظر آئی کہ سیدنا جیلانیؒ کا نزول مقامِ روح
 سے نیچے عالمِ اسباب کی طرف نہیں ہوا۔ (۱۴۴) اگر تادمِ مہی مانا جائے تو
 کثیر الکرامت ابو یوسف و اللہ میں سے کسی کا نزول بھی مقامِ روح سے نیچے ثابت
 نہیں ہو سکتا۔ لہذا مولوی محمد احمد صاحب اور اُس کے حواریوں کے لیے یہ
 بات اور بڑی مصیبت ہے کیونکہ جن بزرگوں کو وہ سیدنا جیلانیؒ سے بڑھانے
 کی کوشش میں ہیں اُن کو کثیر الکرامت بھی مانتے ہیں تو نزولِ تادم ان کا مجدد صاحب
 کے قاعدے کی رو سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ اُن کا نزول بھی پھر مقامِ روح تک
 ہی ثابت ہوگا۔ نزول کے بارے میں یہ بحث مزید آگے آدھی ہے تاہم
 شیخ محمد اکرم چشتی صابری صاحب اقتباس الانوار نے کثرتِ کرامات کی توجیہ
 یوں کی ہے کہ ”چونکہ آپ کا مقام غیوریت تھا اس قسم کے تصرفات
 پر آپ حق تعالیٰ کی جانب سے مامور بلکہ مجبور تھے“ (۱۴۵) صاحبِ عوارف
 اعدا نے قدمی کے بارے میں بقایائے سکھ کا قول کیا تھا، اس کی حقیقت
 میں آپ نے مکیوں کی ”غایت مافی الباب یہ کہ سکھوں میں مراتب کثیرہ ہیں...
 جو خالص عوام کا حصہ ہے... صحو میں بقیہ سکھ کا ہونا تک کا رنگ
 لٹا ہے۔ جو مصلحِ عام ہے۔ اگر تک نہ ہو تو طعام معطل و بے کار ہو...
 ... صاحبِ عوارف قدس سرہ کا یہ کہنا کہ قولِ قدسیؒ لہذا
 رَفِیَتْہُ کُلُّ وَلَیٍّ اللہ ہو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

قدس سرہ سے صادر ہوا۔ بظاہر اسے سکھر پر محمول ہے تو اس سے مراد اس قول کا غلط ہونا نہیں۔ جیسا کہ وہ ہم ہوتا ہے۔ بلکہ بیان واقع کیا ہے یعنی اس قسم کی بات جو مسابحات و افتخار پر مبنی ہو۔ بغیر یقین سکھر کے صادر نہیں ہوتی؟ (۱۲۶)۔ سیدنا محمد و الف ثانی، اذی الحجۃ ۱۰۳۳ھ کو شدید بیمار ہوئے۔ اور ان دنوں کی بات ہے کہ ملائکہ روزِ آپ نے مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر

سے املت شمس الدین و شمسنا۔ ابد علی افق العلی لا تغرب
(پہلے بزرگوں کے آفتاب لائے ولایت غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ ہمیشہ رفعت و علا کے افق پر کبھی غروب نہیں ہو گا) اور میرے اس قول میں کہ قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ لوگ حیران ہیں۔ اس کا حل لکھو۔ تم کو اس ضعف سے صحت حاصل ہوگی؟ (۱۲۷)۔
روفتہ القیومیہ میں لکھا ہے کہ ”مرحوم موت میں آنحضرت نے قیوم ثانی معصوم ربانی کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانی نے انتخاب کی اس وصیت کو آپ کی غزلوں کے دنوں میں پلور اکیدا اور مکتوبات کی تقریری جلد میں داخل کر دیا“ (۱۲۸)۔ حضرت خواجہ محمد معصوم نے بھی اپنے مکتوبات میں حضرت مجدد الف ثانی کے ”ختم مکتوبات“ کی تعلیمات کا حیرت انگیز انداز سے ذکر کیا ہے۔ (۱۲۹) اس آخری مکتوب کے بارے میں ان بیانات کے برعکس مولوی کریم بخش دیوبندی اور مولوی ملک حسن علی جامعی غیر غلط

مکتوب کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ (۱۵۰) مولوی محمد احمد صاحب اس معاملہ
 کے متعلق ہیں۔ حالانکہ خود مولوی محمد احمد صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ مذکور
 لایہ انگریزی مکتوب نمبر ۱۲۳ ج ۳ حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد خواجہ محمد
 مسعود ہی مصرض قریب میں لائے اور یہی اس کے ساتھ بھی تھے۔ (۱۵۱)
 یہ غیر ثبوت کے بعد اصل مکتوب کی تفصیلات پیش خدمت ہے ساتھ ہی حضرت
 مولف ثانی کے دیگر اقوال سے اس مکتوب کے ہر مفہوم کی تائید بھی

تائید مکتوب

حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق
 اعظمؓ بنو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا بوجہ اٹھاتے ہیں۔ (۱۵۲)

تخلیص مکتوب

انسان کو اللہ تک پہنچانے کا پہلا انتہا قریب
 ہے اس راہ کے واسطے بالاصل انبیاء
 کے صلی علیہم وسلم اور امتی بھی ہیں
 حضرت عیسیٰؑ حضرت مہدیؑ حضرت
 عیسیٰؑ وغیرہ اسی راہ سے واصل ہیں۔

حضرت امیرؑ حضرت عیسیٰؑ سے مناسبت
 اور غلبہ جانب ولایت کی وجہ سے ولایت
 محمدیؐ کے بوجہ اٹھانے والے ہیں اس لیے
 انقلاب و ایدال و او تاد کے مقام کی تقریباً
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا و اعانت کے
 سپرد ہے یعنی قطب مدار کا سر حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کے زیر قدم ہے
 حضرت فاطمہؑ اور امامین رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم بھی اس مقام میں حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہیں۔ (۱۵۳)

انسان کو اللہ تک پہنچانے کا دوسرا درجہ
 ولایت کا ہے۔ انقلاب و او تاد
 و فطامہ اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے
 واصل ہوئے ہیں اس راہ کے واصلین
 کے پیشوا اور ان کے سرور اور ان بزرگوار
 کے متبعین حضرت علی مرتضیٰؑ کریم اللہ وجہہ
 عنہ یہاں نہرا حسین رضی اللہ عنہم شریک
 ہیں یہ یکتا ہوں کہ حضرت امیرؑ اپنی
 مدد پیدا فتنہ سے پہلے ہی اس مقام
 تک پہنچا دیا تھا۔ جیسا کہ آپ مہدیؑ

پیدا نشی کے بعد میں ۔

۱۵۴) حکا شفاعت عینیہ کے حکا شفاعت نمبر ۱۶ سے اقتباس اور درج کر دیا گیا ہے ۔ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہی بارہ اماموں کا مرتبہ عظیم بیان فرمایا گیا ہے ۔ (۱۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد وہی منصب انرا اثنا عشر میں سے ہر ایک کے لیے ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا ۔ ان بزرگوں کی زندگی اور انتقال کے بعد جس کو بھی فیض اور ہدایت ملتی ہے ان کے وسیلہ ملتی ہے ۔ اگرچہ اقطاب و نجباء وقت ہی کیوں نہ ہو ۔ اطراف کو مکرر سے گروہ ہونے کے سوا چارہ نہیں ہے ۔

۱۵۵) اسی حکا شفاعت میں صحابہ کرام اور بارہ اماموں کے بعد تمام اولیائے کرام سے بلند مرتبہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو بتایا گیا جس کی کیفیت درج میں صرف ان کو ہی صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کا شریک بنا دیا گیا ۔ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے علاوہ ہر ولی اللہ پران کی برتری بتلائے کہ ان کا قول قدحی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ بیان فرمایا (۱۵۵) اور آپ نے غای صرف ان لوگوں کو بتایا جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا منصب پر سید جیلانیؒ کا قدم مانتے ہیں ۔ (۱۵۶)

۱۵۶) ائمہ اہل بیت کے بعد یہ منصب آخری امام سے واسطہ دیا یہاں تک سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو یہ منصب عطا ہوا ۔ اب جس کو بھی خواہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطہ سے ہی فیوض و برکات کا حصول ہوتا ہے ۔ یہاں وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کہ ڈوب گئے انگوں کے سورج اور ہمارا سورج تا ابد افقِ مکی پر ہے گا اور غروب نہ ہو گا

یعنی سورج فیضانِ ہدایت و ارشاد کا سورج تا دیر رہے گا ۔

جلد دوم مکتوب چہارم میں لکھا تھا کہ الف ثانی کے امیتوں کو فیضِ تدریس مجدد الف ثانی ملے گا۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مجدد الف ثانی کو سیدنا عبدالقادر جیلانی کا نائب بتلایا گیا ہے اور تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ چاند کا نور سورج کے نور سے مستفا دہے۔

۱۱ دعوئے نیابت تو اعتراضِ برزخی سیدنا جیلانی کے ساتھ ہی تصدیق پاتا ہے۔ اور ان کے نیابت کے دائرہ کار میں ہونے کی ہر محدودی تصدیق کرتا ہے۔ باقی سلاسل کے بزرگوں سے اس کشف کی کوئی تصدیق میری تقریر نہیں گزری۔ لہذا نیابت کے دائرہ کا تعین باقی ہے۔

۱۲ قربِ دلالت اور قربِ نبوت دونوں کی طرح کے قرب امتوں میں جمع ہونا درست ہے (۱۵۷)

۱۳ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو بزرگیت کے اعتبار سے دونوں پہلوؤں کا برابر دارا تھا نے والا فرمایا ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ اسی وجہ سے اُن کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ (۱۵۸)

۱۴ لہذا اس مکتوب کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نظریات کے خلاف قرار دینا درست نہیں ہے اور اسے جعلی یا محرف قرار دینا سیدہ زوری اور تحکم ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس مکتوب کو اُن کے دلگیر تمام اقوال کی روشنی میں پڑھنا چاہیے۔ پہلے کلام کو منسوخ اور بعد والے کلام کو تاسیخ بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن جب تطبیق ممکن ہے تو یہاں پہلے کلام کو قبل اور بعد والے کلام کو مفصل بھی کہا جاسکتا ہے۔ پہلے مکتوب میں قدمی کو ظاہر قدم کے معنی میں لے کر معاصرین پر حملہ دیا تھا۔ مکاشفات میں معنوی قدم معنی بزرگ مراد لے کر صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے سوا باقی تمام اولیائے کرام سے آپ کا بلند پایہ مرشد ثابت کیا۔ مولوی محمد احمد صاحب کے سولہ اعتراضات

کا اجماعی جواب اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ ان اعتراضات کی ویسے ہی حیثیت
خوئے بد را بہانہ بسیار سے زیادہ نہیں ہے۔ تاہم اس کا یہ اعتراض اوپر کے
تقابل جاننے کے مطالعہ کے بعد مفہوم ہوتا ہے۔

● حضرت خواجہ محمد معصومؒ (۱۰۰۶-۱۰۶۹) نے اپنے مکتوب نمبر ۲ میں
تحریر فرمایا کہ قَدْ كُنِيَ هَذَا عَلَى رَقَبَتِهِ كَلْبٌ قَلْبُ اللّٰهِ
جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فرمان ہے اُس وقت کے اولیاء سے منسوب
ہے جیسا کہ تحقیق کر دی گئی ہے۔ (۱۵۹)۔ یہاں اُس وقت سے مراد
وہ وقت ہے جو سیدنا جیلانیؒ کا وقت ولایت ہے۔ جس کی تشریح
مکتوب امام ربانیؒ ص ۱۲۳ حلد سوم کے ضمن میں اوپر بیان ہو چکی ہے۔ اس
مکتوب کے راوی و کاتب حضرت محمد معصومؒ ہی ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے
مکتوب نمبر ۱۹۳ میں مفصل بیان کیا ہے۔ (۱۶۰)

● حضرت سید آدم بنوریؒ (۱۰۰۶-۱۰۵۳) نے خلاصۃ المعارف نکات
الاسرار میں وہی کلمہ تحریر فرمایا ہے۔ جو اُن کے مرشد ارشد حضرت امام بانیؒ
قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے۔ (۱۶۱)۔ اسی نکات الاسرار میں
حضرت خواجہ بابا فرید گنج شکرؒ کا قدیمی کا فرمان صادر ہونے کا وقت نہ
پانے پر حضرت ظاہر کرنا منقول ہے۔ کہ اگر میں اُس وقت ہوتا تو آپ کا
قدم اپنی گردن پر رکھتا اور خنجر سے عرض کرتا کہ میری آنکھ کی تیلی پر بھی ہے کوئی
میرے شیخ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ آپ کا قدم اپنی گردن پر لینے
والوں میں سے ہیں۔ (۱۶۲)۔ ظاہری قدم معاصرین ہی کی قیمت
میں تھا۔ تاہم معنوی قدم (یعنی برتری) کا اعتراف دسر تسلیم خم کرنا
اور بات ہے۔

● حضرت مرزا مظہر جان جاناؒ (۱۱۱۱-۱۱۹۵) نقشبندی بزرگ

میں۔ فرماتے ہیں کہ "حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے ختمہ اجازت کا تبرک حاصل کرنے کے بعد میرے باطن میں نسبت شریفہ قادریہ کی برکات کا احساس بھی ہوا اور سید اس نسبت کے انوار سے پر ہو گیا؟ نیز فرماتے ہیں کہ "قادریہ نسبت میں انوار کی چمک بہت ہے" (۱۶۳)

● حضرت قاضی ثناء اللہ یافائی پٹی صاحب تفسیر مظہری (۱۲۵ھ بمطابق ۱۸۱۰ء) نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں حضرت محمد و الف ثانیؒ کا نظریہ برہمی و شاعت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ سیف المسلول یعنی شہر برہنہ کے خاتمہ میں حضرت قاضی صاحبؒ نے بعض اکابر اولیاء اللہ کے کشف صحیح سے لفظ امام کا معنی بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ "بعض اکابر اولیاء اللہ نے کشف صحیح کے ساتھ جو کہ حصول علم کے اسباب میں سے ہے۔ امام کا دوسرا معنی ظاہر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کارخانہ ولایت کے فیوض و برکات جو اللہ تعالیٰ سے اولیاء اللہ پر نازل ہوتے ہیں سب سے پہلے صرف ایک شخص پر نازل ہوتے ہیں۔ اور اس شخص سے تقسیم ہو کر اولیائے وقت میں سے ہر ایک کو اس کے مرتبہ کے موافق اور اس کی استعداد کے لحاظ سے پہنچتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ میں سے ایک شخص کو بھی اس کے واسطے کے بغیر فیض نہیں پہنچتا۔ اور مردانِ خدا میں سے کوئی بھی اس کے وسیلہ کے بغیر درجہ ولایت نہیں پاتا۔ اقطابِ مجتہدین اور اولیاء اور ابدال اور نجباء اور نقباء اور تمام قسم کے اولیاء اللہ اس کے منہج ہوتے ہیں۔ اس منصبِ عالی کے مالک کو امام اور قطب الارشاد یا لامعۃ بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ منصب عالی ظہور آدم علیہ السلام کے وقت سے علی مرتضیٰؑ کی روح پاک کے لیے مقرر تھا یوں کہ اس جناب کی جسمانی پیدائش

کے بعد سے کہ وقت و حال تک صحابہ و تابعین سب کو یہ نعمت آپ کے واسطے سے ملی۔ ان کی وفات کے بعد یہ منصب حسن بلیغیہ کو اور ان کے جیسے شہید مکرہ کو اور بعد ازاں امام زین العابدین کو بعد ازاں محمد باقر کو بعد ازاں حضرت صادق کو پھر امام موسیٰ کاظم کو پھر علی رضا کو پھر محمد تقی کو پھر حسن عسکری علیہ السلام کو وہ منصب عالی نفوذ یعنی سب سے زیادہ حسن عسکری کی وفات کے بعد سے سید الشرفاء

غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی کے وقت ظہور تک یہ منصب عالی حضرت حسن عسکری کا روح سے متعلق رہا۔ جب حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی پیدا ہوئے۔ یہ منصب مبارک آپ سے متعلق کر دیا گیا۔ محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب غوث الثقلین کی روح مبارک سے متعلق رکھتا رہا۔ اس کے بعد آگے فرمایا کہ "استنباط اس مدعا از کتاب اللہ و از حدیث متواترہ کہ وہ یعنی اسن و عوی کا استنباط کتاب اللہ و حدیث مبارک سے کیا جاسکتا ہے۔ (۱۶۴)۔ یہی قاضی صاحب تفسیر مظہری میں متعدد مقامات پر بھی مضمون اچھا بیان فرماتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۳ اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۱ اور آیت نمبر ۱۱۰ کے ذیل میں مندرجہ بالا مضمون کا خلاصہ دیکھا جاسکتا ہے۔ (باقی جلدیں بھی راقم کے مطبعہ میں نہیں آئیں)۔

● شاہ عبداللہ دہلوی المعروف شاہ غلام محمد ری (۱۱۵۸-۱۲۴۰)

(۱۷۳۵-۱۸۲۴) کے مکتوبات میں سے مکتوب نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹ اور ۱۰ میں سیدنا جیلانی کو صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے ہمراہ ذکر کیا گیا ہے۔ مکتوب نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ اور ۶ میں سیدنا جیلانی کو واسطہ فیض ولایت بتلایا گیا ہے۔ مکتوب نمبر ۱، ۲، ۳، ۴ اور ۵ میں سیدنا جیلانی کے نزول کے ناقص ہونے کے قول کو رد کر کے ان کا نزول کامل ثابت کیا ہے۔ (۱۶۵)۔

ایک تشبیہ کا ازالہ

اگر کہا جائے کہ شاہ درویش احمد نقشبندی نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے مخطوطات و راجعات مجلس نمبر ۳۶ میں لکھا ہے کہ شاہ غلام علی نے مختلف سلسلوں کے اکابر و اولیاء کا ذکر کر کے فرمایا کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دینی چاہیے (۱۶۶)۔ تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہاں فضیلت مطلقہ مراد ہے جس سے مفضل کیلئے فضیلت مجزوی کا قول بھی جائز ہے۔ ورنہ اسی درویش احمد کی مجلس نمبر ۱۲۰ اور مجلس نمبر ۱۵۶ میں سیدنا جیلانیؒ کو ائمہ اہل بیت کے بعد سے سب کے لئے دائیں قائم فیض و ولایت بتایا گیا ہے۔ (۱۶۷) مکتبہ شاہ غلام علی میں سے مکتوب نمبر ۸۵ میں ایک اہم دعوات بھی لکھی ہے کہ درویش کرام بھائی خود تفصیلی بیگے ہو دیگوئے نکند۔ یعنی اولیائے کرام میں سے ایک کی دوسرے پر برتری کا قول گمان سے نہ کیا جائے۔ (۱۶۷ الف)

● حضرت غلام محی الدین مجددیؒ قصوری و ائمہ الحضورؒ (۱۲۰۲-۱۲۷۰) (سلسلہ) حضرت شاہ غلام علی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت سیدنا محی الدین عبدالحق درجیلانیؒ کی شان اقدس میں فرمایا ہے کہ:

من غلام محی و بنم آن کہ شاہ او بیاست

خاک پاشش تاج سر ابدال را با قطاب را (۱۶۸)

(میں حضرت محی الدین جیلانیؒ کا غلام ہوں۔ وہ جو اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں، اور ان کے پاؤں کی خاک ابدال اور اقطاب کے سر کا تاج ہے۔) سے انس و ملک بر تقدش سر نہاد

اوسر پا بر سر اسر نہاد

و ان لوں اور فرشتوں میں سے اولیاء لئے آپ کے قدم پر سر رکھ دیا۔ اور

آپ نے اپنے پاؤں کا سرا ان کے تاج کے سرے پر رکھ دیا۔
 سے ذاتِ خدا علیہ السلام ارضائے او

برکتِ جملہ دل پائے او (۱۶۹)
 (ذاتِ باری تعالیٰ سیدنا جیلانیؒ کی رضا جو ہے کیونکہ وہ محبوبِ رب ہے۔
 اور ہر ولی کے کا ندھے پر ان کا پاؤں ہے۔)

سہ ہست غلامِ محی الدین شاہ زمان و ہم زمیں

منکر اور سپاہِ رُخسانہ کو بگڑو (۱۷۰)
 (حضرت محی الدین جیلانیؒ کا غلام اپنے وقت کے تمام اہل زمین کا بادشاہ
 ہے۔ اور آپ کے منکر کا ہر منکر اور ہر گلی میں منہ کالا ہی رہے گا۔)

● شاہ عبد الرحیم دہلویؒ (۱۰۵۴ھ - ۱۱۳۱ھ) (۱۶۴۴ - ۱۷۱۸ء) آپ حضرت
شاہ ولی اللہؒ کے والد ماجد ہیں اور مجددِ الف ثانیؒ کے خلیفہ سید اکرم بنوریؒ
کے سلسلے میں بیعت ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "یونسیت ہم کو حضرت غوث
اعظم رضی اللہ عنہ سے حاصل ہے۔ وہ زیادہ صاف اور زیادہ باریک
ہے۔" (۱۷۱)۔

● حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۱۴ھ - ۱۲۰۶ھ) (۱۷۰۳ -

۱۷۷۲ء) اپنی کتاب جمعہات کے ۱۲ میں لکھا ہے کہ "و در اولیائے امرت
و اصحاب طریق اقصیٰ کیلکہ بعدہ تمام راہ جذب پاکد و جوہ بہ اصل میں نسبت
(اولیسیہ) میل کردہ است و در راہ جا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ
محی الدین عبد القادر جیلانیؒ اندہ" (۱۷۳) یعنی اولیائے امرت اور اصحاب
سلسلہ کے اندر تمام راہ جذب ملے کہ تے کے بعد جس شخص نے سب سے
زیادہ قوی اور سادہ و معنیو طہ پہلوئی کے ساتھ اس نسبت اولیسیہ
کی اصل کی طرف توجہ فرمائی ہے اور اس جگہ میں کامل ترین پہلو کے ساتھ

قدم رکھا ہے وہ حضرت شیخ محمد الدین عبدالقادر جیلانی نہیں۔ اسی جہد میں آپ نے فرمایا ہے کہ ”بالجملہ ایں اسباب مقتضی آن شدہ کہ امروز اگر کسی را مناسب روح خاص پیدا شود ان حافض بر وارد غلبہ بیرون نسبت از انکہ ایں معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت امیر المؤمنین علی کہ تم اللہ تعالیٰ وجہ یا بہ نسبت حضرت غوث بیلائیؒ یعنی المختصر یہ اسباب تعاقب کرتے ہیں کہ آج اگر کسی کو کسی روح خاص سے نسبت پیدا ہو جائے تو وہاں سے فیض پاتا ہے۔ غالب عود پر یہ بات اس محکم سے باہر نہیں کہ اس معنی کی نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ نسبت ہو یا حضرت غوث جیلانیؒ سے یہ نسبت ہو“ (۱۷۳)

● حضرت شاہ فقیر اللہ صوی مجددیؒ (م ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۷۸۱ء) حضرت آدم بنوریؒ کے سلسلے کے بزرگ جن کا مزار شکار پور سندھ میں ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف کے مکتوب نمبر انچاس (۳۹) میں لکھا ہے کہ ”تحقیق میں ہے کہ حضور غوث الثقلینؒ کا ارشاد قدس سرہ ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ حضورؒ کے زمانے پر عمل نہیں اور آج تک اولیائے کرام کا مقامات کے انتہائی کم حضور (غوث پاکؒ) سے استفادہ اس بات کا مؤید ہے۔ اگر اس امر کو حضور (غوث پاکؒ) کے زمانہ سے مخصوص کریں تو اولیائے کرام کا قیامت تک آپ کی جناب سے فائدہ حاصل کرنا جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ کوئی معنی نہیں رکھتا، پس کشفی طوہر پر قطعاً ثابت ہو چکا ہے کہ حضور (غوث پاکؒ) کا قدم مبارک جمیع اولیائے کرام اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے“ (۱۷۴)۔ آپ آگے چل کر غریب فرماتے ہیں کہ ”طریقہ قادریہ سب طریقوں سے افضل ہے اور اس

طریقہ کے سالک دوسرے سب طریقوں کے سالکوں سے افضل ہیں۔
 کیونکہ تابع کی فضیلت متبوع کی فضیلت کے سبب ہے۔۔۔ اس سبب ثابت
 ہوا کہ طریقہ عالیہ کے سرور کو ہر گز نہ چاہیے کہ باوجود مشرقت قادری رکھنے
 کے دوسرے طریقوں سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے۔ کیونکہ دوسرے
 طریقوں کے اصحاب اگرچہ اپنے وقت کے قطب اور زمانے کے نجیب ہی
 ہوں سب حضرت عوث اعظمؓ کے وسیلہ سے استفادہ کرتے ہیں اور
 ابتداء اور انتہا میں ہر جگہ جناب عوثیت کے وسیلہ سے کشور و کارپاٹے
 ہیں پس دوسرے طریقوں کے اصحاب اگر طریقہ عالیہ قادریہ سے فائدہ
 اٹھائیں تو ان کے حق میں فیض کی زیارتی کاموجب ہوگا۔ (۱۷۵)

● حضرت خواجہ حامی فضل اللہ قدس سرہ قاضی نقشبندیؒ (۱۲۲۹ھ) اپنی تالیف
 ممدۃ المقامات میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تقریباً آخری مکتوب کا مضمون
 جو سی سلاست نکھ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "چوں فرست بناب شیخ
 الجن والانس حضرت عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 رسید اکر ارفضو حق بایشان شد تمام قیام ساعت اس راہ را مفوض
 بایشان فرمودہ اند" (۱۷۶) یعنی حبیب جناب شیخ الجن والانس

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی کی باری آئی تو وہ مرتبہ آپ
 کے سپرد کر دیا گیا۔ قرب قیامت تک اس راہ کو ان کے سپرد بتایا ہے
 ● حضرت سائیں توکل شاہ اناجی نقشبندیؒ (۱۲۵۵-۱۳۱۵ھ)

صاحب اسطرار بزرگ تھے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ "ایک روز عوث
 پاک سیرتا عبدالقادر جیلانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ تھا کہ حضور عوث پاکؑ
 نے جو یہ فرمایا ہے کہ اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے بظاہر اس کا کیا
 مطلب ہے۔ تو اس پر اس نہیں صاحب نے فرمایا "یہ درست ہے آپ

وقت سے لے کر قیامت تک جس قدر لوگ قادر یہ نسبت کو حاصل کریں گے ان سب کی گردنوں پر آپ کا قدم مبارک ضرور ہوگا۔ کیونکہ نسبت قادر یہ کی تکمیل اسی وقت ہوگی جب کہ آپ کا قدم مبارک ان کی گردنوں پر رکھے گا۔ چنانچہ ہم نے بھی دیکھا ہے کہ ایک دفعہ ہم بغداد شریفین کی طرف منہ کر کے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے فیض لے رہے تھے۔

(اچانک) ہم نے دیکھا کہ حضرت پیران پیر کی روح مبارک ہماری گردن پر آسوار ہوئی۔ اور آپ کے دونوں پاؤں مبارک ہماری گردن کے دونوں طرف سینہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "امت، راتنی ہے اس دور ہم کو بہت فیض ہوا۔ بڑا استغراق اور جوشش آیا اور نسبت

قادر یہ کی تکمیل ہو گئی" (۱۷۷)۔ آپ کے قول سے معاصرین کے علاوہ بہت سے متاخرین کی گردنوں پر بھی قدم مبارک کا رکھنا ثابت ہو گیا ہے۔ یہ کیا قادر یہ نسبت سے قدم مبارک کو خاص کرنا تو اس کی وجہ ہے کہ خصوصی شفقت و کرم کا قدم اسی نسبت سے خاص ہے۔ اور دوسری

نسبتوں پر بالواسطہ معاصرین کے قدم مبارک معنوی طور پر ہے۔ اور پھر جتنی نقشبندی اور بہروردی کے سلسلے آجکل عملاً قادر یہ نسبت کی آمیزش رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان سلسلے تصوف کی اپنی تاریخیں گواہ ہیں۔

● حضرت مولانا رکن الدین مجددی انوریؒ (رحمۃ اللہ علیہ) بمطابق ۱۳۲۵ھ

نے تحریر فرمایا ہے کہ "یہ جو آپ (حضرت عوث پاکؓ) نے فرمایا میرا قدم گل اویسا اللہ کی گردنوں پر ہے۔ یہ گل استغراقی نہیں ہے ورنہ مقد میں ہیں

معاہدہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور متاخرین میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی شمل ہوگا حالانکہ ان حضرات کی فضیلت تمام اویسائے امت پر قطعی ہے۔ پس اس کلام سے مراد اس وقت کے اویسا اللہ ہونے

(۱۶۸) مسامرین اولیائے کرام بہ برتری اور فصاحت کا ثبوت
یہاں بھی نظر آتا ہے البتہ مولانا الودئی کے نزدیک اسلم اور انوٹ وقت

ہے

● حضرت مولانا سلامت اللہ راجہ پوری مجددی (م ۱۳۳۹ھ) اپنی کتاب
”تفسیر النور“ بحضور المصطفیٰ علیہ السلام میں حضرت مجدد
اف ثانی کے تقریباً آخری مکتوب کا مضمون بڑے زور شور سے پیش
کرتے ہیں۔ (۱۷۹)

● حضرت مولانا حیدر اللہ خان درآنی مجددی نقشبندیؒ اپنی کتاب ”درۃ
القدر“ میں رَدِّ الْقَادِیَانِی میں حضرت غلام محی الدین
تصویری مجددی کے یہ اشعار ایک کرامت کے ضمن میں درج فرمائے ہیں:

سہ درج جناب محی الدین آں غوث اعظم یا یقین

محبوب رب العالمین تن را لکاں جاں را اجلا
(حضرت محی الدین جیلانی کی تعریف یہ ہے کہ آپ یقیناً غوث اعظم ہیں۔ رب
العالمین کے محبوب ہیں جسم کو طاقت اور روح کو روشنی آپ کے طفیل ملتی ہے)
سہ دوش خدا قرب آں چنان کس نسبت یارائے بیاں

پائے شریفش را مکان برگردن کل اولیاد (۱۸۰)

(اللہ نے آپ کو اپنا قرب اتنا دیا ہے کہ کوئی بیان نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے
کہ آپ کا قدم تمام اولیاد اللہ کی گردنوں پر ہے)

● حضرت میاں شیر محمد شرف پوری نقشبندیؒ (۱۲۸۲-۱۳۴۷) (۱۸۶۵-۱۹۲۸)

آپ کی مسجد کے شراب پر لکھا تھا ”یا شیخ عبد القادر
جیلانی“ نشیب اللہ (۱۸۰) ”مغرب کی ناز کے بعد
حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر پڑھتے تھے:

دوسرے اشعار پر مضمون کر دیا جائیگا۔

وکل ولی لله قدم والی۔ علی قدم النبی ید الکمال
ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدم پر ہوں جو ید الکمال ہیں)

شیخ اللہ یا شیخ حضرت سلطان محمد الدین عبد القادر جیلانی الحمد للہ (۱۸۱)
چھوٹے خواجہ نقشبند سے استمداد کے اشعار اور آخر میں ایک شعر حضرت
دانا گنج بخش سے استمداد کا ہے۔ جو حضرت خواجہ عزیز نواز جیسری کا
کہا ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت کوماں والے و حضرت اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں
کہ اعلیٰ حضرت قبیلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا معین یا چشتی یا حضرت
سلطان شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ یا بہار الدین نقشبند اور یا
شاہ مدار کاہ و عموما صبیح شام فرماتے تھے کہ ایسا کرنے میں برکات
ہیں برکات ہیں یہ (۱۸۲)۔ صاف نظر آ سکتا ہے کہ سلطان وایت
سیدنا عبد القادر جیلانی کا مقام ان کی نظر میں کیا تھا۔

● حضرت مناظر اسلام محمد عمر نقشبند شی (۱۳۲۰-۱۳۹۱ھ) (۱۹۰۲)

۱۹۰۱ء) جو حضرت میاں صاحب شیرازی شریف پوری کے سرید و خلیفہ
اور میاں جلیل احمد صاحب شریف پوری کے علم و ریافت ہیں۔ آپ نے حضرت
مولانا غلام محمد الدین مجددی کے مندرجہ ذیل اشعار کو پورے گوش و
غوش سے بیان فرمایا ہے۔

من خاصہ کہ اس شاہ ہمدانیہ نائب کامل ز شہر انبیاء
ابا لمفوض وہ ولی جو تمام اولیاء اللہ کا بادشاہ ہے۔ اور انبیاء علیہم
السلام کے بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث کامل ہے۔
سے قلب جہاں غوث نہاں محمد الدین۔ فیض از و بہ بقیامت یقین

(اس وقت تمام جہاں کا قطب و غوث اہل ہے۔ محی الدین ہے اور اس کا فیض یقیناً قیامت تک رہے گا۔)
 پیر و گرو شاہ یو و نقشبند۔ بہت زیادہ شاخ و برگ (۱۸۳)
 (دوسرے پیر شاہ نقشبند ہیں۔ آپ کا مرتبہ کئی اولیاء اللہ سے بڑا ہے۔)

● حضرت مولانا نور بخش توکلی نقشبندی (۱۲۹۴ - ۱۳۶۷) (۱۸۷۷ - ۱۹۴۸) آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں ایک عرصہ تک عربی کے پروفیسر رہے۔ آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانی پر پوری کتاب لکھی جس کا نام سیرت غوث اعظم ہے۔ اس کے آخر میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مشہور اور تقریباً آٹھ سو مکتوب بطور دمک الختام کے درج فرمایا ہے پھر اس کا ترجمہ بھی دیا ہے۔ (۱۸۴)۔

● حضرت شاہ حافظ محمد عنایت اللہ مجددی رامپوری (۱۲۵۹ - ۱۳۳۵) اپنی کتاب "مقامات ارشاد الہیہ" میں اور حضرت مولانا حامد علی خان مجددی نقشبندی (۱۳۲۴ - ۱۳۵۰) (۱۹۰۶ - ۱۹۸۰) اس کے ترجمہ "معارف عنایتیہ" میں مکاشفات غیبیہ کی عبادت یوں پیش فرماتے ہیں کہ "معلوم ہوتا چاہیے کہ جو حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم ذات پاک تک واصل ہوئے ہیں اور ان کا لقب افراد ہے۔ بہت ہی قلیل ہیں۔ اکابر صابہ۔۔۔ اور اہل بیت کرام میں انرا اثنا عشر عنوان اللہ علیہم۔ اس مرتبہ پر فائز ہیں۔۔۔ اور اکابر اولیاء اللہ میں حضرت غوث الثقلین، قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الا قدس اس دولت کے ساتھ ممتاز ہیں اور اس مقام میں ایسی شان رکھتے ہیں کہ دوسرے اولیاء اللہ نے

اس خصوصیت کے ساتھ بہت کم حصہ پایا ہے۔ اور یہی امتیاز
ان کی فضیلتِ شان کا سبب ہوا ہے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:
قَدْ جِيءَ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ
میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اگرچہ دوسرے
اولیاء کے بھی فضائل و کمالات بہت ہیں لیکن عنوث پاک کا قرب اس
خصوصیت کی وجہ سے سب سے زیادہ ہے۔ عروج میں ان کے
برابر اس کیفیت کو کوئی نہیں پہنچتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور
ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان شکوہ اس باب میں شرکت ہے۔
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُؤْتِي مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ (۱۸۵)

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ولایت کے پانچ درجے ہیں.....
مقامِ قلب..... مقامِ روح..... مقامِ رستہ..... مقامِ خفی
..... مقامِ اخفی..... پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ قلبِ زیرِ قدم
حضرت آدم علیہ السلام، اور روحِ زیرِ قدم حضرت فوح علیہ السلام
اور حضرت ابراہیم علیہما السلام اور رستہِ زیرِ قدم حضرت موسیٰ علیہ
السلام اور خفیِ زیرِ قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اخفیِ زیرِ قدم
مجتہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے (۱۸۴) اور یہ بات
واضح ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ہیں اور وہ مقامِ روح نہیں ہے بلکہ مقامِ اخفی ہے یہی
بات وضاحت کے ساتھ اقباس الانوار ص ۱۵ پر لکھی ہے اور
حضرت سیدنا محمد و آلہ ثانی اپنے آپ کو ولایتِ محمدی اور ولایتِ محمدی
کا پروردہ قرار دیتے ہیں۔ (۱۸۷) تمام محمدی اولیاء علی صا حجہم الصلوٰۃ

والسلام ولایت محمدی کے پروردہ ہیں۔ البتہ قدم موسیٰ علیہ السلام
پہنچنے کی وجہ سے آپ خود کو ولایت موسیٰ کا پروردہ ہونا تسلیم
ہیں۔ اور مقام سرپر فائز ہونے والا بزرگ مقام اخفیٰ پر فائز بزرگ
کے مرتبہ کا اور اکی کر نے میں کشفاً خطا کر سکتے ہیں۔

● حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی مجددی (م) (۱۹۹۲ھ) نے میدان

جیلانی پر ایک مضمون لکھا ہے جس کے آخر میں سیدنا جیلانی کے اشعار
لکھے۔ ان میں سے بعض کا ترجمہ انہی کی زبانی پیش خدمت ہے۔

”اور وصال محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں میری عزت و
(اولیاء) پر فائز اور سب سے قریب تر نہ ہو“ (۱۸۸)

”میں رضامندی اور قرب الہی کے سبزہ زاروں سے اقبل دن سے ہی متغیر
ہوں اور اب مجھ کو وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا جاتا“ (۱۸۸)

”پہلے لوگوں کا سورج ڈوب چکا ہے۔ ہمارا سورج آسمانِ رفعت
پر درخشاں ہے جو کبھی نہ ڈوبے گا“ (۱۸۸-ب)

● حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندی (م) (۱۹۸۳ھ) آپ نے نقول

اور مناقب کا انتخاب فرما کر ”نعمہ جدید“ نامی کتاب مرتب فرمائی اور
اہل سنت کے خورد و کلان اور نعت خوانوں کے لیے ایک نئے تحفہ قرار

دیا۔ اس میں آپ نے دو نظمیں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں بھی درج
فرمائیں ان میں ایک منقبت اعلیٰ حضرتؒ کی لکھی ہوئی ہے جس کے چند اشعار

حاضر خدمت ہیں۔ (واضح رہے کہ یہ مولانا اوکاڑویؒ کا انتخاب
اور پسند ہیں) :-

سے تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے پیاسا تیرا

سر جھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیا تیرا
 اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تنوا تیرا
 جو ولی قبل گئے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
 سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے اگاتیرا
 راج کس شہر میں کہتے ہیں تیرے خدام
 باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
 شکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانے
 خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا
 تو گھٹا نے سے کسی کے نہ ملتا ہے نہ گھٹے
 جب جڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
 اے رفقاء یوں نہ بلک تو نہیں جید تونہ ہو

سیّد جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا (۱۸۹)

حضرت مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہ بھہان پوری مجددی (م ۱۹۹۳ء)
 حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:
 مقام عنوت اعظم تو ملا ہے شاہ جیلانیؒ کو

مگر شامل نیابت ہے مجدد الف ثانیؒ کی (۱۹۰)

سب میں عبدالمزاق نقشبندیؒ اور مولانا ابوالعباس محمد داؤد غازیؒ
 قدم عنوت پاک کو ان کے زمانہ کے تمام اولیائے کرام کی گمراہیوں پر
 تسلیم کرتے ہیں (۱۹۱)

والسکانت سلسلہ سہروردیہ اور تمام سید عبدالقادر جیلانی

● شیخ ابوالنجیب عبدالقادر بن عبداللہ سہروردی (۵۶۲ھ تا ۶۴۹ھ)

آپ سیدنا قادوس (۵۲۵ھ) کی اس پیش گوئی کے مطابق ہیں جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ "اس عبدالقادر جیلانی کو ضرور حکم دیا جائے گا کہ یہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے" (۱۹۲)۔ آپ اس محل میں موجود تھے جس میں سیدنا عبدالقادر جیلانی نے قدس جی ہذا **عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ فَلْيُـ اللہ کے فرما** تھے (۱۹۳) آپ کا بیٹا چشم دید گواہی یوں دیتا ہے کہ "شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تو میرے باپ نے اپنا سر جھکا دیا۔ قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے اور کہا کہ میرے سر پر میرے سر پر۔ میرے سر پر۔ تین بار کہا (۱۹۴) آپ اپنے بیٹے سیدنا شہاب الدین سہروردی کو غوث پاک کے لئے آتے تو انہیں راتے میں آداب سکھاتے کہ "حضور قلب کا خیال رکھنا کہ تم ایسے بزرگ کے پاس جا رہے ہو جن کا قلب مبارک اللہ تعالیٰ سے خیر مرتب ہے اور اس کی برکات کے منتظر رہنا" (۱۹۵)۔ خواجہ من محمد چشتی قدس جس سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی بھی سیدنا عبدالقادر جیلانی کے خلیفہ نہ تھے۔ (۱۹۶)

● شیخ شہاب الدین محمد بن محمد سہروردی (۵۳۶ - ۶۳۲ھ) آپ نوٹری میں علم کلام میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کے چچا حضرت ابوالنجیب سہروردی آپ کو سیدنا عبدالقادر جیلانی کے پاس لے گئے۔ انہوں نے معاملہ اس

لرپنا ہر گیت والا لٹھ آپ کے سینے پر رکھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے
 جیسے نو علم لدنی سے پُر فرما دیا۔ حضرت جیلانیؒ نے آپکو فرمایا کہ اَنْتَ الْخَبْرُ
 الْمَشْهُورُ بِیْنِ الْعِرَاقِ بِیْنِ تَمِ عِرَاقِ کے مشابہ ہیں سے آخری
 ہو گے (۱۹۶) آپ سیدنا حماد عباس کی پیش گوئی کی روایت اپنے چچا
 سے بیان فرماتے تھے (۱۹۸) آپ نوبختی کے عالم میں اُس محل
 میں موجود تھے جس میں سیدنا میلانیؒ نے قَدْحِی کے الفاظ فرمائے تھے
 اپنے بھی سر جھکانے والوں میں شامل تھے۔ (۱۹۹)

ایک مشبہ کا ازالہ

آپ نے عوارف المعارف میں تواضع اور جبر کی بحث
 میں قَدْحِی ہٰذِہ عَلٰی رَقَبَہِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ
 کے الفاظ کو بقایائے سکر سے قرار دیا ہے۔ حالانکہ حضرت حماد
 عباسؒ کی الہامی پیش گوئی میں اَمْرُو اِذْنِ کی روایت کے بھی آپ راوی
 ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تواضع کی بحث میں مَحْنِ لَیْقِیْنِ اور بیا کا
 اعتراض وارد ہوتا تھا کہ کنی اولیائے کرام ایسا کلام مروی ہے جو بظاہر
 تکبر معلوم ہوتا ہے۔ تو یہاں کشفِ اَمْرُو اِذْنِ کا بیان اس لیے نہ کیا
 گیا کہ کشف والہام مَحْنِ لَیْقِیْنِ کے لیے حجت نہیں ہوتے۔ اس لئے بریلین
 تشریح وہ قول پیش کیا گیا جو مَحْنِ لَیْقِیْنِ پر بھی حجت ہو۔ اور وہ یہی توجہ ہے
 کہ سکر کے بعد کامل ترین صحو میں بھی تَمَاضُکِ باقی رہتا ہے کہ جبنائے
 میں ٹک ہوتا ہے اس سے استعراق و غلبہ حال کا کلام منہ سے نکل کتا
 ہے لہذا خود پسندی جگر اور فخر کا شائبہ تک نہ رہا۔ اکابر اولیائے
 کرام کے دفاع میں بریلین تشریح بقایائے سکر کا قول لے کر اُس کو مدلل
 کر کے اکابر اولیاء سے خود پسندی اور تکبر کے اعتراضات کو دفع کیا گیا۔

صورت اسی اعتراض کو دفع کرنے کے لیے بقایائے سکر کا قول پیش کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ تاہم ایسے مختص حضرات کے کلام کو قابل غور و تامل کی ایک وجہ نکالی جائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ ان کا یہ جوش کلام مستحی کی حالت میں ہے اور مساتوں کا کلام برداشت کیا جاتا ہے۔ (۲۰)

مشکلم کے لیے یہاں غلبہ حال (بقایائے سکر) کا قول کر لے کے باوجود

بھی وہ اس کلام کو برحق اور حقیقت واقعی سمجھتے تھے۔ ورنہ وہ خود ان جمیع اولیائے عصر پر تسلیم خم نہ کرتے اور نہ کلام کو باطل سمجھتے تو اپنی تو یہ شائع فرماتے کہ میں نے فلاں موقع پر اس باطل کلام کی تصدیق کی اس سے تو یہ کرنا ہوں۔ کیا مولوی محمد احمد صاحب وغیرہ ایسی خرابی کا کوئی مفروضہ تلاش کر کے قوم کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

● حضرت شیخ بہار الدین ذکرہ ملتانی (۵۶۶ - ۶۶۶ھ) "فوائد اسلام" کتاب سے نقل کیا ہے کہ شیخ الاسلام عزت العالم شیخ بہار الدین ذکرہ ملتانی سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے بھی گردن جھکا لی تھی۔ فرمایا ہاں میری روح نے بھی گردن جھکا لی تھی۔ اگر میں جسم غصری موجود ہوتا تو آپ کا قدم آنکھوں پر لینا۔ نہ ہے سعادت ابدی لہذا آنحضرت قدس سرہ ہذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ زمودہ بایں بیت نرم نمودہ۔ افلت شمس الاولین و شمسنا بیداعی اتق العلی لا تغرب" (۲۰۱)

یعنی اس لیے ہفتاب نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ساتھ ہی نرمی کے ساتھ پڑھا کہ "و ب گئے" انگوں کے سورج اور ہمارا سورج ہمیشہ افق علی پر رہے گا اور نہ ڈوبے گا۔ اسکی طرح بیان کیا گیا ہے کہ "جب حضرت بہار الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت "عزت عالم" اور "عزت اعظم" میں کتنا فرق ہے

تو فرمایا کہ معمولی ہے۔ حتیٰ کہ سائل نے تین بار یہی پوچھا اور ہر بار یہی جواب پایا۔ جس سے عزتِ پاک کی عزت تے جوشِ مارا۔ اور بہاء الدین کا فیض ایک ملتا سلب ہو گیا آخر قصیدہ لکھ کر حضور (عنوتِ پاک) کی خدمت اقدس میں (روحانی طور پر) حاضر ہوئے اور معافی مانگی (۲۰۲)
 وَأَلَسْ أَعْلَقُ بِالصَّبَوَاتِ اس قصیدہ میں ۴۵ شعر ہیں جو مہندس کے رنگ میں لکھے گئے ہیں۔ اس کی آخری سند یہ ہے۔
 کثم سرورِ فدائے تو۔ فدائے خاکِ پائے تو

فقیر تو، گدائے تو، گدائے بے توانے تو

بجاں جویم رضاے تو، بدل دارم وقائے تو

کثم دردِ دلہ جوائے تو، بامید لقاے تو

بہاء الدین بھائی، کندہ مردم شناس، خوانی

کہ تو محبوبِ سبحانی و محی الدین جیلانی (۲۰۳)

(میں) اپنا سر آپؐ فدا کرتا ہوں۔ آپ کے قدموں کی خاک پر فدا کرتا ہوں۔
 آپ کا فقیر ہوں آپ کا گدا ہوں۔ آپ کا بے نوا بھکاری ہوں۔ میں جان سے آپ کی رضا چاہتا ہوں۔ میرے دل میں آپ کی وفا ہے۔ آپ کی جگہ میری آنکھوں میں ہے میں آپ کے دیوار کا امیدوار ہوں۔ ملتان کا بہاء الدین ہر وقت آپ کی یوں تعریف کرتا ہے کہ آپ محبوبِ سبحانی اور محی الدین جیلانی ہیں۔)

اسی طرح آپ سے ایک اور منقبت بھی نقل کی گئی ہے جس سے آپ کا سببِ جیلانی سے عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا ایک شعر درج کرتا ہوں:
 سچ اولیائے اولین و آخرین سرٹائے خود

نذیرِ پائش مے بہند از حکم رب العالمین۔ (۲۰۴)

ماضی و مستقبل کے تمام ادوار اللہ کی لہروں نے اپنے سر آپ کے قدم مبارک کے نیچے رکھے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے الہامی حکم سے تھا۔

● حضرت میر تقی محمد جہانیاں جہاں گشت سہروردی (۱۰۷۰ھ - ۱۱۵۰ھ)

آپ اپنے سلسلے کے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کا سیدنا عبدالقادر جیلانی سے فیض باب ہونا یوں بیان فرماتے ہیں: شیخ عبدالقادر جیلانی نے شیخ شہاب الدین کے ایک دن انکو خدمت میں شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے لئے گئے کہا کہ میرے اس بھتیجے نے علم کلام و مناظرے میں غلو کیا ہے شیخ نے ان کے سینے پر ہاتھ ملا۔ علم کلام و مناظرہ ٹھوہر گیا۔ مگر اسی قدر کہ مسائل اعتقاد و فرض ہیں۔ دوسری بار ہاتھ ملا تو علم سلوک رکھ دیا۔ اور سرقرتہ ترک کا پہنایا اور فرمایا کہ شیخ شیعہ ہوگا؟ (۲۰۵) اسی طرح

آپ نے سید عبدالقادر جیلانی کا قول نقل فرمایا کہ "طوبی لمن رانی اورای من رانی اورای من راہ اورای من راہ

یعنی خوشی و خنکی ہو جو واسطے اس شخص کے کہ جس نے مجھ کو دیکھا یا اس شخص کو (دیکھا) جس نے مجھے دیکھا یا اس شخص کو دیکھا یا اس شخص کو دیکھا کہ جس نے اس کو دیکھا پانچ آدمیوں تک۔" اور

میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اُن کو دیکھا ہے؟ (۲۰۶)

اخبار الاخیار میں یوں ہے کہ "میں نے شیخ شرف الدین محمد شہبازی کو دیکھا اور انہوں نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو دیکھا اور شیخ الشیوخ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت کی۔ اس طرح میں اس شرف سے مشرف ہوا۔ اور میں رحمت خدا کا مستحق ہوا؟ (۲۰۷) اقتباس الانوار کے مصنف نے آپ

کی حضرت جیلانی سے عقیدت مندی کی انتہا کو یوں کہہ کر ظاہر فرمایا

۲۰۸) اس راقم الحروف نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ حضرت محمد م
جہا نیان پر نسبت قادریہ غالب تھی۔ (۲۰۸) اخبار الاخبار میں بھی
لکھا ہے کہ ”محمد م جہا نیان کو سلسلہ قادریہ کے ساتھ وابہانہ نسبت
تھی۔“ (۲۰۹)

● حضرت مفتی غلام سرور لاہوری سرور دکن (۱۲۴۴ھ - ۱۳۰۷ھ)

(۱۸۳۷-۱۸۹۰) آپ کی کل اکیس تصانیف ہیں۔ ان میں سے تین
تصانیف سیدنا عبدالقادر جیلانی کی ذاتِ بركات پر مخصوص ہیں ایک کتاب
”مکرمہ کرامات ہے۔ جو ۱۲۷۷ھ میں لکھی اس میں سیدنا جیلانی کی قاضی
زندگی کی مناسبت سے اکائیس مناقب ہیں اور ہر باب کے قاتمہ پر
ایک نثر منقبت میں لکھی ہے۔ دوسری کتاب ”دو زبان میں دیوان کردی
ہے یہ ۱۲۹۹ھ میں تحریر ہوا۔ سیدنا جیلانی کی منقبت میں ہے۔ تیسری کتاب
”مناقب خوشہ ہے۔ جو حضرت شیخ محمد صادق شیبانی کفارہ سی کتاب کا مضمون
اردو ترجمہ ہے۔ (واضح رہے کہ یہ وہی کتاب ہے جس کا عربی ترجمہ مع چند
تضافوں کے تفریح النظار کے نام سے علامہ عبدالقادر علی مرحوم سے شائع
فرمایا) ان تین کتابوں میں صرف سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مناقب ہیں۔
اور آپ کی کئی دیگر تصانیف میں بھی آپ کا ذکر خیر موجود ہے۔ (۲۱۰)
آپ کے دیوان سے دو شعر حاضر خدمت ہیں۔
ہر حکومت راقول شایستہ راقول شایستہ

توئی بیر دل آگاہے افشای شاہ محی الدین

(باہن حکومت کے بادشاہ آپ ہیں۔ آسمانِ ولایت کے چاند آپ ہیں)
گود بیریں جو دور پروا گاہ ہے۔ اسے شاہ محی الدین میری فریاد کی
(کہیں)

سہ افسر اہل صفا حضرت غوث الثقلینؒ

گفت مجرب خدا حضرت غوث الثقلینؒ (۲۱۱)
(اولیاء اللہ کے سردار حضرت غوث الثقلینؒ ہیں حضرت غوث الثقلینؒ مجرب
خدا کے درجہ پر فائز ہیں)

● پیر غلام دستگیر نامی سبروردی (۱۸۹۳-۱۹۹۱) آپ نے
حضرت غوث پاکؒ کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

سہ فضیلت سید الکونین کو نبیوں میں حاصل ہے
مسلمؒ، اولیاء میں ہے سیدت غوث اعظمؒ کی (صداۃ المسلمین)
سہ صحابہ میں محمدؐ چاند ہیں اور اولیاء میں یہ

نبوت انکی اشرف اور ولایت غوث اعظمؒ کی (املاۃ علیہ السلام)

سہ مسلمانانِ عالم میں ہے ان کی گیارہویں رائج
(۲۱۲)
مغربی آفاق عالم میں ہے برکت غوث اعظمؒ کی (درود شریف)

البتگان سلسلہ قادریہ اور مقام سیدنا عبد القادر جیلانیؒ

اگرچہ سلسلہ چشتیہ کے اکابر کی مدح کی خاطر مولوی محمد احمد صاحب کا اصول یہ ہے کہ ”مرشد اپنے کی اس کے معاصرین پر فضیلت باعقاب و محبت دینا مضائقہ نہیں؛ (۲۱۳) اور یہ کہ ”اگر سُنْت اعتقاد مرید کے دل پر نظر گذرے کہ دنیا میں میرے میر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکتا ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے“ (۲۱۴)۔ اجدید سید سلسلہ قادریہ کے بزرگ سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کا گواہ ہے تو کیا ایک شرائط کڑی کر دی جاتی ہیں، پھر ضابطہ یہ بتاتا ہے کہ اقوال مریدین کے خالی علوم و محبت پیروں سے نہیں۔ اعتبار کے ساتھ (۲۱۵)۔ پھر پھر پور کا مولوی محمد احمد پوری بے بعیرتی سے سابقہ علمی دنیا کو ساقط و اعتبار کرنے کیلئے لکھ دیتا ہے کہ ”اس موضوع پر قادری حضرات کی لکھی ہوئی کتابیں کذب بیانی اور مبالغہ آرائی سے بھر پوری ہیں، لہذا ایسی کتب معتبرہ و غیرہ معتبرہ ہیں؛ (۲۱۶)۔ کیا سمجھے؟

بہر حال قادری حضرات ایک موضوع پر کاذب قرار دے دیئے گئے۔ دوسرے موضوعات پر ان کے صادق ہونے کی کیا ضمانت ہے۔ گو ہا مصنف ”مقطب قادری“ ہونا ہی کتاب کے غیر معتبر ماننے کا معیار بنا دیا گیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملا علی قاری، محمد الدین فیروز آبادی، علامہ ثناء الدین عارفی، صاحب حصن حصین، بحر العلوم فرنگی نئی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، یہ سبھی بزرگ قادری تھے اُن کی کتب غیر معتبر بن گئیں۔ علامہ عبدالحق ثنائی کو بھی نسبت قادریہ حاصل تھی اور حضرت عسکرم

جہانپاں بہروردی کو نسبت قادریہ حاصل تھی اور حضرت حسن محمد چشتی نظامی کو بھی نسبت قادریہ حاصل تھی۔ اور حضرت عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری کو بھی نسبت قادریہ حاصل تھی۔ تو گو یا یہ سب بزرگ اور ان کے بعد کے تمام متوسلین نیز معتبر قرار پائے۔ ہمارے لیے ان سب اکابر کو غیر معتبر ماننے کی بجائے مولوی محمد احمد کے خاندان کے لیے کو باطل ماننا زیادہ آسان ہے۔ یہاں میں صرف ان اکابر سلسلہ قادریہ کا ذکر کروں گا جن سے مولوی محمد احمد نے دلیل پکڑی ہے۔

● شیخ اکبر محمدی الدین محمد بن علی ابن عربی (۵۶۰ - ۶۳۸) آپ کی کتاب کے بارے میں ابوالسعود نے پھر صاحب درنما نے لکھا کہ عبدالحق بن محمد شیخ ابن عربی کی کتابوں میں یہودیوں نے عزیمت کر دی: (۲۱۷) نام شرابی نے لوائح الانوار میں فتوحات مکیہ کا خریف شدہ ہوا نسخہ فرمایا ہے۔ (۲۱۸) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے مکتوبات میں شیخ اکبر کا کتب عام آدمی کو دیکھنا بخیر نہیں کرتے: (۲۱۹)۔ حضرت مجددات ثانیؒ نے مکتوب میں لکھا کہ: "میں نص سے کام ہے نہ کہ فض سے۔ فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔" (۲۱۰) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانؒ نے لکھا ہے:

فتوح الغیب اگر ریشہ نہ فرمائے

فتوحات و خصوص آفل ہے یا علوث (۲۲۱)

حضرت مخدوم جویا نیاں جہاں گشت نے کتب شیخ ابن عربی کو انتہائی سادگی میں پڑھا تو انہیں صدق بنانے والی قرار دیا اور ابتدائی سلوک میں پڑھا تو تدریق بنانے والی قرار دے گا۔ (۲۲۲) آپ کے نزدیک مستند کتاب و مؤلف المعارف کی مجلس نمبر ۱۱۲ میں یہاں تک لکھا ہے کہ "معارف

ابن الدین ابن عربی قطرہ الہیہ و معارف حضرت مجدد دریاۓ محیط : یعنی فی الدین
 ابن عربی کے معارف قطرہ ہیں اور حضرت مجدد کے معارف ایک بحر بیکراں۔
 (۲۲۳) ————— مولانا ! دیکھ لیا آپ نے کہ نہ تو حضرت ابن عربی
 کا مقام سیدنا جیلانی (جی کے نائب مجدد صاحب ہیں) کے مقام سے بڑا ہے۔
 نہ اس کا صحیح اور پاک کہہ سکیں کیونکہ کشف میں خطائے اجتہادی ممکن ہے۔
 اور نہ ہی ان کا کتب احتمالِ قرین سے پاک ہیں۔ ان سے صرف وہی استدلال
 درست ہوگا جو جمہور کے خلاف نہ ہو۔ شیخ اکبر کی لقمانیت کے بارے
 میں مذکورہ حقائق سامنے رکھیں اور پھر مولوی محمد احمد صاحب کا یہ دعویٰ
 بھی پڑھیں کہ "فقیر نے مسئلہ زیر بحث کی ہر بنیادی شق کو اکابر قادری
 شائع کی کتب متبرہ یا فریقِ مخالف کی مسلم و معتبر کتب سے پیش کیا ہے" (۲۲۴)
 ابن عربی کی کتب کا معتبر یا مجتہد ہی معتبر ہونا اور پورا فہم اور حیا ہے مزید
 ثبوت یہ کہ ان کے مرید کی زبان سے سیدنا جیلانی کی گھریلو زندگی اور برہنہ
 زندگی کا بطور اعتراف ذکر کرتا (۲۲۵) یقیناً قرین ہے یا غلبہ شکر کی
 حالت میں کلمات اہل عراق کے بارے میں دعویٰ کرنا کہ مکر سے خات
 نہ پاسکے (۴۲۶) یہ بھی قرین ہے یا غلبہ شکر کے کلمات یہ اہل مومنا
 تو میر مانتے ہیں کہ اولال یا اظہار شطح نقص ہے اظہار کرمیت نقص ہے تو ک
 اعرف اعلیٰ ہے۔ مگر ہم یہ نہیں مانتے کہ اویار کو الہامی امر واذن ماننا
 ائمہ نبوت کے خلاف ہے یا سیدنا جیلانی اپنے مقام کا اظہار ہے ام الہامی
 کرتے تھے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ محبوبِ خدا تھے۔ اور مرتبے یا کمالات یا
 شرف کے اظہار پر مامور بلکہ مجبور تھے۔ اور یہ ترک اختیار یا ترک شرف
 انتہا ہے۔ اسی طرح شیخ ابوالسعود کا ترک شرف بھی آپ کی عطا
 ہے۔ جیسا کہ اس کی روایت ہم آگے لکھیں گے۔ چنانچہ خود ابن عربی نے لکھا

کے کہ انا عبد اللہ اور مکان مامور یا تصرف (۲۲۷) یعنی رہ گئے حضرت
عبد اللہ اور تو وہ تصرف پر مامور تھے۔ رو گئے دعویٰ لائے سانی تو ان کے
بارے میں آپ کے حضرت جیلانی کا کلام حاضر خدمت ہے۔
وما قلت هذا القول فخرا وإنما

أتى الاذن حتى يعرفون حقيقتي (۲۲۸)

(اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ
میرے حقیقت کو پہچان لیں)
وما قلت حتى قيل لي قل ولا تخف

فانت ولي في مقام الولاية (۲۲۹)

(اور میں نے نہیں کہا یہاں تک کہ مجھے کہا گیا کہ کہہ اور نہ ڈر و پس تم میرے
دوست ہو مقام ولایت میں)

صاحب مرتبہ خود ہی اپنے مرتبہ کو ظاہر فرما رہا ہے۔ اس سے بہت ہی کم
تر مرتبہ شخص اس کے مرتبہ کے بارے میں ظن و تخمین سے جو بات کرے یا
کشف میں خفائے اجتہاد کی کرے تو معذور ہے اور عالم کی نفرتش سے بچنے
کا حکم ہے نہ کہ اس کی پیروی کا۔ اسی طرح شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ اولیاء
اللہ میں سے ایک مرد ایسا ہوتا ہے اور کہیں وہ ایک عورت ہوتی ہے۔ ہر
زمانے میں۔ اس کی نشانی ہے کہ وہ (اپنے دور کے) تمام بندگان خدا
پر غالب ہوتا ہے۔ اس کو اللہ کے سوا (اس وقت کی) ہر شے پر قدرت
تصرف ہوتی ہے۔ وہ سردار بہادر سبط لے جانے والا حق کے ساتھ
بہت دعوے رکھنے والا۔ حق بتاتا ہے اور عدل کرتا ہے اور اس مقام
کے صاحب مقام ہمارے شیخ عبد القادر بغدادیؒ تھے۔ آپ کو حق کے
ساتھ صولت و طاقت تھی مخلوق پر۔ آپ بڑی شان والے تھے میں آپ

اسی طرح میں اپنے زمانے کے اس مقام والے کو ملا ہوں تاہم سیدنا
 القادر دوسری کئی باتوں میں اس شخص سے زیادہ کامل تھے جسے میں ملا
 یہ دوسرے بھی وفات پا گئے ہیں اور مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا
 کہ اب یہ مقام اس کے بعد کس کو ملا ہے؟ (۲۳۰)۔ شیخ اکبر کی اس
 ملامت سے لاعلمی ظاہر کرتی ہے کہ یہ مقام ان سے بہت بلند ہے اور
 امتداداً کلام کر رہے ہیں۔ اسی طرح عورت کی باطنی حکمرانی بھی اسلامی
 احکامات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اسی طرح میرا سوا اللہ پر غالب و
 صرف مانتا بغیر تائید کے کب جائز ہو سکتا ہے تاہم سیدنا جیلانی کی
 یہ دور میں برتری تو واضح ہو رہی ہے اور بعد والے دور پر بھی آپ
 برتری شیخ اکبر تسلیم کر رہے ہیں۔ اور اس کے بعد کا انہیں علم نہیں
 ہے۔ الغرض شیخ ابن عربی کا کتبوں میں قرینیت کا احتمال ان کی بڑا اعتبار
 کے درجے کو کم کر رہا ہے۔ پھر اس مرتبہ پر کلام میں پرفائز شخص کا بعض
 بات شیخ اکبر کو علم ہی نہیں ہے۔ اس اعتبار کو اور کم کر دیتا ہے تاہم
 شیخ ابن عربی کے کلام سے بھی واضح ہے کہ وہ سیدنا جیلانی کو ان کے تمام
 امرین پر اور اکثر اہلین و آخرین اولیاء اللہ پر فوقیت مرتبہ دیتے ہیں
 برتری انکاری اور کسر نفسی کے حمایت کو قدیم پیغمبر کے دعوے سے تو یہ
 دینے کے قیاس کا بے بنیاد ہونا آگے آئے گا۔

حضرت علامہ نور الدین شطنوفیؒ (۶۴۳ھ - ۷۱۱ھ) جن کی کتاب بیحیۃ
 مراد کو مولوی محمد احمد نے قادری حضرات کی معتبر دستند ترمیم کتاب
 ہے پھر اس کتاب سے چند روایات بیان کر کے سے پہلے لکھتا ہے
 کہ روایات میں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی قول کا تعلق صرف اس
 بات کے اولیاء سے ہے؟ (۲۳۱) مگر اس کتاب سے وہ

روایت نقل نہ فرمائی جس میں قدحی ہڈی کے قول کے وقت اس محفل میں
 جمیع اگلے پچھلے اولیاء اللہ کی ارواح کا حاضر ہونا بتلایا گیا ہے۔ مجمع حاضر
 من جمیع الاولیاء من تقدم منهم ومن تأخر کے الفاظ
 بوجہ الاسرار مولوی محمد احمد صاحب نقل فرما دینے تو اس وقت کے اولیاء کی
 وضاحت بھی ہو جاتی اور اتنے اوراق بھی سپاہ نہ ہوتے۔ یہ بیان محفل
 پڑھنا ہو تو بوجہ الاسرار میں شیخ ابوسعید قیلوی کا کشف ملاحظہ فرمائیے (۲۳۲)
 مرتے کی بات یہ ہے کہ ”مفید مطلب“ حوالے نقل کرتے وقت تو معتبر و
 مستند کتب کہا مگر حوالے نقل کر کے پھر خود ہی ان حوالوں پر مبنی کتاب کو
 غیر معتبر ثابت کرنے کیلئے مجہولین کی جرح نقل کر دی (جس کا میسہ اگلے
 چل کر کیا جائے گا) عقل مند نے یہ بھی نہ سوچا کہ میں نے اپنے حوالوں کو
 ہی غیر معتبر کہا ہے۔ جن کو اتنا فحش اور جاں فشانی سے نقل کیا تھا۔ جمیع
 اگلے پچھلے اولیاء اللہ کی ارواح کا قدحی ہڈی کی محفل میں حاضر و موجود چوتھے
 کا بیان پڑھنے کے بعد بھتہ الاسرار ہی سے حضرت خضر علیہ السلام کا
 فرمان عالی سنان ملاحظہ ہو ”وہ فردا لا حجاب اور قطب الاولیاء اس
 وقت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اگر کسی ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے تو
 شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جس حبیب
 کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت خوشگوار پلایا ہے
 کسی مقرب کو اللہ تعالیٰ نے حال بختا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت
 برا حال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے اسرار میں سے وہ سر دیا
 ہے کہ جس سے وہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس
 کو ایذا ولی بنایا ہے۔ جو گزر چکا یا آئندہ ہوگا۔ وہ قیامت تک اُن کا
 ادب کرے گا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین“ (۲۳۳) یہ دوسرے قادری

بزرگ تھے جن کے محلِ حوائی مولوی محمد صاحب دیتے ہیں مفصل حوالہ چھپا جاتے ہیں۔ یا گول کر جاتے ہیں۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸-۵۲-۱۰) مولوی محمد احمد

صاحب نے لکھا ہے کہ ”حضرت شیخ محقق نے سترج فتوح النیب میں جاپا وقت کی قید لگا کر اس قول کا اچھے وقت کے ساتھ موافقت و تفسیر

دینا دیا منج فرمایا ہے“ (۲۲)۔ مولوی محمد احمد صاحب نے ایک اور

بزرگ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ

اللہ علیہ نے بھی ذبذۃ الانباء میں اکثر مشائخ کے اقوال قید زمانہ کے

ساتھ ہی تحریر فرمائے ہیں“ (۲۳)۔ اور اس وقت اور اس زمانہ

کی تفصیل معلوم کرنا اسی بہارِ معصومہ ہے۔ روایات بتاتی ہیں کہ سیدنا

عبدالقادر جیلانی کی محل میں اگلے پچھلے سب اولیاء اللہ موجود ہوتے تھے

شیخ محقق نے اخبارِ لاخیار میں لکھا ہے کہ ”مشہور ہے کہ آپ

کی مجلس و خط میں تمام انبیاء و اولیاءِ مجددہ تھے وہ اپنے جسموں

کے ساتھ اور ہر (ظاہر) زندہ تھے۔ وہ اپنی روحوں کے ساتھ

موجود ہوتے تھے“ (۲۴)۔ شیخ محقق نے ذبذۃ الانباء میں آپ

کی زبان سے بتایا کہ واللہ نے آج تک جو پیغمبر یا ولی پیدا فرمایا ہے

ہر مجلس میں ذبذۃ النیب اور اصل میں آج (۲۵) پس قد می خدم

کے فرمان کے وقت تمام اگلے پچھلے وقت سمٹ کر اسی وقت کا

حصہ بن گئے تھے کیونکہ اگلے پچھلے تمام اوقات کے اولیاء اللہ کی ارواح

اشاملِ عقل ہونا ہی اس وقت کی وسعتِ دامن کو ظاہر کرتا ہے۔

دوہ ہے کہ ذبذۃ الانباء میں آپ نے موافقت اور مطلق روایات کا ذکر

کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی فرمادیا ”آپ سید الاولیاء ہیں

آپ کے لیے تقدم و تاخير کی روایات حضرت خضرؑ کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت شہر میں اور متاخرین مشائخ دہلیوں پر یکساں وارد ہوتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود و عدول کی مثبت زیادت رائج ہوئی ہے۔ (۲۲۸) جناب قاضی برخوردار ملتانی پٹنی لکھتے ہیں کہ "شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ ماثی ہوئی بات ہے کہ غوث صمدانی محی الدین غزنوی ہمدانی کا ثانی نہیں ہو سکتا۔" (۲۳۹) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلی نے سیدنا عبد اللہ اور جیلانی کا ذکر خیر یوں بھی فرمایا ہے کہ "میرا مر کرا عطاء ان صاحب قدم پر ہے جو مالک رقبہ اولیاء (اولیاء کی گردنوں کے مالک) ہیں اور کوئی راہرو ایسا نہیں جو ان کی خدمت میں اپنے سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر اپنا سر نہ رکھے..... اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلف صادق قطب الاقطاب ہیں اگر دوسرے سلطان ہیں تو یہ خلف صادق شہنشاہ سلاطین ہیں....."

سے بادشاہ و ممالک قربت۔ راہ نور و ملک قربت
(قرب خدا کے ملکوں کے آپ بادشاہ ہیں۔ آپ قرب الہی کے تمام راستوں کی خاک چھان چکے ہیں)

سے اُدرست درجہ اولیاء و محبت از۔ چو لے عمر دو انبیاء و متناز۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)
(آپ تمام اولیاء اللہ میں اس طرح ممتاز ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ممتاز ہیں۔)

سے اولیاء بندہ لاش از دل و جان۔ قدم او بگردن ایشان۔ (۲۴۰)
(اولیاء اللہ غلام ہیں آپ کے دل و جان سے اور قدم آپ کا ان تمام کی گردن پر ہے)

● حضرت میاں اسمیر قادریؒ (۹۵۷ - ۱۰۴۵) یہ تیسرے قادری

بزرگ ہیں جن کے حوالہ پر مولوی محمد احمد صاحب کو اعتقاد ہے۔ انہوں نے قدیمی ہندو — الخ کے بارے میں دو توہمات بیان فرمائیں، ایک تو یہ کہ فرمائی کہ قَدَحِي هَٰذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ كَا لَام سیدنا جیلانیؒ کا نہیں ہے۔ وہ محض درخت موسیٰ کی مانند اگر کہلاتے اور اُن کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا کلام نہ رہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ”شیخ عبد القادر جیلانیؒ قَدَحِي عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ ظاہر ہوا۔ ان سب کے قبیل معنی یہ ہیں کہ میں خود یا لذات حق ہوں“ (۲۲۱)

یہ تو جہ خلاف دلیل اور خلاف جمہور ہے۔ اور اس کے منفی اثرات اور مصزات کا جائزہ اگے چل کر لیا جائے گا۔ دارا شکوہ کے مطابق حضرت میان مہرقادریؒ نے قدحی کے کلام کی ایک اور توجیہ بھی بیان فرمائی ہے (جو جمہور کے مطابق ہے) اور وہ یہ ہے کہ ”عارف ربانی چند ثنائی پر دستگیر حضرت شیخ میان میر فرماتے تھے کہ قَدَحِي هَٰذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ سے مراد یہ ہے کہ میرا طریقہ سب طریقوں سے بالاتر ہے۔ اور قدم سے قدم طریقت مراد ہے اور جہد اولیاء اللہ نے جو گرد و نوا تسلیم خم کی اس سے مراد ہے کہ انہوں نے حضرت کی بالاتر کی قبول کیا، اور یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی مہربانی ہے“ (۲۲۲)

● حضرت میان محمد بخش قادریؒ صاحب سیف الملوک (۱۲۳۹ھ - ۱۳۲۲ھ)

(۱۸۲۶ء - ۱۹۰۷ء) مولوی محمد احمد صاحب نے مفتی اقتدار احمد نعیمی کے

حوالے سے میان محمد بخش صاحب کے چند شعر نقل کیے ہیں جن میں سے

ایک مصرعہ ”نبیاں نالوں گٹ نہ رہیا ہر صفوں پر و سبوں“ (یعنی سیدنا جیلانیؒ

کسی صفت اور وصف میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے

کم نہیں ہیں)۔ کسی تاویل سے شرفاً درست معنی نہیں دیتا یہ ایسے ہی

ہے جیسے سیدنا محبوب الہی دہلوی کی شان میں علامہ اقبال نے کہا ہے
 عذریعہ و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا۔ یہ کلمات از روئے فقہ کفریہ کلمات ہیں
 تاہم بعض نروم کفر سے کسی کو کفر مان لینا جلد بازی ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ
 جس شخص نے کسی حال میں کہا تھا کہ وہ اسے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تو
 رب ہوں تو ان کفریہ کلمات سے نروم کفر ہوتا ہے مگر قائل غلبہ حال سے یا
 انکاد نہ کیے جانے کے عذر کے وجہ سے کافر قرار نہ دیا گیا بلکہ فرمایا گیا کہ فقہ
 اخلاص میں شدۃ الفرج (بے شک اس نے خوشی کے غلبے سے منسوب الحال
 ہو کر خطا کی ہے)۔ اگر وہ حقیقت جان لینے کے بعد بھی ایسے الفاظ پر قائم رہتا
 تو یہ التزام کفر ہوتا اور اسے کافر کہا جاتا۔ اسی طرح میاں محمد بخش
 صاحب اور علامہ اقبال التزام کفر ثابت نہ ہونے کی وجہ سے صرف
 اور صرف خطا کے مرتکب کہئے۔ تاہم قادی کی انکا ہٹی مسئلہ کے
 لیے کتاب پر حاشیہ ضرور ہونا چاہیے۔ سیف الملوک ۳۳ سال کی عمر
 میں میاں صاحب نے ۱۲۸۹ھ میں لکھی تھی اس کے دو سال بعد ۱۲۸۱ھ
 میں فقہ رسو یہ لکھی۔ اس میں آپ نے سنی اور ولی میں فرقیوں بیان
 فرمایا کہ

سے معجزات کرامت اندر حیوں کو فرق کھیلتا

نہی ولی و بیج فرق اینویں ہی چاہئے کج کر جاتا۔ (۶۴۲)
 اکاون سال کی عمر میں ۱۲۹۲ھ میں آپ نے رقعہ ولایت میں کتاب ہدایت المسلمین
 لکھی۔ اس میں آپ نے سیدنا جیلانی کی شان یوں بیان فرمائی کہ
 وہ دین نبی و زندہ کیتا محی الدین جیلانی

شمس انہاں داد نام چکے لایزال اسمانی

سرگردن اوہاں والی اس فوں فرش قدم دا

دہ اسس دا بھول چا وارث لوح قلم و
 جلیں جایا قطب جہانالشیخ کل اندکل دے
 وویکاں نبی دیوں کھلے خوش کھلے خوش گل دے
 خدہ قدمی کھوس تائیں امریدوں رب کیتا
 امر قبول اوہ اوہ اوہاواں نال ادب سب کیتا
 عارف زام غوثاں قطباں پوراویا دیکھیاں

خوش چین او بے کھلوئے پاؤں خیر نراں (۲۴۴)
 وہ گیا مفتی اقدار صاحب کا مقام سیدنا جیلانیؒ تو اس کے مقابلے
 پر ان کے والد ماجد حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نہیں کا موقف
 زادہ معتبر و مستند اور ہم ہے وہ فرماتے ہیں کہ ”جیسے حضور غوث اعظم
 تمام اولیاء اللہ کے سرور ہیں کہ سب کی گردن پر حضور غوث پاک کا ندا
 ہے آپ طریقت کے امام اول ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے
 ”عزت اعظم درعیان اوہیاد۔ چوں جناب مصطفیٰ و راجیاد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 ایسے ہی امام اعظم تمام علماء کے سرور ہیں۔ کہ تمام علماء آپ کے نور ہوا
 ہیں۔ اسی لیے طریقت کے امام اول کا لقب غوث اعظم ہوا اور شریعت
 کے امام اول کا لقب امام اعظم۔ بعد از شریعت مجمع بحریں ہے کہ دونوں
 امام وطان آرام فرماہیں“ (۲۴۵)

● اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ)

(۱۳۴۰ھ) (۱۹۵۶-۱۹۲۱ء) آپ سے سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کی افضلیت
 کے بارے میں تخصیص کا قول غروی ہے کہ والمعنی اطلاق التفضیل الامن
 انس بریل (۲۴۵ھ) اور معنی یہ ہے کہ افضلیت سب پر مطلق ہے سوائے اس
 کے جس کو دلیل سے خاص کر دیا جائے۔ تخصیص کے لیے اتنی طاقت اور

دین کا قول درکار ہے جسٹن طاقت اور روزی کا یہ قول ہے اور یہ واضح ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کا یہ قول جمیع ادبیائے عصر کا تصدیق یافتہ ہے اسی سے تخصیص بھی تبھی درست ہوگی جب اجماع ادبیائے عصر یا دلیل مافوق سے کی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت نے تخصیص دلال کا قول کیا ہے، اس سے ناجائز ثابت نہ اٹھائے۔ خود اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں کہ:

ہے ان کو پائش بر قبا دیائے عالم است

وانکہ این فرمود حق فرمود یا اللہ ان قوی

(وہ ولی اللہ کہ جس کا پاؤں تمام ادبیائے جہان پر ہے۔ اور وہ جس نے یہ دعویٰ فرمایا اور سچا دعویٰ فرمایا ہے اللہ کی قسم وہ آپ ہی ہیں)۔
ہے اندرین قول آنچه تخصیصات ہے جاکر وہ اند

از ذلل یا از ضلالت پاک از ان بہتان کوئی (۲۳۶)

(اس قول میں جو بعض لوگوں نے جو بے جا تخصیصات کہیں تو لغزش سے یا گمراہی سے کی ہیں اور آپ اس الزام سے بری ہیں۔)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلو کا مزید فرماتے ہیں کہ
ہے الوایت ہی احمد نے نہ پائی۔

نبوت ہی سے تو عاقل ہے یا عوث

صحابیت ہوئی پھر تابعیت

بس آگے قادری منزل ہے یا عوث

ہزاروں تابعی سے تو فرمود ہاں

وہ طبعہ محمدؐ فاضل ہے یا عوث

کوئی کیا جانے تیرے سرکارِ حق

کہ تنویر تاج اہل دل ہے یا عوث

مثلاً میں کسی کی تہیہ پہ تفضیل

بلکہ اولیاء باطل ہے یا غوث

جہاں دشوار ہو وہم مبادات
یہ حضرات کس قدر اہل ہے یا غوث

نہ سے خدام کے آگے ہے اک بات

جو اور اقطاب کو مشکل ہے یا غوث (۲۳۷)

اسی طرح اعلیٰ حضرت پہلے خلفائے راشدین پھر اہل بیتؑ
اور پھر امام جہدی کے آنے تک سیدنا جیلانیؒ کو ہی اکبر اور مستقل
غوث وقت مانتے ہیں۔ (۲۳۸)

● دیگر قادری بزرگوں کے سوائے دینا بے سود ہے کیونکہ مولوی محمد امجد
نکھ چکا ہے کہ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار بننے والے قادری حضرات
بھی اس موضوع پر مطلب و مباحث سے گریز نہیں کرتے؟ (۲۳۹) نیز
صرف سیدنا جیلانیؒ کے لیے وہ یہ قاعدہ بھی پیش کرتا ہے کہ اقوال مریدین
کے خالی غلو بہت پیروں سے نہیں۔ اعتبار سے ساقی (۲۵۰) اور مذکورہ
قادری حضرات کے کام سے بھی چونکہ مولوی محمد امجد صاحب غلط فہمی پیدا
کر رہے تھے۔ اس لیے وضاحت کی خاطر ہم نے ان قادری حضرات کے
کلام کو ذکر کیا ہے۔ ارشد کلاچوی کے ساتھ مولانا نور محمد کلاچوی
مصنف مخزن الاسرار (۱۸۹۲-۱۹۶۰) کو ایک ہی گروہ قرار دینا بہتان
تراشی ہے۔ مولانا نور محمد کلاچویؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ہم نوائی
میں صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؑ کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے صرف
اولیاء اللہ کے نام افراد سے سیدنا جیلانیؒ کو برقرار مانتے ہیں مخزن الاسرار
میں خواجہ سلیمان تونسویؒ کا قول کہ علامہ میرزا شرف داؤد گاہ جیلانیؒ

بالکل موجود نہیں ہے۔ نقل و نقل سے مولوی محمد احمد نے بھی غزنی اسرار
 کے نام سے یہ مصرعہ پیش کیا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ مولوی محمد احمد نے
 غزنی اسرار کو نہیں دیکھا۔ بیس نور محمد کلاچوی اور ارشد کلاچوی
 میں سے کلاچوی کا لفظ مشترک دیکھ کر ایک کافر یہ دوسرے کی طرف
 بھی منسوب کر دیا۔ اور اتنا حق تو مولوی محمد احمد کے پاس ہونا چاہیے
 آخروہ شمس العقباء ہیں۔ اور مولوی شاد اللہ نے انبیاء کا سر جھکا سنے
 کا قول کیا ہے۔ تو صاف بات ہے کہ اگر سیدنا جیلانیؒ کی گن پر برتری
 ماننا مراد ہے۔ تو یہ کھلا ہوا کفر ہے۔ اور اگر سیدنا جیلانیؒ کو مینور
 محبت و شفقت پداری کے کندھوں پر اٹھانا مراد ہے۔ تو یہ ثابت
 نہیں ہے۔ اگرچہ جائز ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حسین کریمین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا
 تھا اور اگر قدھی کے قول کا قائل اہل اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانا جائے اور سیدنا جیلانیؒ کو خیر موسیٰ کی
 طرح آلہ کار مانا جائے تو بھی سر جھکانا اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے لیے ہو گا۔ اور یہ جائز ہے تاہم یہ قول جمہور راویانے
 کرام کے خلاف ہے۔ اس لیے ناقابل قبول ہے۔ مولوی شاد اللہ
 کے قول میں یہ احتمالات ہیں۔ مگر مولوی ارشد کلاچوی کا قول امراتہ
 علیہ السلام پر برتری کا قول ہے۔ اور اس قول کے کفر ہونے
 میں کلام نہیں۔ مولوی ارشد کلاچوی نے جو چھ سیدنا جیلانیؒ کی
 شان میں لکھا ہے۔ وہی کچھ علامہ اقبال نے حضرت نظام الدین
 محبوب الہی دہلویؒ کی شان میں لکھا ہے کہ ”مسیح و خضر سے
 اونچا مقام ہے تیرا“۔ میان محمد بخش کا کلام بھی انبیاء علیہم السلام

سے سیدنا بیلانیؒ کی برابری کا مفہوم دیتا ہے۔ یہ صرف لزوم کفر ہے، تاہم ان میں سے زندہ حضرات اگر غلطی کفر کی نشان دہی کے باوجود اپنے جرم پر قائم رہتے ہیں تو یہ اتنا برا نہیں ہوگا۔ اور کسی کو کا فر قرار دینا جائز بلکہ لازم ہوگا۔

سیدنا چیلانیؒ پہلے آنے والوں کی نظر میں آپ کا مرتبہ

● حضرت شاہ بدیع الدین مدارؒ (۳۴۲ - ۸۳۸)۔ آپ سیدنا بیلانیؒ سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور بڑی طویل عمر پائی۔ حضرت قاضی شہاب الدین جوہرؒ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ملاحظہ قطب الابراہیم حضرت شاہ بدیع الدین مدارؒ میں لکھا ہے کہ: "بعد صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے کوئی قطب یا ولی سوائے قطب العالم غوث الاعظم اور خواجہ اویس قرنی اور شیخ جنید بغدادی اور شیخ بہلول دانا کے مرتبہ و راء الورا کو نہیں پہنچا۔ اور وراء الورا وہ مرتبہ عالی ہے کہ ولایت میں اس سے بالاتر کوئی مرتبہ نہیں اور حضرت غوث الاعظمؒ اس مرتبہ عالی میں مثل شاہنشاہ کے ہیں۔ مثل ان کے کوئی ولی آج تک پیدا نہ ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا" (۲۵۱)

● حضرت یازید بسطامیؒ (۱۳۶ - ۴۶۱) سلسلہ نقشبندیہ کے ابتدائی بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ جب نہ اسے متادی غیب عالم ارواح میں پہنچی تو حضرت خواجہ یازید بسطامیؒ کی روح پاک نے درگاہ بزرگ میں عرض کیا کہ یا حکم الٰہی کمین تمہارا فرمان واجب الاذعان ہے مگر سید محمد الفاضلؒ کو یازید بزرگ کو کسی فوقیت و توجیح ہے۔ ارشاد ہوا: "فوقیت میں ایک یہ کہ وہ فرماندہ دل بند حضرت خواجہ عالم سلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دوسرے یہ کہ

تو فارغ مشغول ہے اور وہ مشغول فارغ۔ اور تو (میرا) عاشق ہے اور وہ مشوق
 یہ سنتے ہی حضرت ہارن نے گردن جھکا دی اور فرمایا سمعنا و اطعنا (ہم نے
 سنا اور مانا) (۲۵۲)

● حضرت جنید ہند اسی (م ۲۹۷) آپ کو مجتہد کے خطبے کے دوران میں
 مراقبہ و استغراق کی حالت ہوئی اور آپ نے کہا کہ اس کا قدم میری گردن
 پر ہے۔ بعد میں لوگوں کے استفسار پر بتایا کہ پانچویں صدی میں میر عبد القادر
 محی الدین گیلانی مامور ہو کر فرمایاں گے کہ قَدْ جِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ
 كُلِّ وَلِيٍّ وَفِيهِ لَلنَّاسِ وَالْأَخْرَجِينَ سَنُوكِ الصَّحَابَةِ
 وَالْأَمْثَلُ مِنْ ذَلِكَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی میرا یہ قدم
 اللہ کے سب سے اعلیٰ پچھلے ولی اور ولیہ کی گردن پر ہے۔ مگر صحابہ کرامؓ کو اور خاتم
 النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل پاک کے اٹھ کر اٹھ کو چھو ذکر)۔ حالت
 کشف میں اس کی وضاحت ہوئی تو اسی حالت میں زمان سے وہ کلام
 نکلا۔ (۲۵۳)

● حضرت اولیس قرنی (م ۳۷۷) آپ کو خیراتا بعین کہا گیا ہے۔
 آپ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلکہ
 حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دونوں کو بلکہ صحابہ کرامؓ کو اس سے اپنے اپنے
 لیے دعائے بخشش کو انے کیلئے فرمایا تھا۔ (۲۵۴)۔ اسی ضمن میں بیان
 کرتے والوں سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 عمرؓ اور حضرت علیؓ کو پوری امت کیلئے دعا کو انے کیلئے فرمایا تھا۔ چنانچہ
 اس سلسلے میں جب ان دونوں صحابہؓ نے حضرت اولیس سے فرمایا
 تو وہ سجدے میں گر گئے۔ اور پھر یہ الہامی گفتگو سنائی کہ میں نے تو
 تمام امت کی مغفرت کیلئے دعا مانگی تھی لیکن خطاب آیا کہ سر اٹھاؤ۔ میں

نہ آدھی امت کی تمہاری سفارش سے مغفرت کی اور باقی آدھی امت کی
 جیسے بعد آنے والے اپنے محبوب عنوت اعظم کی سفارش سے مغفرت کروں
 گا۔ میں نے عرض کی کہ میرے رب! تمہارا وہ اعظم محبوب کون ہے۔ اور کہاں
 ہے تاکہ میں اس کا دیدار کروں۔ فرمایا گیا کہ وہ ایک مقتدر کے پاس نشست
 کا و صدق میں آرام فرما ہے جو کہ رتاقند لیکن قاب قوسین اور ادا فی میں ایک
 مقام ہے (جہاں سیدنا جیلانی کی روح بغور سواری پہنچی تھی۔ اور اس
 مقام کا آپ کے ایک قصیدہ میں بھی ذکر ہوئے)۔ وہ میرا اور میرے حبیب صلی اللہ
 علیہ وسلم کا محبوب ہے۔ اور قیامت کے دن کے قریب تک وہ اہل زمین
 پر ہماری حجت ہے۔ **وَقَدْ مَّا هَ عَلٰی رِقَابِ الْاَقْطَابِ وَالْاَوَّلِيَّاتِ**
الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ سَوٰى الصَّابِئَةِ وَالْاَلَمَةِ الْهَوٰى
 اس کے قدم صحابہ کرام اور پاک ناموں کو چھو کر تمام اگلے پچھلے اقطاب اور
 اولیاء کی گردنوں پر ہوں گے۔ جو قبول کرے گا میرا محبوب ہو گا تو
 اس وقت ہی حضرت اویس نے سر تسلیم فرمایا (۲۵۵)

● متقدمین اولیاء کا آپ کے بارے میں اجمالی قول: شیخ عبدالحق محدث
 دہلوی اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں "بعض مشائخ متقدمین جنہوں نے
 کثرت والہام کے ذریعے آپ کے وجود مبارک کی خبر دی۔ وہ بھی آپ
 کی تعظیم و تکریم بلندی مرتبہ (اور عظمت شان کے معترف ہوتے کے
 ساتھ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کے قول میرا یہ قدم ہر دو کی
 گردن پر ہے کی سچائی کا یقین کرتے اور من جانب اللہ مامور سمجھتے ہیں
 اتنا آگے تھے جس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں" (۲۵۶)۔ کہا گیا ہے کہ
سہرت حسن بھری سے لے کر حضرت عنوت اعظم کے زمانہ تک جتنے اکابر اولیاء
 کرام گذرے ہیں سب نے آپ کی پیدائش اور قطب زمان ہونے کی

خبر دی (۲۵۷) حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنی جانے نماز (مہمانیہ امانت) کے بارے میں وصیت فرمائی کہ یہ سید عبدالقادر حسنی جیلانی کی امانت ہے۔ ان کا پہنچانا اور اس سے پہلے نسل در نسل حفاظت کرتا رہے (۲۵۸)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں سیدنا جیلانی کا مقام

● حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے بارے اگرچہ اختلاف موجود ہے تاہم اکثر مصلیٰ کے نزدیک درست قول یہی ہے کہ آپ نبی ہیں۔ آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں جو تعریفی کلمات کہے ہیں۔ ان میں سے چند تعریفی کلمات درج ذیل ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کی روایت ہے کہ افراد آپ ہی کا عرف ہر وقت رجوع کرتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ ہی اس وقت فرد احباب (محبوبوں میں یکتا) اور قطب الالدیاء ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اگر کسی ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے۔ تو شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس حبیب کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت خوشگوار پلایا ہے۔ کسی مقرب کو اللہ تعالیٰ نے حال عشا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت بڑا حال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے اسرار میں سے وہ کسر دیا ہے کہ جس سے وہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس کو اپنا ولی بنایا ہے جو گدے کا ہے یا آئندہ ہو گا۔ وہ قیامت تک ان کا ادب کرے گا (۲۵۹) ایک اور موقع پر حضرت خضر علیہ السلام نے سیدنا جیلانیؒ کے بارے میں فرمایا کہ یہ امام صدیقین اور حجتہ العارفین ہیں وہ معرفت میں روحانی ہیں۔ اور اولیاء کے درمیان ان کی علیہ شان ہے (۲۶۰)

بدۃ النصار میں سیدنا جیلانی کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ ”وہ اس وقت کے فرد احباب میں، اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث پاک کو منظور نہ ہو کسی مرتبہ ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دیا جاسکتی جب تک وہ حضرت غوث اعظم کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک اپنا ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سید میں حضرت غوث پاک کا ادب و احترام موجود نہ ہو“ (۲۶۱) ایک اور موقع پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ نظام الدین بدایونی مقام مشنوی میں تھے، ان کی مشن کوئی دوسرا نہیں ہوا“ (۲۶۲) حضرت خضر علیہ السلام سے مزید منقول ہے کہ ”غوث اعظم کو محبوبیت کا جو مقام حاصل ہے دنیا میں نہ کسی کو حاصل ہوا نہ ہوگا۔“ (۲۶۳)

ایک شبہ کا ازالہ

مولوی محمد احمد صاحب نے بحوالہ دقایق المعانی حضرت خضر علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ ”زیر آسمان کوئی ولی اللہ قطب کبار وحدت حضرت سلطان سید نظام الدین البدایونی جینا نہ آیا نہ آئے گا“ (۲۶۴) حضرت خضر علیہ السلام کا یہ قول مذکورہ بالا قول سے متضاد نظر آتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے حضرت سیدنا نظام الدین محبوب الہی کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں تھی اور حضرت بدایہ عبدالقادر جیلانی کی ولایت ہر لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں تھی۔ اور دونوں بزرگ اپنے اپنے رنگ ولایت میں اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئے آخری مقام محبوبیت پر پہنچے تھے۔ اور اپنے اپنے رنگ کی محبوبیت میں ان دونوں میں سے ہر ایک ماضی و مستقبل میں بے مثال ہے۔

● حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے یہ جیلتی کے والدہ کو دیکھ کر فرمایا کہ بشارت مبارک کے بعد فرمایا کہ "مخیر الامة المعصومین تمام اولیاء میرے اس مولود کے مطیع ہوں گے اور اپنی نگاہوں ان کا قدم رکھیں گے اور یہ انکی ترقی و ترقی درجات کا باعث ہوگا اور اگر کوئی اعراف کرے گا تو وہ قرب الہی سے محروم ہو کر بعد اور جہان کے گمراہ میں ڈالا جائے گا" (۲۶۵)

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جیلانی کے والدہ ماجدہ کو دیدار کرایا اور فرمایا "یا اباصالح اعطاک اللہ ابنا وھو ولدی وحبوبی و محبوب اللہ تعالیٰ و سیکون لہ شان فی اولیاء والا فظاہ کشاف بین الانبیاء و المرسلین یعنی اے ابو صالح خدا تعالیٰ نے تجھے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو میرا و اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کا شان اولیاء و قطاب میں ایسا بلند مرتبہ ہوگا جیسا کہ میرا شان انبیاء و مرسل میں عالی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) (۲۶۶) اسی طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج سیدنا جیلانی کی روح سے فرمایا کہ "میرا قدم تیری گردن پر ہوا۔ اور میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا" (۲۶۷)

باب دوم جمہور اہل سنت کے خلاف اشکالات

① **الہامی امر الہی** اولیاء اللہ کیلئے ثابت اور ختم نبوت کے منافی نہیں ہے
 اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کلام حقیقی کا دعویٰ یا قطعی
 مدعی ملنے کا دعویٰ نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور اس بات کا مدعی یقیناً
 ختم نبوت کا منکر ہے جیسا شیخ اکبر ابن عربیؒ امام شعرانی اعلیٰ حضرت اور
 سید خزانہ زمان علامہ سید احمد رضاؒ کاظمیؒ کے حوالوں سے مولوی محمد
 صاحب نے ذکر کیا ہے۔ (۲۶۸) لیکن کثرت والہام سے علم یقینی حاصل
 نہیں ہوتا بلکہ علم ظنی حاصل ہوتا ہے جو کہ دلیل قطعیہ کا درجہ رکھتا ہے
 وہ ہے کہ اولیاء اللہ کے کلام میں اللہ تعالیٰ سے الہامی مکالمہ کرتا
 یا الہامی امر متاویزہ پایا جاتا ہے۔ خود مولوی محمد احمد صاحب نے تسلیم کیا
 ہے کہ "بعض اوقات اولیائے کرام امر یا مامور یا وحی کا لفظ استعمال فرما لیتے
 ہیں" (۲۶۹)۔ خود حضرت ابن عربیؒ کا فرمان ہے کہ "یہ درست ہے
 کہ چند کتابوں میں نے اپنے آپ کو مشغول رکھتے کیلئے لکھیں لیکن اکثر کتابوں
 کے لکھنے میں مامور من اللہ تھا" (۲۷۰) حضرت خواجہ عثمان بن روخیؒ
 کی انیس الذرائع کی مجلس نمبر ۵، ۷، ۱۳ میں۔ حضرت خواجہ ابھیر علیؒ کی
 دلیل المعارفین کی مجلس نمبر ۹ میں اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہیؒ کی
 فوائد القواد کی جلد اول میں آخر مجلس نمبر ۳۰ میں اولیاء اللہ سے
 اللہ تعالیٰ کا کلام فرمان منقول ہے۔ حضرت محمد زکریا جہاں نیاں جہاں گشت
 اس کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ بعض اولیاء سے
 بات کرتا ہے۔ بخلق صحت ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ بات کرتا

ہے۔ اور یہاں کرام سے اس طور پر بات کرتا ہے کہ **هَذَا أَفْعَلُ**
وَهَذَا أَكْ تَفْعَلُ (یعنی یہ کرو اور یہ نہ کرو) (۲۷۱) ان حوالوں کا حکم
 نہ مقصود ہے اور نہ ہی ممکن ہے، خود قرآن مجید میں ہے کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام میں دو حکم الہی ملے کہ **اَنْ**
اَتَدْرِ فِيْهِ فَاَنْتَ بِمَنْزِلِ رَافِقِ الْمَلٰٓئِكَةِ

یعنی کہ اس بچہ کو صفی و قوی میں رکھ کہ دریا میں ڈال دے۔ (۲۷۲)
 حضرت خضر علیہ السلام کو کہ مولوی محمد احمد صاحب کے نزدیک نبی نہیں
 ہیں بلکہ صرف ولی اللہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ مولوی محمد احمد صاحب نے لکھا
 ہے کہ حضرت خضر سیدنا محبوب الہی قدس سرہ کے باورچی خانہ کی ٹنگی
 فرماتے اور حاضرین مجلس سماع کی جوتیوں کی حفاظت فرماتے (۲۷۳)
 اسی حضرت خضر علیہ السلام نے غزنی کشتی کا نقصان کیا ایک بچے کو قتل
 کیا، اور آخر میں بتایا **وَمَا فَعَلْتُكَ عَنْ اَمْرِیْ** اور یہ سب
 کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔ (۲۷۴) قرآن سے ظاہر ہوا کہ اُمّ موسیٰ
 اور حضرت خضرؑ الہامی طور پر مأمور من اللہ تھے بالخصوص حضرت اُمّ
 موسیٰؑ کو دو الہامی حکم ملنا تو اس مسئلے میں نص کا حکم رکھتے ہیں

کہ ولی اللہ کیلئے الہامی حکم الہی مانتا جائز ہے اور یہ اس کو نبھانے
 کے مترادف نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی الہامی حکم الہی کو علم یقینی و
 قطعی قرار دیتا ہے، تو یہ دعوئے نبوت کے مترادف ہے یہی بات
 غزالی زمانہ علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے
 کہ ”یہ صحیح ہے کہ کشف والہام سے آیات محکمات و دلائل قطعیہ کی
 طرح علم یقینی حاصل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ کشف والہام دلائل ظنیہ میں
 سے ہیں“ (۲۷۵)۔ نبوت و شریعہ کا تعلق علم قطعی سے ہے اور

ثابت و الہام کا تعلق علم غنی سے ہے۔ غنی درجہ کے امر و نہی و کلام پر قطعی
درجہ کے امر و نہی و کلام کے احکام جاری کرتا بلیس بلیس ہے۔ علم
کو فرق و امتیاز کئی زندگی ہو موسیٰ محمد احمد صاحب نے اگر جان بوجھ کر یہ
دعوہ کا دینے کی کوشش کی ہے تو یہ قابل مذمت ہے اور اگر جہالت کی
وجہ سے ایسا کر بیٹھے ہیں تو رجوع کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

(۲) قَدْحَنی کا قول الہامی امر الہی سے فرمایا گیا اور یہ شرط نہیں ہے

مولوی محمد احمد صاحب نے حضرت ابن عربیؒ اور حضرت قاضی غفریؒ
مثنائی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ محقق و عارف کا حق کے ساتھ ایسا دعویٰ
کرنا جو امر الہی یا اذین الہی کے بغیر ہو۔ شرط کہلاتا ہے۔ (۲۷۹) جب
کہ قَدْحَنی ہندو کے فرمان سے پہلے کے بزرگ، معاصر بزرگ اور بعد کے
بزرگوں کی اکثریت کا بیان ہے کہ سیدنا میلانیؒ کا فرمان قَدْحَنی ہندو علی رقبہ
کُلِّ وَلِیِّ اللہ الہامی امر الہی سے ہے۔ مانع کے لحاظ سے حضرت حماد باسنؒ
(۳۷۸ھ) نے پیش گوئی میں فرمایا کہ اس غبی کو ضرور حکم دیا جائے گا
کہ کہے قَدْحَنی ہندو علی رقبہ کُلِّ وَلِیِّ اللہ۔ (۲۷۷) یہ روایت حضرت

ابو انجیب سہروردیؒ اور پھر شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی سند سے
بھیہ الامرار میں درج ہے اویانے معاصرین میں سے مندرجہ ذیل نے
قَدْحَنی کے فرمان کو الہامی امر سے مانا ہے۔ حضرت ابو سعید قیلویؒ (۲۷۸)
حضرت احمد رفاہیؒ (۲۷۹) حضرت عدی بن مسافرؒ (۲۸۰) حضرت علی بن
بیتہؒ حضرت ابو القاسم بن عبد اللہ بصریؒ اور حضرت حیات بن قیس حافیؒ
(۲۸۱) جمیع اویانے غفرتے سر تسلیم خم کر کے اطاعتِ اولی الامر کا
اعلیٰ مظاہرہ کیا۔ اگر سکہ و شعلہ مانتے تو ایوں ملاحمت کا مظاہرہ نہ

کرتے حضرت ابوسعید قیلویؓ کا کشتی بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھیجی ہوئی خلعت پہن کر سیدنا جیلانیؒ نے قدّمی ھذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے الفاظ کا اعلان فرمایا اس مجلس میں ہی ام اگلے پر چیلے اولیاء اللہ کی ارواح بھی موجود تھیں۔ (۲۸۲)۔ گویا یہ خلعت الہامی امیر الہی کی معیت میں تھی حضرت شیخ خلیفہ اکبرؒ نے خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت میں قدّمی ھذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدق الشیخ عبد القادر۔ کیف ولا وہو القطب وانا ارعاه یعنی شیخ عبد القادر نے سچ کہا، اور وہ کیوں نہ سچ کہیں کہ وہ قطب حقیقی (یعنی محبوب خاص) ہیں اور میں ان کی نگہبانی کرتا ہوں۔ (۲۸۳) یہ تصدیق بھی ہے اور یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیر نگرانی ان سے یہ کلمات کہلاوائے ہیں۔ اس نگہبانی و نگرانی کی تصدیق اس قول سے بھی ہوتی ہے جو صاحب عوارف المعارف نے سیدنا جیلانیؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے جس وقت شادی کی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شادی کرو۔ (۲۸۴) جس کی اتنی نگہبانی ہو رہی ہو وہ الہامی امیر الہی کے بغیر قدّمی ھذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے الفاظ کیسے کہہ سکتا ہے۔ الہامی امیر الہی کی پیروی کے باعث سیدنا جیلانیؒ نے قدّمی ھذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہہ کر اعلان امیر الہی کی ہے جس سے شکر شمع یا تو برکے قول کی نگہبانی میں ہی باقی رہتی رہتی۔

(۳) صاحبِ عوارف المعارف کا قدحی کے قول کو سکیڑ کر کہنا

صاحبِ عوارف المعارف نے قدحی حذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کو بتایا ہے کہ سکر سے شمار کیا ہے، مگر بہتہ الاسرار میں متصل سکر سے صاحبِ عوارف المعارف کو حضرت حماد و باسنؑ کی الہامی امر الہی والی روایت کا راوی بنایا گیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب نے عوارف المعارف کو معیار ہنگو بہتہ الاسرار کی اس روایت پر طعن کیا ہے۔ حالانکہ اسی کے برعکس بھی کلام کی گنجائش موجود ہے یعنی بہتہ الاسرار کی متصل سند کو بنیاد بنایا جائے تو عوارف المعارف میں جملہ قدحی حذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اندراج مشکوٰۃ قرار پاتا ہے فوائد الفوائد جلد اول مجلس نمبر ۲۵ ہی میں عوارف المعارف کے ناقص و سقیم ہونے کا ذکر ہے اور درویش کو تصحیح کا حق بھی دیا گیا ہے۔ (۲۸۵) اسی طرح جمیع ادبیائے عصر کا تسلیم نہ کرنا بھی درست قرار پائے گا۔ ثانیاً صاحبِ عوارف المعارف نے قدحی حذیہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے قول کا قائل صراحتہ ذکر نہیں کیا ہے لیکن ہے یہ کوئی اور غیر معروف بزرگ ہوں جنہوں نے امر الہی کے بغیر ہی یہ الفاظ کہے ہوں کیونکہ مولوی محمد احمد صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ راکبین (اویار) کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جو کہ ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں۔ (۲۸۶) چنانچہ مولوی محمد احمد نے دواور بزرگوں سے صراحتاً بھی قدحی کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ جن پر آگے کلام کیا جائے گا۔ ثالثاً ابول نے یہ قول متاخرین اویار کے تبصر و غزوہ کے اعتراف کو بزرگوں سے وقع کرنے کیلئے برسیلی تنزل پیش کیا ہے۔ الہامی امر الہی کا قول اس لیے ذکر نہ کیا کیونکہ کشف والہام معانی میں پورچت نہیں ہوتا

آپ نے اسل وجہ کو صاف صاف ذکر کیا ہے کہ "تاہم ایسے غلطی حضرت کے کیا
کو قابلِ مذہب سمجھنے کی ایک دہرہ کافی ہائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ ان کا یہ جوش
کلامِ مستی کی حالت میں ہے اور مشمولوں کا کلام برداشت کر لیا جاتا ہے۔
(۲۸۷) صاحبِ عوارف نے بھائیائے شکر کا قول بزرگوں کی عزت بچانے کے
لیے بریلین تنزل اختیار کیا تھا مگر مولوی محمد احمد وغیرہ نے یہ قول بزرگوں کی
عزت گھٹانے کیلئے اختیار کیا ہے۔ رابعاً اگر اس قول میں دلیل کو دیکھا
جائے تو وہ یہ ہے کہ کسی صحابی سے اس طرح کے الفاظ منقول نہیں ہیں یہ
دلیل بھی درست نہیں کیونکہ اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی مرتضیٰ نے اعلان
فرمایا تھا کہ انا الصديق الاكبر لا يقول لها بعدى الا
كذاب۔ یعنی اس وقت بھائی صديق اکبر ہوں۔ میرے اس دعویٰ کے
میرے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ سوائے کذاب کے اور کوئی نہیں کرے گا۔ (۲۸۸)
صديق اکبر اور امام الصديقين مترادف الفاظ ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے
سیدنا جیدانی کو امام الصديقين قرار دیا (اپنے وقتِ ولایت میں)
عام قاعدہ یہی ہے کہ مقامِ قرب و مسجدہ میں امام الصديقين کے پاؤں
باقی سب صديقين کے سروں سے (اپنے وقتِ امامت میں) وقتِ مسجدہ
میں مقدم اور آگے ہوتے ہیں یہی دعویٰ قدیمی خذہ علی رقبہ
کل ولی اللہ میں بیان کیا گیا ہے مولوی محمد احمد صاحب کو چاہیے
کہ جس طرح انہوں نے عوارف المعارف کے شافعی مسلک کو محتمل
خطا مانتے ہوئے ترک کر دیا اسی طرح اس کمزور قیاس بیان کو ترک
کر دیں اس سے عوارف المعارف کی عظمت و شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی
اگرچہ شیخ شہاب الدین مہروردی عوارف المعارف کی وجہ سے
پشتیبان کے لیے استاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ مگر ان کی اپنی ردِ کائنات

سیدنا جیلانیؒ کے ہاتھ مبارک کی ٹھون اِسمان ہے۔ سیدنا جیلانیؒ کا مقام صاحب عوارف المعارف سے اتنا اونچا اور بلند ہے کہ اُس بلند مقام کے واسطے اس صاحب عوارف المعارف کی شانِ قیاسی رائے قبول نہیں کی جاسکتی۔

④ قَسَمِی کے قول سے توبہ کرنے کا دعویٰ بے بنیاد ہے

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ سے منقول ہے کہ وفات کے قریب انہوں نے اپنا رِشوار زمین پر رکھا اور کہا کہ هَذَا اَهْوَالُ الْحَقِّ الَّذِي كَتَبْتَهُ لِي فِي سَفَلَةٍ (یہ وہ حق ہے جس سے ہم نفعت میں پڑے ہوئے تھے) اور اظہارِ تداومت کیا اور استغفار کیا۔ (۲۸۹) چونکہ یہ وقتِ موت کے قریب کہا گیا تھا۔ لہذا ہذا کا اشارہ موت کی طرف ہے۔ اور معنی یہ ہوا یہ موت وہ حق ہے جس سے ہم نفعت میں پڑے ہوئے تھے یہ مراحۃ عاجزی انکسار کی کسر نفسی اور اظہارِ یہودیت کے الفاظ ہیں اس طرح کے الفاظ اہل اللہ سے عام منقول ہیں۔ اس قول کو قَسَمِی کے قول سے توبہ کی دلیل بنانا حضرت ابنِ عربیؒ کا قیاس ہے۔ اور اگر قیاس کا یہ یہودیہ نہ درست مان لیا جائے تو ہر شخص اپنی مرعی سے اپنا ناپسندیدہ قول مراد لے کر دعویٰ کر سکتا ہے کہ حضرت جیلانیؒ نے اس قول سے توبہ و استغفار کیا تھا۔ پھر مثلاً شیعوں کا منہ کون بند کر سکتا ہے وہ بھی کہہ دیں گے کہ حضرت جیلانیؒ نے شیعوں کے خلاف جو کچھ لکھا تھا۔ یوں وقت وفات اس سے رجوع کیا تھا الغرض یہ قیاس درست نہیں ہے اور قول سے توبہ کرنے کا دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے۔ بغرض محال اگر قائل نے قول سے توبہ کر لی تھی تو سر جھکا کر قول کی تصدیق کرنے والے جمیع اہلِ کرام کو بھی اپنی اپنی تصدیق سے توبہ کرنا چاہیے تھی۔ اب مولوی محمد احمد

صاحب کو وہ توبہ نامے بھی تلاش کرنے پڑیں گے ورنہ اس ایک توبہ نامے سے انہیں دست بردار ہونا پڑے گا۔ جو بیس او بیسے عرصہ کو ایک واجب التوبہ کلام کی تصدیق کا مجرم بنا رہا ہے۔

⑤ قدیمی قول کے وقت سیدنا جیلانی شجر موسیٰ کی طرح نہ تھے

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے بارے میں یہ کہنا کہ قدیم ہذا علیٰ رقبۃ کل وقت اللہ کے الفاظ از خود نہیں کہے تھے بلکہ اس وقت ان کا زمانہ تیرا اللہ تعالیٰ بول رہا تھا اس وقت ان کی زبان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بول رہے تھے۔ وہ محض شجر موسیٰ علیہ السلام یا ریڑیوں کی مانند آئینہ کار تھے جیسا کہ حضرت میسر یا حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ سے نقل کیا گیا ہے (۲۹۰) ان دونوں صورتوں میں بھی توبہ کا قول پھر غلط بنا ہے کیونکہ مشکلم کوئی اور توبہ کوئی اور کرے۔ یہ انصاف کے خلاف ہے۔ نیز اس قول کی صورت میں لانا آتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا جیلانیؒ کے لیے صورتاً اور اللہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے حقیقتاً سر جھکایا ہو۔ مگر یہ قول روایات سے ثابت نہیں ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے شان بیان شان نہیں ہے بلکہ اُنکی شان بظاہر گھٹانے کے انداز پر ہے۔ اور یہی قول مولوی ارشد کلاچوی اور مولوی شمس الدین بیٹے افراد کی راہ ہموار کرتا ہے جن کے نظریات مولوی محمد امجد نے بھی ذکر کیے ہیں۔ (۲۹۱)

⑥ قدیمی کاسن صدور اور سیدنا اجمیرؒ کی عمر مبارک

مولوی محمد احمد صاحب کی تحقیق ستریف یہ ہے کہ قدیمی ہذا

علیؑ قبیلہ کل وکی اللہ کا قول ۵۲۵ھ یا ۵۲۶ھ یا ۵۲۷ھ میں ظہور پذیر ہوا۔
 بوقتِ عہدِ دیاسی کلامِ حضرت خواجہ بزرگ جھیرؒ کی قدس سرہ کی ولادت
 بھی نہ ہوئی تھی۔ (۲۹۲) آپ یہ بھی بتاتے ہیں کہ سیدنا شہاب الدین
 سہروردیؒ قومی کی محفل میں شامل تھے۔ (۲۹۳) اس بار تحقیق کی
 بنیاد یہ ہے اس وقت شیخ حاد کا وصال ہو چکا تھا اور حضرت یوسف
 ہمدانیؒ اس محفل میں شریک تھے اور ۵۲۵ھ میں فوت ہوئے (۲۹۴)
 میرا قطاب، سفینۃ الاولیاء اور خزینۃ الاصفیاء نے شیخ حاد و یاس
 شیخ یوسف ہمدانیؒ شیخ ابوالحسن شیخ شہاب الدین سہروردیؒ وغیرہ
 کو قادیانی کی محفل کے حاضرین میں شمار کیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب شیخ
 حاد و یاس کو خارج سمجھتے ہیں مگر شیخ یوسف ہمدانیؒ اور ان کی وفات
 کے ایک سال بعد پیدا ہونے والے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ دونوں کو اس
 محفل میں شامل مانتے ہیں حالانکہ شیخ یوسف ہمدانیؒ ۵۲۵ھ میں فوت ہوئے اور ۵۲۷ھ میں شیخ
 شہاب الدین سہروردیؒ کی ولادت ہوئی صاحبِ بحیثۃ الاسرار نے باندھ تھیل روایت میں کی ہے
 وہ ان ۲ دفعی تصانیف سے پاک ہے۔ بحیثۃ الاسرار کی روایت کے مطابق قادیانی کی محفل
 میں حضرت شہاب الدین سہروردیؒ (۵۲۲-۵۲۴) کو موجود اور جوہان بتلا یا گیا ہے حضرت
 ابوالقاسم عمر بن مسعود بزرگ (۵۲۲-۶۰۸) کو موجود اور جوہان بتلا یا گیا ہے مگر حضرت حاد
 و یاس (۵۲۵ھ) اور حضرت یوسف ہمدانیؒ (۵۳۵) کا ذکر تک موجود
 نہیں ہے۔ سیرۃ القطاب اور سفینۃ الاولیاء میں بھی حضرت شہاب الدین سہروردیؒ
 اور حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود بزرگ کو موجود بتلا یا گیا ہے۔ دوسری
 طرف انیس۔ سیدنا معین الدین جھیرؒ کی ولادت کے سن میں عام مؤرخین
 و تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ ۵۲۲ھ، ۵۲۳ھ، ۵۲۴ھ، ۵۲۵ھ اور ۵۲۶ھ
 ۵۲۷ھ تک کی روایتیں ملتی ہیں غالباً دھماں ۵۳۰ھ کا ہے۔ (۲۹۵)

اکثر مؤرخین نے ۵۳۷ھ کے قول کو ذکر کیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب کا بیان ہے کہ "حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی ولادت کٹہر اور مصنیوہ روایات کے مطابق ۵۳۷ھ میں ہوئی بعض روایات میں سن ولادت ۵۳۶ھ منقول ہے۔ ایک نہایت ہی ضعیف روایت ۵۳۵ھ کی بھی ہے" (۲۹۷) مفتی ولی اللہ لاہوری کی تحقیق کے مطابق حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے فرمانِ غوث پاک کے وقت سترہ سال کی عمر کے تھے۔ (۲۹۷)۔ حضرت خواجہ غلام فرید نے حضرت خواجہ اجمیریؒ اور سنِ قدسی کے بارے میں یوں فرمایا کہ "میرا خیال ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال، سو ہوگی" (۲۹۸) کثرتِ احوال کی روشنی میں سیدنا اجمیریؒ اور سیدنا شہاب الدین سہروردیؒ ہم عمر تھے اور قدسی کے فرمان کے وقت تقریباً اٹھارہ سالہ نوجوان تھے۔ حضرت شیخ بقا بن بطوطہ بھی قدسیؒ کی محل میں بالاتفاق شامل تھے اور آپ کا انتقال ۵۵۵ھ میں ہوا۔ جب کہ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ (پیدائش ۵۳۶ھ) اٹھارہ سال کے تھے حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ (پیدائش ۵۳۷ھ) سترہ سال کے تھے پس ۵۵۳ھ کے اوائل میں قدسیؒ ہند علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا گیا تھا۔ مولوی محمد احمد صاحب کو تسلیم ہے کہ "اکابر مشائخ مازندران اولیاء اللہ ہوتے ہیں" (۲۹۹)۔ مولوی محمد احمد صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ "حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ قدس سرہ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا" (۳۰۰) خوب واضح ہو گیا کہ سیدنا اجمیریؒ ۵۵۳ھ میں نوجوان ولی اللہ تھے۔ مولوی محمد احمد صاحب نے دوسری بات یہ لکھی ہے کہ "حق پرست اور مستدل اسی بات کے قائل ہیں کہ آپ کا قدم اُس

وقت کے اولیائے کرام پر تھا (۲۰۱) مولوی صاحب کی ان دونوں باتوں کو دوبارہ پڑھ لیا جائے، صغریٰ کبریٰ بنانے والے اور سداگرانے اور نتیجہ نکالنے کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ صاف ثابت ہو چکا ہے کہ روسے زمین کے تمام اولیائے وقت کی طرح نواجہ معین الدین اجمیری نے بھی قدحی کے الفاظ مبارک سسر تسلیم فرم کیا تھا۔ اس بات کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ مولوی محمد احمد وغیرہ درحقیقت حضور نواجہ اجمیری کو نہ تو مادر زاد ولی اللہ مانتے ہیں اور نہ ہی سترہ سال کی عمر تک اُن کو ولی اللہ جانتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

⑥ قدحی کا فرمان منسوخ نہیں ہوا لہذا یہ وقت ولایت سیدنا جیلانی کا ہے

مولوی محمد احمد صاحب کے پیر بھائی حضرت حکیم محمد بوکسی امرتسری نے مقدمہ شرح قصیدہ عرشہ کے شروع میں حضرت ستارہ حبیب اللہؒ کی مناقب الاولیاء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ”یہی حکمنا سچ آں بقہور نہ پیوستہ۔ ہمیشہ وقت اورست تاکہ ولایت باقی است“ (۲۰۲) یعنی سیدنا جیلانی کے فرمان قدحی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے لیے کوئی اسی درجہ کا الہامی امر تھا جس پر نہیں ہوا ہے۔ اس لیے ہمیشہ سیدنا جیلانی کا وقت ہے جب تک ولایت باقی ہے۔ اس کے جواب میں مولوی محمد احمد صاحب نے دو بزرگوں کے نسخے اور سات پیش کئے ہیں۔ شیخ ابوالکرام شمس الدین محمد بن ابی الحسن البکری الصدیق المصری الشافعی (م ۹۳۳ھ) نے ۹۳۳ھ میں کہا کہ ”مجھے حکم ہوا ہے کہ میں کہوں قدحی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ تعالیٰ امیر کا کائن او مفر کیا“ اس پر صرف شیخ محمد المصطفیٰ انصاری نے اُن کی قدم بوکسی کی اور بیعت ہوئے۔ اُنہی کا بیان ہے کہ میں نے

اور بیاد کو ان پر گرتے دیکھا زندہ جسموں کے ساتھ اور مردہ و حویا کے ساتھ۔ (۳-۳) عزتِ زمانِ سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ (۱۱۸۴-۱۲۶۷) (۱۷۷۰-۱۸۵۰) فرماتے تھے کہ "حق تعالیٰ نے مجھے قدمی ہندہ علی قیہ کل ولی اللہ" میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، "کا مقام دیا ہوا ہے" (۲۰۷) اس کا جواب بھی خود مولوی محمد احمد صاحب کے بیان کردہ قاعدہ کی روشنی میں دیا جا رہا ہے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ "تا کج کا منسوخ کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی ہونا ضروری ہے۔ دیکھئے کتبِ اصول فقہ" (۲۰۵)۔

یہ بڑی واضح بات ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کا فرمانِ کشفِ جمیع اولیائے عصر کا تصدیق شدہ ہے جب کہ حضرت شیخ محمد امجدیؒ کا فرمانِ کشفِ اس وقت کے مرآتِ ایک شخص کا تصدیق شدہ ہے اور وہ بھی ان کا مرید ہونے والا شخص۔ اسکا طرح حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے فرمان کی تصدیق بھی جمیع اولیائے عصر سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا یہ دونوں اقوال سیدنا جیلانیؒ کے قولِ مبارک کے تاسخ قرار نہیں دیئے جاسکتے، کیونکہ یہ دونوں قول اس یک قول کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی بھی نہیں ہیں۔

⑧ ہرمُرد کا اپنے پیر کو افضلِ زمانہ قرار دینا درست نہیں ہے عام طور پر لوگوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ "میرا شیخ تمام ما دلیا نے زمانہ سے میرے نزدیک افضل بڑھ کر اور زائد کمال والا ہے" مولوی محمد احمد نے ایک بزرگ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "میرا شیخ اپنے کی اس کے معاصرین پر فضیلت یا اعتبارِ محبت کے دیتا عرض اللہ

نہیں (۳۰۶) مولوی محمد احمد نے ایک اور بزرگ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "اگر سنت اعتقاد مرید کے دل میں یہ غطرہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا جاسکتا ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے" (۳۰۷)۔ حالانکہ یہ نظریہ بالکل درست نہیں اور اگر واقعی کسی ولی اللہ کی زبان سے من وعن یہما الفاظ صادر ہوئے ہوں تو یقیناً غلبہٴ حال میں صادر ہوئے ہوں گے اور یہ قول فقہ اُخْطَاؤُہُنَّ بِشَدَّةِ الْفَرَحِ کے قبیل سے شمار ہوگا۔ اس قول کے مفاسد ان گنت ہیں پہلا مفسدہ یہ ہے کہ اس نظریے کی رو سے حضرت علیؑ کے مریدوں پر لازم آتا ہے کہ وہ حضرت علیؑ کو خلفائے ثلاثہ سے افضل مانیں، حالانکہ اس نظریہ کے فاسد ہونے پر اہل سنت کا اجماع منعقد ہو چکا، دوسرا مفسدہ یہ ہے کہ اپنے پیر سے افضل بزرگوں کو مفضول قرار دینا ایک طرف غلو کرنا اور دوسری طرف تنقیص کرنا ہے اور یہ دونوں بائیں تعلیم اور گناہ ہیں۔ تیسرا مفسدہ یہ ہے کہ ہر مرید اپنے پیر کو دوسرے کے پیر سے بلا دلیل افضل مانے گا اور دوسرے کے پیر کو بلا دلیل مفضول قرار دے گا تو اس سے اہل سنت میں چھوٹ اور تفرقہ پیدا ہوگا اس طرح اہل سنت اتحاد و اتفاق اور مرکزیت سے محروم ہو جائیں گے اور اس کا فائدہ باطل کو پہنچے گا۔ اس نظریے کی اصل روحانی حقیقت دراصل یہ تھی کہ "مرید جب تک یہ اعتقاد نہ رکھے کہ سیرا شیخ تمام اولیائے زمانہ مجھ سے نیچے بہتر (نافع) ہے نفع نہ پائے گا" (۳۰۸)

⑨ مرید بھی پیر سے افضل ہو سکتا ہے

قدیمی سے متقدمین اولیاء کرام کو خارج کر کے کہتے ہیں کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کے پیرانہ سلسلہ بھی متقدمین میں شامل ہیں۔ اس طرح تو سیدنا جیلانیؒ کا مقام اپنے پیرانہ سلسلہ سے بھی اونپا قرار پائے گا۔ جو کہ خلاف قیاس ہے۔ یہ استدلال خواہر غلام فرید سے بھی نقل کیا گیا ہے (۳۰۹) اس کا جواب بھی مولوی محمد احمد کے اس استفسار پر انکار ہی میں موجود ہے۔ مولوی صاحب پوچھتے ہیں کہ ”کیا کوئی مرید اپنے پیر سے بلند پایہ نہیں ہو سکتا؟“ (۳۱۰) حضرت سری سقائیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا کسی مرید کا درجہ اپنے پیر درمیان سے بڑھ سکتا ہے؟ فرمایا ہاں دیکھو جنید بغدادیؒ کا درجہ مجھ سے بہت بلند ہے۔ (۳۱۱) اسی طرح حضرت باقی باللہ نقشبندیؒ نے اپنے مرید حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں فرمایا کہ شیخ احمد ایسے کفتاب ہیں کہ ہم ایسے ہزاروں سنارے ان کے ضمن میں گم ہیں۔ (۳۱۲) اسی طرح سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ حضرت معروف کوئیؒ کی قبر انور پر پہنچ کر بار حاضر ہوئے تو سلام کے بعد انہیں ایک درجہ آگے قرار دیا۔ دوبارہ بار حاضر ہوئے تو سلام کے بعد انہیں خود سے دو درجے پہنچے قرار دیا۔ (۳۱۳) صاحب اقتباس الانوار نے سیدنا جیلانیؒ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”ثقلہ رویات سے یہ بات پابہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک جسم ہو کر آپ پر کار ہوئی تھی اور آپ کی تربیت فرماتی تھی جس کی وجہ سے آپ دربر کمال و تکمیل تک پہنچ گئے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی ولایت کبریا پر بلا واسطہ فائز ہو گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ دراصل آپ کی نسبت اولیہ تھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض صحبت حاصل کیا تھا اور کسی شیخ کا مل کے آپ سرمہن منّت نہیں ہیں چنانچہ آپ کا فرمان ہے ما ادرید من الخلق موی محمد بن الارباب غیر رجبی عن وحب

اس سے ظاہر ہے کہ آپ بلا واسطہ تربیت یافتہ اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ کی ظاہری بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تھی تاکہ آپ کا سلسلہ ظاہری مشائخ کی وساطت سے جاری ہو جائے۔ اس وجہ سے کہ سلسلہ ظاہری بیعت

کے بغیر جاری نہیں ہو سکتا۔ (۳۱۳) خود موموی محمد احمد نے شیخ مفتی کے حوالہ سے سیدنا جیلانیؒ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ "میں وہ ہوں جس کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی کا مجھ پر احسان نہیں" (۳۱۴) اعلیٰ حضرت نے حدیث بخشش میں لکھا کہ فضیل منہ فی تفضیلۃ دینی اللہ تعالیٰ عنہ علی مشائخہ

الحکام (سیدنا جیلانیؒ کی پیرانہ عظام پر افضلیت)

گو شیوخ را توان گفت از راہ القائے نور

کافا باندایشان و مہتابان توفی

اگرچہ آپ کے پیرانہ سلسلہ کو نور فیضان دینے کے لحاظ سے قوی کہا جاسکتا ہے۔ مگر وہ سورج ہیں اور آپ چمکتے ہوئے چاند ہیں (

سے ایک ہریشاں بود بر متقربان کعبہ

آں ترقی منازل کا ندراں ہر آن توفی

اگر ان کی سیر ایک مستغرق ہے اور وہ ترقی منازل ان کے لیے کہاں ہے
 جو آپ کے لیے ہر لحظہ ہوسکتا ہے۔
 ما من لا یبغی الشمس ادراک القمر

خاصہ چوں از عباد کالعرشوں در اطمینان تویی (۲۱۵)
 آپ وہ چاند ہیں کہ سورج کو نہیں پہچانتا کہ اس چاند کو پکڑے۔ بالخصوص
 جب کہ آپ چاند کی طرح پھر کھجور کی ڈال کی طرح ہونے سے اطمینان میں ہیں
 یعنی القاعے نور کی فضیلت جزوی آپ کے مشائخ کرام کو آپ پر
 حاصل ہے۔ مگر ہر آن ترقی منازل کے لحاظ سے آپ ہی افضل ہیں۔
 البتہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کی افضلیت میں کلام ہی نہیں
 ہے۔ یہاں باقی پیران سلسلہ مراد ہیں حضرت یوسف، ہودانی اور
 حضرت حماد دیا سس نے ابتدا میں آپ کو فیض دیا مگر آخر میں آپ
 سے فیض کیا اسی طرح نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی نے سید
 الطائفہ ہونے کے باوجود اپنی زندگی میں ہی قدمی خضر علی رقبہ
 کل دلی اللہ کا قول کشفاً معلوم ہونے پر سر تسلیم خم کر دیا تھا۔

①۰ حبیب اللہ، محبوب الہی اور محبوب سبحانی کی ترکیب

یہ ترکیب اگرچہ بظاہر مختلف ہیں مگر ان سب کا مفہوم و
 مدلول ایک ہی ہے۔ کیونکہ انصاف ذات کی طرف ہو یا صفات کا طرف
 ہو ماحصل ایک ہی ہوتا ہے۔ بعض اوقات کسی اضافی حکمت کے اظہار
 کے لیے تفصیل بعد تعلیم کے طور پر ذات کی بجائے صفات کو صفات الیہ نیاد
 جاتا ہے۔ مثلاً علیہ السلام کی روحانیت کے لیے روح اللہ کا ترکیب
 استعمال کی جاتی ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کیلئے

درج الحق کی ترکیب استعمال کی جاتی ہے۔ (۲۱۶) پھر واضح رہے کہ لفظ اللہ
 اسم ذات ہے اس کا اطلاق جاہلیت یا اسلام میں معبود پر حق ذات
 واجب الوجود کے سوا کسی پر نہیں ہوا۔ اس لیے یہ تشبیہ اور جمع سے پاک
 ہے برخلاف لفظ اللہ کے کہ اسلام میں اس کا مصداق معبود
 پر حق کے سوا کوئی نہیں لیکن مشرکین نے اپنے باطل معبودوں کو الہ
 سے تعبیر کیا اس لیے لعنت میں اس کی تشبیہ اور جمع بھی مذکور ہے۔ اسی
 سیدنا نظام الدین بدایونی کے لیے تو لوگوں میں محبوب الہی کا لقب
 مشہور ہے مگر فاسق سنی کو اور مزدود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خود حبیب اللہ کہا ہے۔ فوائد الفوائد میں حدیث شریف درج
 ہے کہ اَللّٰهُ حَبِيبُ اللّٰهِ وَاِنْ كَانَ فَاَسَقًا (سنی اللہ کا
 پیارا ہوتا ہے۔ خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو۔) (۳۱۷) انیس
 الارباع میں حدیث شریف درج ہے کہ اَلْكَاسِبُ حَبِيبُ اللّٰهِ
 (مزدور خدا کا پیارا ہے)۔ (۳۱۸) ہر دلی کامل کا سب اعمال خیر
 اور سنی کامل ہونے کے لحاظ سے یقیناً حبیب اللہ ہے۔ فانسحوط
 (تم میری اتباع کرو) کا یَحْبِبُکُمُ اللّٰهُ (اللہ تم کو محبوب بنائے گا)
 بتلایا گیا ہے۔ (۳۱۹) متبع کامل کو اسم ذات اللہ کا محبوب
 بتلایا گیا ہے۔ یہ بھی محبوبانِ خدا تبتاً حبیب اللہ ہیں ورنہ اصل
 حبیب اللہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خصوصیت ہے
 جس میں کوئی نبی بھی اُن کا شریک نہیں ہے۔ اور سیدنا عبد القادر جیلانی
 کیلئے محبوب سبحانی کا لقب شہداء اللہ علی الارض کی زبان پر ہے
 اور یہ لقب آپ کے لیے بہت ہی موزوں ہے کیونکہ محبوب کا
 لفظ اتباع کا مل۔ نزولِ تام اور مقامِ عبودیت پر ولادت کرنا ہے

اور سبحانی کا لفظ عروج نام پر دلالت کرتا ہے۔ سبحان الذی اسما
 محبوبہ اور (صحابہ اور اللہ اہل بیت کے لئے) آپ وہ واحد ولی اللہ
 جن کا عروج بھی تام ہے اور نزول بھی تام ہے اس لیے آپ کے لیے عروج
 سبحانی کا لقب ہی موزوں ہے۔ اگر نزول تام نہ ہو تا تو عبوبیت
 کا لقب نہ ملتا اور اگر عروج تام نہ ہو تا تو لفظ سبحان استعمال نہ کیا جاتا
 مولانا محمد یار فریدی فرماتے ہیں کہ

سچہ گویم از عروجیت غوث اعظم پیر لانا فی

کہ سبحان الذی اکثری محبوب سبحان (۲۲۰)
 (میں آپ کا عروج کیا بیان کروں اسے سب سے بڑے فریادرس ولی
 اسے لانا فی پیر کیونکہ آپ سبحان الذی اسما کے منظر ہیں۔ اس لیے آپ
 حبیب محبوب سبحانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کامل ہونے کی
 وجہ سے از روئے قرآن آپ حبیب اللہ اور محبوب الہی ہیں۔ یہ تعظیم
 ہے عروج تام ہونے کی وجہ سے (اور آپ کی روح کا شہر سراج
 سواری مولود ہونے کی وجہ سے) آپ محبوب سبحانی ہیں۔ یہ تفصیل ہی
 تعظیم ہے۔ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے خود احباب (محبوبوں) میں
 یکتا قرار دیا ہے۔ مولود محمد احمد صاحب اور ان کے ہم نواؤں
 کا حبیب اللہ، محبوب الہی اور محبوب سبحانی کی تہا اکیب پر خوشگانی کرنا
 قیاس فاسدہ ہے۔ در نہ اسے درست ماننے کی صورت میں فاسق
 سمی کہ حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت نظام الدین محبوب الہی
 اللہ علیہ کا ہم سر ماننا لازم آئے گا اور حضرت علی علیہ السلام کو حضور
 صل اللہ علیہ وسلم سے افضل ماننا لازم آئے گا۔ اور ان نتائج کے
 فاسد اور باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔

(۱۱) سیدنا جیلانیؒ سے افضل ہونے کے دعوے اور انکی حقیقت

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے کسی اور ولی اللہ کو افضل ماننے کے دعوے یا تو تعصب پر مبنی ہیں یا سکر و استغراق پر مبنی ہیں۔ یا ناواقفیت کا دھبہ سے صادر ہوئے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن غفصیؒ نے دعویٰ فرمایا تھا کہ میں اولیاء میں ایسے ہوں جیسے اوچھٹا غمزدن والا کلنگ۔ پھر جب حقیقت کھلی تو سیدنا جیلانیؒ کے مقام کی برتری کھل کر سامنے آگئی۔

(۲۲۱) یہ ناواقفیت کا مقام تھی حضرت ابن عربیؒ نے اپنے پیغمبر حضرت ابو السعد و ابن شہلؒ کو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے عیدنی اکل (میرے نزدیک زیادہ کمال والا ہے) کہا۔ (۲۲۲) وجہ یہ بتائی کہ حضرت ابو السعد ابن شہلؒ کا "ترک اختیار" افضل ہے سیدنا جیلانیؒ کے تصرفات سے۔ حالانکہ خود ہی سیدنا جیلانیؒ کو مامور بالتصرف قرار دیا۔ اور یہ واضح ہے کہ مامور بالتصرف کیلئے تصرف افضل و لازم ہے۔ مگر غیر مامور بالتصرف کے لیے ترک اختیار افضل ہے۔ اور مامور افضل ہونا ہے۔ غیر مامور سے ایسے معاملات میں۔ پھر واضح رہے کہ سیدنا ابو السعد و ابن شہلؒ کا ترک اختیار بھی سیدنا جیلانیؒ کا عطا کردہ ہے۔ (۲۲۳) پھر ایک وقت حضرت ابن عربیؒ کو سیدنا جیلانیؒ کے مقام پر فائز شخص کا علم ہی نہیں تھا۔ تو وہ اپنے سے اونچے مقام کے بارے میں کلام کر رہے ہیں اور وہی ناواقفیت کا مقام آ رہا ہے۔ درتو واضح بات ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کا مقام عیوبیت تھا لہذا تصرفات پر آپ حق تعالیٰ کی جانب سے مامور تھے (۲۲۴) یہی ناواقفیت کا مقام تھی کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ سے مقام عروج میں کامل مدد ملنے اور آپ کی کثرت کرامات

دیکھتے پر یہ قول کہ دیا کہ آپ کا نزول مقام روح تک تھا اس کے بجائے
 عالم اسباب ہے۔ کرامات کی گنجائش نہیں۔ حالانکہ اگر آپ کا نزول
 مقام روح تک ہوتا تو آپ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام
 کے قدم پر ہوتے۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قدم پر ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ مقام روح نہیں بلکہ مقام اخفیٰ ہے۔ خود
 وہ بزرگ قدم موسیٰ علیہ السلام پر یعنی مقام سر پر ہوتے۔ مقام سرواں
 بزرگ کو مقام اخفیٰ والے بزرگ کے بارے میں ناواقفی ہونا باعث
 حیرت نہیں ہے۔ دوسری وجہ کو سبب متے رکھیں تو مقام سر مقام خفیٰ
 اور مقام اخفیٰ کے بزرگوں سے کرامت صادر ہونا ممکن نہ رہے
 حالانکہ یہ غلط ہے۔ لہذا توجہ میں اجتہادی حقا و اقیع ہوئی ہے
 المیۃ شاہ غلام علی دہلوی مجددیؒ نے اس بات کی توجہ اور انداز
 سے کی ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے سیدنا
 جیلانی کا نزول مقام روح تک ذکر کیا ہے۔ مزید نزول کے بارے میں
 یہاں علم دکر ہے۔ نہ کہ ذکر عدم۔ (جیسے قرآن مجید میں سفر معراج
 میں ایک جگہ مسجد اقصیٰ تک ذکر ہے۔ مگر دوسری جگہ فکان قارب توہین
 اذاذنی تک ذکر ہے۔ پھر واپسی اور نزول کا صراحۃً ذکر نہیں
 نہیں ہے) شاہ غلام علی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ
 "ایں ہم در کلام ایشان کہ ہر کرا عروج بلند تر نزول او کامل تر
 خواہد بود" (۲۴۴ ص ۲۴۴)۔ یعنی یہ بھی اُن کے کلام میں ہے کہ جس
 کس کا عروج بلند تر ہوگا۔ اس کا نزول بھی کامل تر ہوگا۔ اسی
 طرح حضرت شیخ شمس الدین محمد حنفیؒ نے بھی ناواقفی مقام یا
 شک و استغراق وغیرہاں کے سبب کہا ہے کہ میں نے سیدنا

اور الحسن شاذلی کا مقام سیدی عبدالقادر جیلانی سے اعلیٰ پایہ اور
 کہ اگر عبدالقادر ہمارے پاس حاضر ہوتے تو ہمارا ادب کرتے ۔
 (۳۲۵) حضرت شاہ سلیمان پھلواریؒ نے ان کی بجائے جمہور کے اتباع
 کی تلقین کی ہے ۔ کیونکہ بے نودی اور سفدت فرج والے تو یہاں تک
 جا کر ۲۷ تے جی کہ اللہ کو بھی کہہ دیتے ہیں کہ تو میرا بندہ ہے اور میں
 تیرا رب ہوں (۳۲۶) کیا دیکھتے تھیں کہ آخری جنتی روزِ حج سے
 چھٹکے را پاتے ہی پکارے گا کہ ۷ اللہ نے مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جو لوگوں
 پہلوں میں سے کسی کو عطا نہ فرمایا :۔ (۳۲۷) انفرادی کشتی اللہ نروں
 میں خلا کا امکان موجود رہتا ہے ۔ جمہور کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے
 اس طرح میرا خطاب کی وہ حکایت جس میں حضرت خواجہ امیر غفریؒ نے
 سیدنا جیلانیؒ سے خلوت میں تعلیم لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے
 شیخ سے زیادہ یا کمال کسی کو نہیں سمجھتا ہوں ۔ الخ ۔ تو اس حکایت
 کو اقتباس الانوار میں بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ پھر اس کے مددِ مقابل روایت
 پیش کی ہے جس میں یقین دن اور تین رات کی خلوت کا قول ہے جس میں
 ماہمیں ثبات و ثبات و ثبات بھی بیان کیا ۔ اسی روایت میں محفلِ سماعت کا
 ذکر ہے ۔ جس میں خواجہ پیر غلیہؒ حال و استغراق ہے ۔ اور غوثِ اعظم
 نے عالم صوم میں کائنات کو تمام دکھا ہے ۔ انکارِ خلوت کی روایت میں
 تضاد ہے ۔ صاحبِ اقتباس الانوار نے آخر کار دو لوگوں دونوں
 کو غیر متبرقرار دیا ہے ۔ بہر حال بر سیدِ تسلیم خواجہ عزیزِ نواز کا
 انکارِ خلوت غلیہؒ حال اور عالمِ استغراق میں تھا ۔ اور جب سکر
 سے صحو میں آئے تو خلوت گزری بھی ہوئے اور فیض یاب بھی ۔
 اور تطبیق روایات یونہی ممکن ہے ۔

۱۲) خواجہ اجیرؒ کی حاضرت جیلانیؒ کو وظائف بتلانا ثابت نہیں ہے

مولوی محمد احمد صاحب نے "حقیقت گلزار صابری" اور "اقباس الالوار" کے حوالوں سے یہ ثبوت دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ بھی حضرت خواجہ اجیرؒ سے فیض یافتہ تھے۔ (۳۲۸)۔ اس نے "حقیقت گلزار صابری" سے باہر تبادول وظائف کی بات تو لکھ دی ہے۔ لیکن یہ نہیں لکھا ہے کہ "حقیقت گلزار صابری" میں یہ واقعہ ۱۵۹۹ھ کا لکھا ہے جب کہ سیدنا جیلانیؒ کے انتقال کو تقریباً ۱۰۰ سال گزر چکے ہوتے۔ کسچ ہے کہ محبت آدمی کو اندھا کر دیتی ہے۔

و شوق گل بوسی میں میں نے رکھ دیے کانٹوں پر لب

کسی قدر رنگیں غنچوں نے مجھے دھوکا دیا
اسی طرح اقباس الالوار کے مصنف نے ہر طرح کے اقوال جمع کرنے کے بعد جو فیصلہ دیا اس میں باہمی مبادلہ وظائف کی روایت کو بھی غیر معتبر بتلایا ہے۔ چنانچہ انھوں نے لکھا ہے کہ "دونوں حضرات کی ملاقات کا قصہ جو کتب معتبرہ اور ثقات سے ماخوذ ہے اور جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے فرمان کے مطابق حضرت عزت الاعظم قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور تربیت و فیض حاصل کیے جیسا کہ مرید اپنے پیر صحبت سے اخذ فیض کرتا ہے۔ اس کے سوا جو کچھ اس بارے میں بیان کیا گیا ہے غیر معتبر ہے" (۳۲۹) جس روایت کو صاحب اقباس الالوار نے غیر معتبر قرار دے کر مولوی محمد احمد صاحب کی رد و روایت کو ان کے نام سے ہی پیش کر دیا ہے۔

(۱۰) اکابرِ پشتِ کامل ترین اصحابِ صحو ہونے کے باوجود استغراقِ شطیح سے محفوظ رہتے

مولوی محمد احمد صاحب نے اپنے مخصوص نظریات کے اثبات کے لیے دہائی کیا ہے کہ مثلاً پنج پشتِ کامل ترین اصحابِ صحو تھے مگر سیدنا محمدؐ کو کامل ترین اصحابِ صحو سے خارج کیا ہے۔ سب کہ ہمارے نزدیک بھی بزرگِ کامل ترین اصحابِ صحو تھے۔ حضرت محمدؐ۔ الف ثانی کا فرمان ہے کہ کامل ترین صحو میں بھی اتنا سُکھ باقی رہتا ہے جتنا اُسے میں تک ہوتا ہے۔ درہِ صحو خالص تو عوامِ احصاء ہے (۳۳۰)۔ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ نے فوائدِ فریدیہ میں حضرت فضیل ابن عیاضؒ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ حضرت نظام الدین محبوب الدینؒ اور حضرت کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کی شہادیات بھی درج کی ہیں۔ حضرت معین الدین اجمیریؒ کی ایک شطیح بھی لکھی ہے کہ "ایک شخص، خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنا سر پر بنائیں۔ فرمایا کہہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ چشتی رسول اللہؐ۔ (۳۲۱)۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسا کلام حالِ سُکھ میں ہی جائز ہے۔ ورنہ حالتِ صحو میں تو یہ کفر ہے۔ حضرت قطب الدین گنیارہؒ کا کہی گئے بارے میں مولوی محمد احمد نے ہی لکھا ہے کہ آپؒ ساری زندگی صبیحہِ خدا میں ہی غور اور مراقبہ رہتے۔ (۳۳۲)۔ حضرت بابا فرید الدین گنیارہؒ کے بارے میں فوائدِ القوادیس ہے کہ آپؒ یادِ حق میں اتنا متغرق تھے کہ خود اپنے عاجزِ اوہ کا بھی کافی یاد کرانے کے بعد یقینی آیا (۳۳۳)۔ اسی طرح مولوی محمد احمد نے ہی لکھا ہے کہ "حضرت محبوب الدین فرمایا کرتے تھے: عجب شہابِ ہوا کہ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَ الرَّحْمٰنِ۔ (۳۳۴)۔ صاف بات ہے کہ یہ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے انوی اور آپ ہیں اسل کا مصداق ہیں کسی اور کا بدور نہیں
مجھے شباب کیا گیا ہے تو اس دعوٰی کی گئی شش خالصتہ شکر میں ہی عکس
ورنہ حالت صوم میں تو ایسا دعویٰ قابل گرفت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ
سبیلوی نے فرمایا تھا کہ استغراق کا وقت تمام اویار اللہ پر آتا ہے
(۳۲۵)۔ صاحب میرالاقاب نے حضور عزیزؐ کو ذکر کرتے ہوئے
فرمایا ہے کہ "اگر حضرت اشرد استغراق کی یوں وحشیم پوشیدہ ملی دلت
یعنی حضرت خواجہ ابھیریؒ اکثر عالم استغراق میں رہتے اور آنکھ بند
رہتے۔ (۳۲۶)۔ صاحب میرالاقاب نے حضرت بابا فریدؒ کا ذکر کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ "ان حضرت داد آفرم استغراق زیادہ گشت و روز
افروز۔ یعنی حضرت بابا فریدؒ کا استغراق آخری عمر میں زیادہ ہو گیا بلکہ وہ
بروز ترقی کرتا گیا۔ (۳۲۷)۔ اس میں شک نہیں کہ سلسلہ چشتیہ ہی عشق
کا غلبہ ہوتا ہے۔ انفاس العارین میں حضرت خواجہ معین الدین سے ما
ہوئے والی نسبت کو عشق کے زیادہ نزدیک قرار دیا گیا ہے۔ (۳۲۸)
اور عشق دوستی کا بڑا ہی تعلق بھی واضح ہے۔ "مرآۃ الاسرار میں خواجہ
چشت کا طریق لکھا ہے کہ "ہمیشہ مست ہوشیار رہتے ہیں یعنی سکرام
کے جامع ہوتے ہیں۔ خلاف طیفوریوں اور جنیدیوں کے کیونکہ جنید
صحو کو شکر پر ترجیح دیتے ہیں اور طیفوری شکر کو صحو سے افضل
ہیں۔ (۳۲۹) واضح رہے کہ تادری درہل جنیدی
ہیں۔ جو صحو کو شکر پر ترجیح دیتے ہیں جب کہ چشتیہ
و صحو کے جامع ہوتے ہیں۔ مگر مولوی محمد احمد صاحب
ان باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

سیدنا جیلانی اور شکر و صبر

جیلانی سلسلے میں صوفیاء غالب اور شکر مغلوب ہوتا ہے۔ اور سیدنا عبد القادر جیلانی کا تعلق اسی سلسلہ طریقت سے تھا۔ قدحی اُھذہ علی دُقب تج کل و لیت اللہ کے مبارک الفاظ الہامی امر سے رشاد زمانے تھے۔ نا واقف مقام کے سبب یا منکرین الہام و کشف کے اعتراض کو دفع کرنے کے لیے بعض اکابر نے بقایائے شکر کا قول پیش کیا مگر اس میں بھی صحو اور بقایائے شکر میں وہی نسبت بتائی گئی جو آتے میں نمک کی ہرلی ہے۔ اسی طرح قصیدہ غوثیہ کے الفاظ شکر و شکر استہماں بازی معنوں میں ہے ورنہ جو لائے یا شکر میں ہوتا ہے تو یہ ہوشیاری ہوتا ہے۔ یہ قیاس معادورہ علی المطلوب ہے کہ جس کلام کو شکر یہ ثابت کرنا مطلوب ہے اسی کو اس کے دلیل شکر کے ثبوت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ صاحب المشن راز فرماتے ہیں کہ

کہ رخصت اہل دل را در حال است

فنا و شکر دیگر ہم دلال است

اکہ اہل اللہ کو تین حال میں رخصت کلام ہے۔ ایک فنا۔ دوسرے شکر اور تیسرے ادلال و تازہ

مولوی محمد احمد کا قصیدہ غوثیہ کے علاوہ ایک اور قصیدہ کا نقل کرنا اور اسے دلیل شکر سمجھنا فنا یا ادلال سے غفلت کرنے کے مترادف ہے۔ یا دوسرے ادلال اور اذنی کا جمع ہونا ممکن ہے۔ البتہ امر کے بعد ادلال نہیں ہے گا۔ پھر مولوی صاحب کے نقل کردہ اشعار میں توجیہ و تاویل کی گئی نشی ہو جو ہے۔ اسی طرح انہی دو کتب نبوت صلا مگر یہیں

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) جو اُن کو نہ ملی۔ یہ بات بھی سید
 جیلانیؒ نے مقام اولیٰ میں فرمائی ہے۔ مگر مولوی محمد رضاؒ نے اسے
 کی دلیل سمجھا ہے۔ اسی طرح اولیائے ائمہ کا غیر شریعت محمدی صلی
 علیہ وسلم میں غوطہ زن ہونا اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا
 کئے کنا رسے پر رہنا بھی حقیقت ثابت ہے۔

⑮ خلافت روحانی پر موت کا اثر

مولوی محمد احمد نے خلافت روحانی کو خلافت ظاہری کی طرف
 سمجھ کر اس کیلئے جسم ظاہری کو لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ غوث
 اعظم و قطب اعظم نہ زندہ غائب ہو سکتے ہیں نہ فوت شدہ (۳۳۰)
 اگر یہ قاعدہ علی الاطلاق درست مانتا جائے تو تصور صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ
 خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں اُن کی خلافت روحانی کا انکار کرنا ہوئے گا۔ جب کہ
 مسئلہ حقیقت ہے کہ غوث ہر غوث حضور یزد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ غا
 ابدال و انقلاب کا نہ عارضہ ابداً ایت و قطبیت و وقت موت تک ہوتا ہے۔ چنانچہ
 مولوی محمد احمد صاحب نے ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء سے جو حدیث نقل کی ہے
 وہ اسی عموم کی دلیل ہے۔ (۳۳۱) اس خبر واحد کے عموم سے بعض افراد کا
 مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ خواجہ امام جنس جہارویؒ چشتیؒ نے مخزنِ چشتیہ
 میں بحرِ ہستی کے چار محافل بتلائے ہیں۔ اُن میں جو تھے بابا نذیرؒ ہیں۔ بابا
 کی زبان سے بیان درج کیا ہے کہ ہم چاروں افراد وجودِ عنقریب اور
 خاک کے ظہور سے قبل ہی اسی خدمت پر متعین چلے آئے ہیں۔ اور آئندہ بھی
 ہی متعین رہیں گے۔ (۳۳۲) اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت
 قاضی شہداء اللہ پانی پتیؒ، شاہ غلام علی دہلویؒ، فقیر اللہ علویؒ

حضرت حاجی فضل اللہ قادری، شاہ سلامت اللہ رامپوری، حضرت نور بخش
 علی، قاضی برنوردار چشتی، شاہ حبیب اللہ چشتی، حضرت محمد اکرم چشتی صاحب
 انس الانوار وغیرہم نے سیدنا عبد القادر جیلانی کے روحانی خلافت عظمیٰ
 کو وقت کو موت کے بعد بھی مانا اور بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ
 سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے عوٰظ اعظم اور قطب اعظم ہونے کی حیثیت پر ان
 حضرات سے کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ یہ ایک روحانی اور باطنی عہدہ ہے
 اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ اللہ تعالیٰ نے سادھ سے زائد الہامات
 میں سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کو یا غوث الاعظم کے الفاظ سے مخاطب
 فرمایا ہے (۲۴۲)۔ ان تمام الہامات کی شرح حضرت سید محمد مسیحی بندہ
 درگاہ گیسو درازؒ نے جواہر العشاؒ کے نام لکھی ہے جو کہ قابل دید
 ہے (۲۴۳)۔ چنانچہ اب بھی اگر کسی جگہ عوٰظ پاک یا غوث اعظم کے الفاظ
 ہوئے جائیں تو سمیعین کے ذہن میں فوراً سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کا
 نام آتا ہے۔ کسی اور بزرگ کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہوں تو
 سادھ ہی اس بزرگ کا نام بھی لینا پڑتا ہے۔ ورنہ مفہوم صحیح ادا نہیں ہوتا
 کیونکہ ہے کہ حضرت قطب الدین گیلانیؒ کا کہنے آپ کی شان میں لکھا ہے کہ
 نہ ہے عوٰظ کہ عوٰظیت مدام اور اسلم شد

زہے قُطْبے کہ قطبیت سر اور اہستہ درازی
 کی بات ہے اس عوٰظ کی کہ عوٰظیت کبریاۃ الٰہی خود پر اس کے پیر ہو گئی۔
 در کیا مرتبہ ہے اس قطب کا کہ قطبیت حقیقی اس کو ملی ہے
 مولوی محمد احمد صاحب کا کہنا ہے کہ زندہ و غائب غوث اعظم نہیں ہو سکتا
 اس کا صاف مطلب یہ ہوا۔ جس جگہ سے غوث اعظم کا جسم غائب ہے
 ان اکوہ اور غوث اعظم ماننا چاہیے۔ جو دہلا سے غائب نہ ہو بلکہ

و ان حاضر ہو۔ اس طرح کئی ہزار غوث اعظم بیک وقت مانتے بیڑی گئے
مگر مولوی محمد احمد کو اس سے کیا مطلب۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ :-
” برق گزرتی ہے گھر سے صاحب گھرے کیا واسطہ

کون سے دنیا آشیان کو آشیان سمجھا تھا میں
مولوی محمد احمد صاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ ” ہر د مانتے میں ایک غوث الاعظم
ہو تا ہے (۲۲۵) آپ چشتیوں کے ماسوا کسی کو غوث اعظم نہیں مانتے
پڑا پڑے لکھتے ہیں کہ ” تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں
(۲۲۶) مگر آج سے چھ سو سال پہلے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی
نے لائف اشرفیہ میں لکھا کہ ” خواجگان چشت کے سردار حضرت خواجہ ابو
احمد اندالوسی کے آج تک ہمارے کثر خواجگان چشت ابدال تھے (۲۲۷) حوالہ ہے کہ سید ابوالفضل
اس وقت تک غوث اعظم کے مقام پر فائز نہیں گئے۔ جب تک اجماع اولیائے
عصر و دلیل مافوق سے کسی اور ولی اللہ کی اس مقام پر فائز ہونے کی
تصدیق نہیں ہو سکتی۔ انفرادی دعوؤں سے اظہار عقیدت تو ہو سکتا ہے
مگر کسی کو مہتمم سیدنا جیلانی پر مانتا ہو تو اس کیلئے اجماع اولیائے عصر
یا دلیل مافوق درکار ہے۔

①۹ قُطْبُ الْأَقْطَابِ اہل بیت یا قریش سے ہوتا ہے

مولانا امجد رضا خان نے حضرت حاجی بن عبد اللہ، حضرت سید

بن اکوٹا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے حدیث مرفوعہ نقل

فرمائی ہے کہ اَھْلُ بَیْتِیْ اَکْثَرُ اَکْثَرُ (اَکْثَرُ) (میرے اہل بیت میری

امت کے لیے امان ہیں)۔ (۲۲۸) اسی طرح ابدالی غافل کے

بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوعہ مروی ہے کہ فہو لاد

علا بہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اہل بیت ہیں۔ (۳۴۹) سید محمود آلوسی نے لکھا ہے کہ قطب کبھی
 اہل بیت کے غیر سے ہوتا ہے مگر قطب الاقطاب ان میں سے ہی ہوتا ہے۔
 (۳۵۰) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "نور ولایت خاندانِ
 نبوت سے کبھی جدا نہیں ہوتا، ورنہ آسمان ولایت ان قطبوں کے بغیر کسی اور
 پر قائم رہ سکتا ہے۔" (۳۵۱) سید نعیم الدین مراد آبادی نے لکھا ہے کہ
 عزائم صوفیہ کا ایسا گروہ جو ہم کرتا ہے کہ ہر زمانہ میں قطب اولیاء
 رسول ہی میں سے ہوں گے۔ (۳۵۲) آل رسول اور اہل بیت کی منسوبیت
 کے دائرہ کار میں اختلاف ہے۔ محدود کرنے والے بہت محدود کر دیتے
 ہیں وسعت دینے والے ہر متفقہ کو بھی شامل کر دیتے ہیں۔ اور دونوں
 کے لحاظ سے درست ہوتے ہیں۔ تاہم ظاہری و باطنی امامت کے
 لیے یہ حدیث مثلاً متواتر کا درجہ رکھتی ہے کہ **الائفة من قریش** یعنی
 تمام وقت کے لیے نسل قریش سے ہونا لازمی ہے۔ (۳۵۳) اور یہ
 روحی نفسی تعصب نہیں بلکہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
ہذا اب جس غیر قریشی بزرگ کو روحانی امام وقت سمجھا جاتا ہے
وہ دراصل روحانی امام وقت (علوٰی اعظم) کا نائب ہوتا ہے۔

① پیرومرید کا فقہی طور پر ہم مسلک ہونا لازمی نہیں ہے

مولوی محمد احمد نے انتہائی عامیانہ انداز میں حنفی حنبلی اختلاف کا
 ذکر کر کے بطور معنی کہا ہے کہ بہت سے اعمال میں یہ (قادر حنفی) اپنے
 شیخ کی متابعت نہیں کرتے۔ (۳۵۴) اس سلسلے میں تفصیلی جواب کی
 ضرورت ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کا ذکر کرتے ہوئے صاحبِ مفتیۃ الاولیاء

نے لکھا ہے کہ "اس سلسلے کے اکثر مشائخ حنفی المذہب گزرے ہیں۔
 (۳۵۵) سلسلہ چشتیہ کا ذکر کرتے ہوئے مولوی محمد احمّد صاحب نے
 لکھا ہے کہ "تمام مشائخ چشت اہل بیست مسلک حنفی تھے۔" (۳۵۶)
 صاحبِ مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ "مشائخ چشت نے اکثر معاملات
 میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی اقتدار کی ہے۔" (۲۵۷) تاہم کتب
 چشتیہ میں یہ بھی درج ہے کہ "الاصوفی لا مذہب لہ" (۲۵۸)
 (۲۵۹) اس کی مختلف توجیحات کی گئی ہیں۔ تاہم رائج قول یہی ہے
 کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تصوف میں پیر کا فقہی مذہب مرید کے
 لیے لازمی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاں کے ملفوظات میں
 ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی شافعی نے جب حضرت
 بہار الدین ذکر یا حنفی کو بھرت کیا تو شیخ نے بیعت کے بعد پوچھا کہ
 تو کون (سے) مذہب پر مکمل کرتا ہے۔ جواب دیا کہ میں مذہب پر کہ
 مخدوم ہیں۔ پھر شیخ نے پوچھا کہ تیرے باپ دادا کون (سا) مذہب رکھتے
 تھے۔ اور تجھ کو کس مذہب پر چھوڑ گئے ہیں۔ جواب دیا کہ مذہب
 پر امام اعظم ابوحنیفہ کوئی مذکور اللہ و عز کے۔ پس شیخ شیوخ نے
 فرمایا کہ فرزندم بہار الدین تو اسکا مذہب پر مکمل کر۔ (۳۵۹) یہیں
 سے واضح ہوا کہ فقہی مذہب چلپن سے معمول بہ ہوتا ہے۔ جب کہ پیر
 بالعموم چلپن کے بعد ڈھونڈا جاتا ہے۔ اور چونکہ بلاوجہ فقہی مذہب
 بدلنا درست نہیں ہے۔ اسی لیے صوفی پیر پیر کا فقہی مذہب لازم
 نہیں ہے۔ سیدنا جیلانیؒ کے فقہی مذہب کے بارے میں دو قول ملتے
 ہیں۔ مشہور اور رائج قول یہ ہے کہ آپ حنبلی المذہب تھے فقہیتہ
 (الطالین) (میر کی نسبت طور پر ہے) لیکن غلطی طور پر آپ کا طرف درج شہرت ملی

پہنچی ہوئی ہے) میں لکھا ہے کہ قال الامام ابو عبد اللہ احمد
 بن محمد بن حنبل الشیبانی واما قتاسی مذهبہ
 اسلام و فرعا و حشرنا فی ذمہرتہ یعنی فرمایا امام ابو عبد اللہ
 احمد بن محمد بن حنبل شیبانیؒ نے اور اللہ ہمیں اس حال میں موت دے کہ
 اصلاً و فرغانہ کے مذہب پر ہوں۔ اور ہمارا حشر ان ہی کے ذمہ
 میں ہو۔ (۳۶۰) اس کتاب میں ہے کہ شافعی یا حنبلی فقہ کو حنفی
 مقلد پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔ واما اذا کان الشیء مباحاً
 اختلف الفقہاء فیہ و ساء فیہ الاجتہاد کشراب
 عامی البیذ مقلد الاہلی حنیفۃ و تزوج امراة بلا
 ولی علی ما عرف من مذهبہ لم یکن لاحد
 منہ علی ما عرف الامام احمد و الشافعی
 الا نکار علیہ (۳۶۱) دوسرا موقف اور قول یہ ہے
 کہ سیدنا جیلانیؒ اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہو گئے تھے اس لیے مقلد
 رہے تھے اور آپ کا اجتہاد اور فتویٰ کہیں امام شافعی اور اکثر امام احمد
 بن حنبل کے فتویٰ کے موافق ہوتا تھا۔ ان دو اقوال کے علاوہ ایک
 تیسرا قول بھی ہے کہ آپ حنفی تھے۔ اس کی دلیل یہ وی جاتی ہے کہ پانی
 پر چلنے والے ولی اللہ کا سن کر سیدنا جیلانیؒ نے فرمایا تھا کہ اس وقت
 اس شخص کے سوار دئے نہیں ہو کوئی ولی حنفی نہیں ہے۔ بعض حضرات نے
 اس شخص سے مراد پانی پر چلنے والا ولی اللہ مراد لیا ہے (اس صورت میں
 کمال ولایت اور کمال عنایت کا بھی ہونا مراد ہے یعنی وہ اعلیٰ درجہ کا
 ولی اللہ جو من کل الوجوہ امام ابو حنیفہ کا مقلد کامل ہے) اور بعض حضرات
 نے اس شخص سے مراد یہ لیا ہے کہ مشکلم نے اپنی طرف اشارہ کیا ہے یعنی

خود سیدنا جیلانیؒ مراد ہیں۔ اس لحاظ سے حقیقت کو فقہی اصطلاح کے طور پر نہیں بلکہ قرآنی مفہوم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور حقیقت اور ولایت دونوں کے نقطہ کمال کا جامع ہونا مراد لیا گیا ہے۔ بہر صورت یہ موقف صحیح نہیں ہے کہ آپ فقہی لحاظ سے حنفی تھے۔ البتہ آپ کے پیران سلسلہ میں سے حضرت داؤد طائی حنفی تھے۔ حضرت ابو بکر شمس مالکی تھے اور حضرت حنیف بغدادی امام شافعی یا سفیان ثوری کے مقلد تھے۔ سیدنا جیلانیؒ کے شاگرد خاص حضرت شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بنزازؒ کہا کرتے تھے کہ "بشارت ہو ان کے لیے جن کا پیر عبد القادرؒ اور جن کا امام ابو حنیفہؒ اور جن کا پیغمبر محمدؐ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم ہے۔" (۳۶۶) کیا مولوی محمد احمد صاحب نے حقیقت کو حقیقت میں منحصر کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ باقی تین مسالک فقہ کے پیروکار جن قطعاً انصاف پر قیام پر وزیر ہیں وہاں جتنی یا نظامی فیض نہیں پہنچ پایا؟ اور سیدنا جیلانیؒ کے پیران سلسلہ میں جس طرح چاروں فقہی مسلک کے پیروکار موجود ہیں۔ اسی طرح ان کے مریدوں میں بھی چاروں فقہی مسلک کے افراد شامل ہو کر فیض و بار ہو رہے ہیں۔

(۱۸) تفریح الخاطر کی روایت کے اختلاف ممکن ہے مگر جھوٹ ثابت کرنا غلط ہے

مولوی محمد احمد نے تفریح الخاطر کو جھوٹ کا باندھ کہا ہے۔ مگر تفریح الخاطر کی کسی بات کو نقل یا عقلاً غلط واقع ثابت نہیں کر سکے۔ پانچ باتوں پر اعتراض کیا ہے مگر کہیں بھی جھوٹ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

پہلی بات یہ کہ جس وقت سیدنا جیلانیؒ نے قدرتی طور پر علیٰ رقبہ کل دنیائے اللہ کے افعال فرمائے تھے۔ اس وقت اگرچہ حضرت شہاب الدین

سہروردی تو فضل میں شامل تھے اور گواہی دینے کی عمر کے تھے مگر سیدنا معین الدین امیر خاں اچھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ تفریح الخاں میں سیدنا امیر خاں کا عابد سہروردی کا منقول ہے لہذا تفریح الخاں سہروردی ہے۔ اس سہروردی کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ سیدنا شہاب الدین سہروردی اور سیدنا معین الدین امیر خاں تقریباً ہم عمر ہیں۔ اگر ایک گواہ موجود ہو سکتا ہے تو دوسرے کے نوجوان ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ تفریح الخاں طبر پر جھوٹ کا ثبوت دینے والے خود کتنے کچھ بول سکتے ہیں۔ یہ مقام حیرت ہے۔

دوسری بات یہ لکھی ہے کہ "سیدنا محبوب الہی برصغیر پاک و ہند سے دہر نکلے ہی نہیں نہ ہی آپ نے حج کیا ہے" (۲۶۳)۔ نظامی ہنسری میں یہ لکھا ہے مگر تفریح الخاں میں ہے کہ سیدنا نظام الدین محبوب الہی مکہ کو متذیر ہوئے پھر بغداد پہنچے۔ تفریح الخاں کی بات نظامی ہنسری کی روشنی میں جھوٹ ہے۔ جواباً اس کے برعکس بھی کہا جاسکتا ہے کہ نظامی ہنسری کی بات تفریح الخاں کی روشنی میں جھوٹ ہے۔ پھر اس کی حمایت میں یہ بھی کہا جائے گا کہ مولانا حامی نے نفحات الانس میں اور دار اسکود نے بیعت الاولیاء میں حضرت امیر خسروؒ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ "محقق ہے کہ آپ نے اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیاء کے طے ارض کی صورت میں حج کیا تھا" (۲۶۳)۔ نظامی ہنسری کے مصنف کا انکار اپنے دائرہ ظم کے اندر ہے۔ ایسے نادرو واقعات میں اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ تاہم اس بیعت پر ظاہری احکام مرتب نہیں ہو سکتے۔

تیسری بات یہ لکھی کہ سیدنا خواجہ نقشبندؒ جیسے مہر زاد ولی اللہ کو سیدنا جلالیؒ کی مدد ملنے کا قول عقلاً ناممکن ہے۔ لہذا جھوٹ اور گستاخی

ہے۔ اگر یہ دلیل سلامت ہے تو میداد و مداو کے اندر ہے کہ سیدنا محمد و آلہ
 ثانی جیسے مادر زاد ولی اللہ نے سیدنا جیلانیؒ کی روحانی امداد سے کئی روحانی
 مقامات طے کیے۔ (حوالہ پہلے گزر چکا ہے) اگر یہ ممکن و واقع ہے تو وہ
 کیونکر عقلاً ناممکن ہو گیا۔ پھر حضرت محبوب الہیؒ مادر زاد ولی اللہ تھے
 آپ نے بھی عالم خواب میں سیدنا جیلانیؒ سے کسب فیض کیا۔ (اور یہ بات
 مولوی محمد احمد کو بھی تسلیم ہے) یہ سوال بھی قابل غور ہے کہ حضرت
 شاہ نقشبندؒ نے مادر زاد ولی اللہ ہو کر حضرت امیر کلالؒ سے فیض کیوں
 حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت محبوب الہیؒ کی طرح حضرت
 شاہ نقشبندؒ نے بھی سیدنا جیلانیؒ سے فیض حاصل کیا ہے۔ اور شاہ
 نقشبندؒ کے سیدنا جیلانیؒ سے فیض پانے کا یہ واقعہ تو مرزا عبد السلام
 سہروردیؒ نے بھی ص ۱۷۹ پر ذکر کیا ہے۔

۱۰ جو تھی یہ بات لکھی کہ سیدنا جیلانیؒ نے موت کے فرشتے سے ٹکوار
 کی روحیں واپس لیں۔ حالانکہ بطور کرامت احیاء موتی ثابت ہے چھوٹے
 بچے بزرگوں سے ٹکوار کرتے ہیں۔ اور کوئی چیز چھیننے کی کوشش کرتے
 ہیں تو بزرگ پیار یا لحاظ سے چیز چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ برتری نہیں بلکہ
 محبوبیت ہوتی ہے۔ پیار و کارب سے ٹکوار کرنا بھی ثابت ہے۔ قرآن
 میں ہے یجاد لنا فی قوم لوط یعنی ابراہیم ہم سے جھگڑنے
 لگا قوم لوط کے بارے میں (۳۶۵)۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ
 عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ان السقط لیسر اعتد ربہ اذا
ادخل ابویہ النار۔ فقال ایہا السقط المرام
ربہ ادخل ابویہ الجنة یعنی بے شک کچھ
 گرا ہوا ہے ضرور اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب اس کے والدین

کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے اپنے رب سے جھگڑا کرنے والے گروہ ہوسے چکے بچے، اچھا اپنے مال باپ کو بہتت میں لے جائو (۳۶۶)۔ ظاہر ہے نہ تو موت کے فرشتہ کا درجہ اللہ سے بڑا ہے اور نہ ہی سیدنا جیلانیؑ کا مرتبہ سقطیؒ فراتھم سے کم تر ہے۔ مولانا ارشاد صلیٰ رامپوری نقشبذیؒ نے اس کو امت کی حمایت میں قویٰ دیا تھا۔ جب کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وغیرہ نے وہ فتویٰ نقل کر کے اس کی تردید کی تھی۔ (۳۶۷)۔ مولوی محمد احمد صاحب غورخاڑی کہ وہ کس مسک کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

پانچویں بات یہ لکھی کہ شبِ معراج رُوحِ عزتِ پاک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک نہیں رکھا۔ یہ شرف رُوحِ عزتِ پاک کو حاصل نہیں ہے۔ تقریباً الفاظ میں یہ جھوٹ لکھا ہے ورنہ یہ بات کتبِ حدیث میں ہوئی چاہیے تھی۔ کتبِ حدیث میں نہ ملتا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ اور من کذب علی متعمداً فلیتبوا عقابہن اذنا رکی حدیث کی ذیل میں آتا ہے (۳۶۸)۔ علاوہ تقریباً فی نظر میں حرر العاشقین وغیرہ کے حوالہ سے یہ بات لکھی تھی۔ یہ بات تھوڑی اور اقتباسِ الانوار اور قاضی برنموار ملتانی کی کتاب عزتِ اعظم میں درج ہے اجمالاً و اشارتاً غرأت العاشقین میں بھی بات لکھی ہے (۳۶۹)۔ کتبِ حدیث میں نہ ہونا اور بات ہے تاہم عدم ذکر سے ذکرِ عدم لازم نہیں آتا۔ پھر کتبِ حدیث میں نہیں ہے مگر مولوی محمد احمد مانتا ہے کہ شبِ معراج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خرقہ خاص ملا جو سلسلہ چشتیہ نظام میں مراثا منقول ہو تا رہا۔ (۳۷۰)۔ کتبِ حدیث میں نہیں مگر مولوی محمد احمد لکھتا ہے کہ شبِ معراج حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نظامِ الدین کو

ہمارا اسلام پہنچانا (۳۷۱)۔ اسی طرح کتب حدیث میں نہیں مگر مولوی
 محمد احمد دانتا ہے کہ حضرت محبوب الہی کی شان دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ
 السلام نے دُعا مانگی کہ اے اللہ! (مجھے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا
 دے (۳۷۲)۔ کتب حدیث میں روایت نہ ملنے پر حدیث صُنْ کَذِبَ
 عَلٰی (۱) کو فت کر کے والا شخص خود بھی بیچ کر نہ جاسکا۔ خدا
 ہی جانتا ہے کہ جو شخص ایک حدیث کا بھی صحیح مفہوم نہ جانتا ہو اُسے شمس
 انقیابہ کہلوانا کہاں تک درست ہے۔ وہ گئی حدیث صُنْ کَذِبَ عَلٰی
 صَفْحًا فَلَیْسُوا بِمُقَدَّاتِ النَّارِ (جو جان بوجھ
 کر کُجھ بوجھوٹ بولتا ہے اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے) تو اس حدیث کا
 مصداق وہ شخص ہے جو حدیث گھسوتا ہے یا جھوٹ کو کُجھ حدیث کا
 نام دیتا ہے۔ یا جو (مولوی محمد احمد کی طرح) میر مصداق کو کُجھ کسی
 حدیث کا مصداق بناتا ہے۔ اور ان ایسی روایت جو خلاف حق نہ ہو
 وہ علمائے اسلام بیان کریں یا بنی اسرائیل۔ اُسے قبول کرنے میں
 کوئی حرج نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے حَدِّثُوا عَنِ
 بَنِي إِسْرَآئِیلَ وَلَا حَرَجَ (۳۷۳)۔ یعنی جہاں حرج نہ

ہوتا ہو وہاں بنی اسرائیل کی روایت بھی بیان کر سکتے ہو۔
 تفسیر الخاطر کی ایک روایت پر بحث کر کے علامہ محمد بن خوددار ملتان
 محض بڑا سی نے اُسے خرافات کی ذیل میں سمجھا کچھ ہونے افراط قرار دیا
 ہے۔ پھر کہا کہ تفسیر الخاطر ایسی حکایت سے بھری ہوئی ہے پھر دُعا
 مانگی کہ اللہ! میں گمراہی سے بچاؤں (۳۷۴)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے
 کہ قاضی بن خوددار کے نزدیک تفسیر الخاطر گمراہ کن کتاب ہے۔ تو اس
 کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو قاضی صاحب نے صراحتاً اسے گمراہ کن کتاب

قرار نہیں دیا ہے تو کسی اور کو قاضی صاحب کا موقف دینے کا کیا حق ہے !
 قرآن پاک سے شیر لوگ ہدایت پاتے ہیں تو کثیر لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں ۔
 بعض بہ کثیر اولیٰ ہدیٰ بہ کثیرا ۔ اس طرح حدیث
 شریف کے بارے میں ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ الحدیث مفصلة
 الا للفقہاء یعنی حدیث سے عام آدمی گمراہ بھی ہو سکتا ہے مگر فقہاء
 مستثنیٰ ہیں ۔ اس لیے گمراہی سے بچنے کی دعا ہر جگہ کوئی چاہیے ۔ ثانیاً قاضی
 صاحب نے یہ بات نیز اس کے حاشیہ القسطاس میں لکھی ہے جو ۱۶۳۱ھ
 میں شائع ہوا ۔ اس کے مسترد سال بعد ۱۶۳۲ھ میں قاضی صاحب نے
 کتاب غوث اعظم لکھی اس میں جگہ جگہ علامہ ربیع الدین تفریح النظار کے
 حوالے دیتے ہیں اور ان پر اعمتا ذکر کرتے ہیں ۔ بلکہ ایک جگہ اپنے
 قاری کو نصیحت کرتے ہیں کہ اگر آپ کی کمرامیں کوئی شخص دیکھنا چاہے
 اور کتب اُسے دستیاب نہ ہوں تو اُسے رسالہ تفریح النظار بفرمادیں
 ۵/ کو ہر شہر میں مل سکتا ہے اُسے خرید کر بطور تحفہ فتنے از خودار دیکھ
 سکتا ہے یہ رسالہ مطبوعہ مصر ہے جو بیچتے سے ماخوذ ہے (۳۷۵)۔
 اس کا مطلب یہ ہوا کہ آخر کار قاضی بخاری نے تفریح النظار کی تحفہ
 ترک کر دی تھی اور اسی کے مشتہر بن گئے تھے ۔ اور اصول یہ
 ہے العبرة بالخواصم ۔ اعتبار آخر کار کا ہوتا ہے ۔

①۹ لا شعور می غلطیاں کتبِ حشیشہ میں بھی ہیں

دلیل الدارین کی پہلی مجلس میں لکھا ہے کہ ۱۵۱۲ھ میں حضرت
 عزیز نوازؒ کے ہاتھ پر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ بیعت ہوئے مخزن
 پشت میں حضرت خواجہ امام بخش مہارویؒ نے لکھا ہے کہ بیعت کا یہ

واقعہ ۵۱۲ھ میں ہوا۔ مگر سیراغا و بیاز میں حضرت امیر خود و کرمائی
 نے لکھا ہے کہ بیعت کا یہ واقعہ ۵۱۲ھ میں ہوا ہے۔ (۲۷۶)۔ جبکہ
 مستند ترین قول کے مطابق حضرت خواجه معین الدین اجمیری ۵۱۲ھ میں پیدا ہوئے
 تاہم ضعیف اقوال میں ایک ۵۱۲ھ کا بھی ہے۔ اس سے پہلے کا کوئی
 قول میری نظر سے نہیں گزرا۔ اسی طرح سب سے قبل میں فوائد اب لیکن
 (ملفوظات) حضرت قلیب الدین بنیہ رکائی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت
 خواجه معین الدین اجمیری نے فرمایا کہ میں رجب یوسف چشتی (۴۵۵ھ)
 کی خدمت میں موجود تھا؟ (۲۷۷)۔ ظاہر ہے کہ تاریخ حوالے سے بات
 درست نظر نہیں آتی۔ اسی طرح فوائد اب لیکن میں ہے کہ بیعت رضوان
 سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا ان دونوں کے قتل کی خبر
 خبر آئی تو بیعت رضوان کا واقعہ رونما ہوا۔ (۲۷۸)۔ جب کہ عام روایت
 میں صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح راحت القلوب میں ہے کہ حضرت بابا طریق
 نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت
 معاویہ رضی اللہ عنہ یزید علیہ السلام کو کندھے پر بٹھائے ہوئے لیے جا رہے
 تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبسم فرمایا اور فرمایا یٰسَیِّدَا اَللّٰهُمَّ
 دو زخمی بہشتی کے کندھے پر سوار ہونے جارہے ہیں۔ (۲۷۹)۔ تاریخ بنانی
 ہے کہ یزید تو پیدا ہی دور عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ فوائد القواد
 کے مستند ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ مگر اس میں لکھا ہے کہ عبدالرحمن
 ابن بکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا طرف دار تھا۔ (۲۸۰)۔ حالانکہ وہ
 حضرت معاویہ کا بھی دشمن تھا۔ اسی فوائد القواد میں لکھا ہے کہ راضی

کو نا بھی کہتے ہیں (۳۸۱)۔ جب کہ رافضی اور نا صبی میں بعد المشرقین ہے
ان میز ارادی حناؤں کا حصر مقصود نہیں ہے۔ ہر طرح کی خطائے محفوظ تو
صرف ایک ہی کتاب ہے اور وہ قرآن مجید ہے، تاہم دوسری کتاب میں
کوئی چند ایک خطائیں پا کر اسے جھوٹ کا پلندہ قرار دے تو یہ بھی درست
نہیں ہے۔

(۲۰) بیحۃ الاسرار ایک مستند اور معتبر کتاب ہے

اس کتاب کے بارے میں الدر المنکاح منہ کے حوالہ سے مولوی محمد
احمد صاحب نے جمال جعفر کا قول پیش کیا ہے کہ فعن النبی عن کثیر من
حکایاتہ و عن اسانیدہ فیہا (۳۸۲)۔ یعنی لوگوں نے اس کی کئی حکایات
اور اس کی کئی سندوں پر طعن کیا ہے۔ عالی بناب! وہ کون سے لوگ
ہیں جنہوں نے طعن کیا ہے۔ ذرا ان افراد کی نشاندہی تو فرمائیے تاکہ ان
کی حیثیت پر غور کیا جائے۔ پھر بعض لوگوں نے کسی کتاب پر طعن نہیں
کیا ہے۔ کیا تجھو میں کی جبرجہ مبہم (غیر مفسر) اور متعصبین کی جبرجہ کوئی
وزن رکھتی ہے؟ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زبدۃ الاثر
(خلاصہ بیحۃ الاسرار) میں کتاب بیحۃ الاسرار کو عظیم و شریف و مشہور
کتاب قرار دیا۔ پھر اس کے مصنف کی عظمت کو بیان کیا۔ مشہور محدث
امام شمس الدین دہلوی نے اپنی کتاب طبقات المقرئین میں مصنف
بیحۃ الاسرار کے مدائح لکھے ہیں۔ امام محمد بن محمد بن محمد محدث جندی
مصنف حسن حبیبی نے احوال قرار میں لکھا ہے میں نے بیحۃ الاسرار کو
مصر میں پڑھا تھا اور مجھے باقاعدہ اس کا اجازت ملی تھی۔ (۳۸۳)
مولوی عبدالحق مکتوبی نے کتاب الاستار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ میں

شیخ "محقق" امام ذہبیؒ اور محدث جزیریؒ کے بیان لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ امام
جلال الدین سیوطیؒ نے "حسن المصنوعۃ یا خیار مصر والقاہرہ" میں مصنف بیہتہ الاموال
کو امام الاوسط لکھا ہے۔ (۳۸۳) اعلیٰ حضرت عظیم البکرت امام اہل
سنت مولانا احمد رضا خانؒ نے الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ میں شیخ "محقق"
امام ذہبیؒ، محدث جزیریؒ اور امام سیوطیؒ کے اقوال لکھنے کے علاوہ
لکھا کہ امام عبد اللہ یافعیؒ نے مراآت الجنان میں مصنف بیہتہ الاموال کو امام
لکھا ہے۔ پھر شیخ عمر بن عبد الوہاب فرضی علیہ اور شمس الدین الزکری
علیہ اور کشف الظنون سے بیہتہ الاموال کی توثیق نقل فرمائی ہے۔ (۳۸۵)
علامہ تاجی برغور دارمغانی چشتیؒ نے بیہتہ الاموال کے متعلق لکھا ہے
کہ "ہو کتاب معتبرہ مشہور"۔ (۳۸۶) یعنی وہ اعتبار اور شہرت
والی کتاب ہے۔ مولانا سید احمد علی شاہ دہلوی نقشبندی چشتی نظامیؒ
(۱۳۴۵ھ) نے اپنی کتاب سرور القیام القاتر فی ندایا شیخ عبد القادرؒ
میں لکھا ہے کہ "بیہتہ الاموال میں جو نہایت معتبر کتاب ہے جس کو اکابر
علماء محدثین نے مستند مانا ہے جیسے شیخ شہاب الدین قسطلانیؒ، امام
عبد اللہ یافعیؒ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی و صاحب حصن حصین وغیرہم"
(۳۸۷) مولانا غلام قادر بھٹری چشتی سیالویؒ بحث و تذکرہ کرنے
کیلئے بیہتہ الاموال پیش کرتے ہیں۔

سب کچھ ہے بیعت میں جا کر کے دیکھو

کہ حاجت ہے نکلے و بحث و بیان کی" (۳۸۸)

بیہتہ الاموال پر تاریخ ابن اور دسی و غیرہ میں بعض لوگوں کی طرف سے مبالغہ
آرائی کا الزام تھا۔ مولانا عبد الحمید لکھنویؒ نے الاشرار المرفوعہ میں اور
مولانا نور بخش قوٹلیؒ نے اپنی کتاب سیرت عوثر اعظم میں علامہ کا تلب

چلیں کی کشف الغنوں سے یہ جواب نقل فرمایا ہے "میں کہتا ہوں ایسے
 مبالغے کو کرنے میں جو آپ سے منسوب کر دیے گئے ہیں اور ان کا اخلاق
 آپ پر جائز نہیں۔ میں نے ہر چند تلاش کی مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی
 نہیں ملی جس میں دوسروں نے بیعت الاسرار کی متابعت نہ کی ہو۔ جس
 کثیر ان حالات کا جن کو صاحب بیعت الاسرار نے ذکر کیا ہے وہی ہے جسے
 امام یافعی نے استی المفخر اور نشر الحی من اور روحی المریا جین میں اور
 شمس الدین الزکی الملبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے اور بڑی
 سے بڑی شے جو آپ سے منقول ہے یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً مرعی
 کو زندہ کر دیا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس قصے کو علامہ تاج الدین
 سبکی نے نقل کیا ہے اور ابن الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول ہے اللہ سبحانہ
 وتعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دنیا اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے

اُسے وہ غنی جاہل حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے۔ جس نے اپنا عسر
 مصائب میں کتب کے سمجھنے میں ضائع کی اور تزکیہ نفس اور اللہ عجلہ
 وتعالیٰ کی طرف توجہ کو چھوڑ کر اسکی پر قناعت کی؟ (۳۸۹)۔ دیکھا
 آپ نے کہ کس طرح بیعت الاسرار پر مبالغہ آرائی کا الزام لگانے والوں
 کو غیبی جاہل اور حاسد قرار دیا جا رہا ہے۔ مولوی محمد احمد نے
 بیعت الاسرار کی بابہت قلن الناس تو نقل کیا تھا۔ کیا اب وہ
 غیبی جاہل اور حاسد کے القاب بھی ان مجہول طاعنین تک پہنچائیں گے
 ہمارا کام تو مولوی محمد احمد صاحب وغیرہ تک

ان حقائق کو پورے غلو میں دل کے ساتھ پہنچانا
 تھا۔ سو ہم نے حسب استطاعت اپنا فرض سرافراہم دے
 دیا ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

(قلی نسخے اس کے کئی کتب خانوں میں ہیں) لغات المحیوب فی احیاء القلوب
(ملفوظات حضرت سید غلام حیدر جلا پوری چشتی سیالوٹی) حصہ ۱۵ پر جامع
ملفوظات صوفی نور عالم شمس پوری چشتی نے قلمبند کیا ہے کہ "خواجہ
قطب الدین گاکئی سے منقول ہے کہ میں اس وقت خواجہ معین الدین کے
حضور موجود تھا۔ ناگاہ خواجہ بزرگ نے سر تھکا کر اور فرمایا بے سنیٰ

حَدِّثْ عَنِّي ۱۔ اور خواجہ نصیر الدین سے منقول ہے کہ خواجہ
بزرگ کے یہ الفاظ سن کر حضرت عوث الاعظم کی زبان مبارک سے نکلا
کہ ہو سکتا ہے۔ یہ شخص غریب سلطان الہند ہو جائے گا۔

مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین حصہ اول ص ۳۴ پر لطائف الغرائب
کا حوالہ درج ہے۔ واضح رہے کہ مسالک السالکین مرزا محمد عبدالستار
بیگ سہروردی مجددی کی تصنیف ہے۔

۳) اقتباس الاقرب ص ۳۵۳ از محمد اکرم چشتی صاحب ری۔ آپ نے

سیرا غریبہ نواز اکبری سے اشکای خلوت کی روایت لکھی۔ پھر اس کی
متضاد روایت بسد روزہ خلوت کی لکھی۔ پھر آگے حتیٰ فیصلہ لکھا۔ اس
میں ان دونوں روایات کی تردید کی گئی ہے۔ مگر چارے کرم فرما
آپ کے نام سے وہ روایات آج بھی پیش کر رہے ہیں۔ جو آپ
کے نزدیک مردود ہیں۔

مرآۃ الاسرار ص ۵۹ از شیخ عبدالرحمن چشتی۔ سیرا الاقطاب
ص ۱۱۶ از شیخ اردبیل چشتی۔ سیرا العارفین ص ۱۴ از حامد بن
فضل اللہ جمالی سہروردی، غزنیۃ الاصفیاء ص ۲۸؛ ص ۶۲ از مفتی غلام
سرور لاہوری سہروردی۔ نیز آئین اکبری میں اور قاضی محمد قاسم الدین
چشتی کی معین اولیا میں ملاقات و استفادہ کا قول ہے (مجلہ نظام الدین

ص ۱ اسلیدہ ۵۴-۵۱)

(۲) صہرہ چہرہ ص ۴۴ از مولانا فیض احمد فیض چشتی نظامی تذکرہ
سیدنا عزت اعظم ص ۱۱ از طالب لاشمی - مظہر جمال مصطفائی ص ۹۲
از سید نصیر الدین لاشمی -

- اہل بیت با ہر مع ترجمہ و شرح ص ۲۸۵

از پروفیسر سلطان الطاف علی - تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۲۴ از محمد بن
کلیم -

(۵) الف) صہرہ چہرہ ص ۴۴ از مولانا فیض احمد فیض چشتی نظامی -
تذکرہ سیدنا عزت اعظم ص ۱۲ از طالب لاشمی - مظہر جمال مصطفائی
ص ۹۳ از سید نصیر الدین لاشمی - کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء
ص ۱۸ از حافظ بیکت علی لاہوری (جوالہ سیرت محبوب) تذکرہ مشائخ
قادریہ ص ۲۴ از محمد بن کلیم - نام و نسب ص ۹۷ از سید نصیر الدین چشتی
گورکھی (جوالہ سیرت محبوب)

(جب) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء ص ۱۹ از حافظ بیکت
علی لاہوری - نام و نسب ص ۹۷ از سید نصیر الدین چشتی گورکھی (جوالہ
تحفہ مفیدیہ) عزت اعظم ص ۵۵ از احتشام الحق کاندھلوی (واحد ہوا کہ
کاندھلوی نے شعر نقل کیے ہیں)

(۶) حکایت قدیم عزت کا تحقیق جائزہ ص ۲۱۲ جوالہ مجموعۃ الاسرار مکتوبات
حضرت شیخ عبد الباقی شامی نقشبندی -

(۷) تفسیر جامع الیوم ص ۴۴ جوالہ نکات الاسرار از حضرت سید آدم
بنوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ -

(۸) الف) راقم نے یہ بات گلزار فریدی (مقلی) میں بھی دیکھی ہے جو مولانا

فقہ محمد شہر دی کی تصنیف ہے اور اسد نظامی صاحب کے پاس ہے
جلد نظام الدین سلطان تھامہ اپریل مئی ۱۹۷۵ء سلسلہ تبلیغ ص ۵۷-۵۸
ص ۱ (بحوالہ محمد ہر فزیدی از مولانا اصغر علی م)

(۸) منہر جمال مصطفائی ص ۹۵ از سید نصیر الدین ہاشمی، کلام الاولیاء
فی شانہ سلطان اولیاء ص ۲۲ از حافظ برکت علی لاہوری (بحوالہ سیرت
محبوب دیوان حضرت) نام و نسب ص ۷۱۳ از سید نصیر الدین ہاشمی گولڑوی
(بحوالہ سیرت محبوب دیوان حضرت)

(۸ الف) جلد نظام الدین سلطان سلسلہ تبلیغ ص ۵۷-۵۸ ص ۱ (بحوالہ
آثار چشتیہ از سید عتیق اللہ چشتی صاحبی م ۱۳۳۱ھ)

(۹) فوائد الفوائد ص ۲۹ (ملفوظات حضرت محبوب الہی -

جلد اول - مجلس اول)

(۱۰) حکایت قدیم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۲۸۹ مہر منیر ص ۴۷ از فیض
احمد فیض چشتی نظامی (بحوالہ نظام القلوب) - غوث اعظم ص ۲۵۵ از مولانا
قاسم برخوردار چشتی ملتان -

(۱۱) قصہ روح الحیات ص ۶۱ (بحوالہ اسرار السالکین از حضرت مجدد

نہدی صاحبی رحمۃ اللہ علیہ) -

(۱۲) فتوحات الانس ص ۸۷۳ از حضرت عبدالرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
مید (حضرت امیر غفر کے ذکر میں لکھا ہے) - سفینۃ الاولیاء ص ۱۴۳ از
دار الشکوہ -

(۱۲ الف) جلد نظام الدین سلطان ۳ سلسلہ تبلیغ ص ۵۵ ص ۱ (بحوالہ محبوب القلوب)

ن ۵۷-۵۸ ص ۹-۱۰ (خزوری ۱۹۷۵ء)

(۱۳) مسائل السالکین فی تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲ ص ۲۳۷ از مرزا عبد الستار

- ۲۲) اقتباس الا نوار ص ۱۹۴
- ۲۳) اقتباس الا نوار ص ۳۱
- ۲۴) اقتباس الا نوار ص ۲۵-۳۵۱
- ۲۵) اقتباس الا نوار ص ۲۵۲-۲۵۳
- ۲۶) اقتباس الا نوار ص ۲۵۲
- ۲۷) تکملہ سیرالاولیاء و بیاد ص ۱ بروایت خواجہ قاضی محمد عاقل و بحوالہ خلاصۃ النوائد). خلاصۃ النوائد مولوی محمد علم ^{پورتنی} خلیفہ مولانا نور محمد ناردوالہ کہ کتاب ہے اس میں حضرت قبلہ عالم مہاروی کے حالات و ملفوظات بھی. مخزنِ چشت ص ۳۳۹ از خواجہ امام بخش مہاروی (بحوالہ خلاصۃ النوائد) تاریخ مشائخ چشت ص ۱۴۳ از پروفیسر خلیق احمد نظامی
- ۲۸) حکایت قدیم عنوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۸۹ (بحوالہ نظام القلوب) لہر مشیر ص ۴۷ عنوث اعظم ص ۲۵ از قاضی بر خور دارملانی چشتی۔
- ۲۹) انیس الما کین ص ۲۴
- ۳۰) نام و نسب ص ۷۲
- ۳۱) حضور قبلہ عالم، احوال و مناقب ص ۳۹۹ از پروفیسر افتخار احمد چشتی (بحوالہ مشق فی فخریۃ النظام)
- ۳۲) انوار الرحمان لتویر الجنان ص ۱۰۵ عنوث اعظم ص ۲۴۸ از قاضی بر خور دارملانی چشتی
- ۳۳) عنوث اعظم ص ۲۸۹ از قاضی بر خور دارملانی چشتی (بحوالہ انوار الرحمان لتویر الجنان)
- ۳۴) تکملہ سیرالاولیاء ص ۸۵

(۳۵) تکملہ سیر الاولیاء ص ۸۳

(۳۶) تکملہ سیر الاولیاء ص ۸۲

(۳۷) ذرائع فریدیہ ص ۸۱

(۳۸) مسالک السالکین فی تذکرۃ الاولیاء ص ۱۶۳۱ از مرزا عبد اللہ بیگ مجدوی (بحوالہ مقامات دیگر و محبوبہ المعانی) عنوش اعظم ص ۳۶۹ از قاضی بوخارہ دار ملت فی چشتی۔ اسی طرح مکتوبات امام ربانی کے دفتر دوم کے مکتوب ص ۹۶ میں لکھا ہے کہ ”پیچ ولی بہر تہ صہابی نرسد“ یعنی کوئی ولی صہابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(۳۸) ذرائع فریدیہ ص ۵۳

(۳۹) حکایت قدس عنوش کا تحقیقی حائرہ ص ۲۱ مقابلہ الجہاں ص ۸۸۹

(۵۰) نواجہ غلام فریدی ص ۵۲ از مسعود حسن شہاب دہلوی۔

(۵۰) مقابلہ الجہاں ص ۷۹۰

(۵۰) مقابلہ الجہاں ص ۶۹۸

(۵۰) مقابلہ الجہاں ص ۲۷۷

(۵۱) دیوان محمدی ص ۸۸

(۵۲) دیوان محمدی ص ۹۱

(۵۲) دیوان محمدی ص ۹۱

(۵۴) دیوان محمدی ص ۱۱۴

(۵۵) مخزن چشت ص ۴۲ - ۴۳ (بحوالہ اسرار کانیہ از سید زاہد شاہ صاحب)

(۵۶) مقدمہ انیس الارواح ص ۳۳۳ - ۳۳۴ از آسہ نظامی (بحوالہ کتاب

”مذہب شمسین“ لکھی لائے معقولہ لا از ذوالملتن، از خواجہ عبید اللہ ملتانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵۷) مکتوباتِ مہاروی ص ۳۱۱، مکتوب نمبر ۲۲۔ از خواجہ امام بخش مہاروی

(۵۸) انیس المساکین ص ۱۱۹-۱۱۹

(۵۹) انیس المساکین ص ۱۲۳

(۶۰) دیباچہ غوث اعظم ص ۱۱ از حاجی پرنور داری

(۶۱) مہر نمبر ص ۳۰۶ مولانا قیصر احمد فیض چشتی نظم می

(۶۲) ملفوظاتِ حضرت شاہ سلیمان تونسوی ص ۲۲ (تلی) از مولوی غلام

مہر صاحب۔ واقعہ السطور نے جس قلمی نسخہ کا عکس سامنے رکھا ہوا ہے

اس میں کسی نے قرین کو بنے کی کوشش کی ہے۔ مگر اپنی کم عقلی کے سبب

کامیاب نہیں ہوا۔ ایک تو قرین کتہہ کا قلم اصل کتا بت سے باریک تھا جو

واقعہ نظر آ رہا تھا۔ دوسرے اس عبارت کے بعد والا حصہ اس قرین کا

از قاش کو رہا تھا۔ اصل عبارت حاضر خدمت ہے۔ قرین شدہ الفاظ

غلو و وحدانی میں دیئے گئے ہیں: "ہمدردان وقت عارے عرض کرد کہ حضرت

خواجہ خواجگان شیخ المشائخ معین الحق والدین در کلام زمانہ بودند

فرمودند ہم زمان حضرت پیر پیران حضرت پیر عبدالعزیز در جلائی کہ

حضرت خواجہ بزرگ برائے زیارت ایشان دریندا و نیز رفتہ (رفتہ) اند۔

و ملاقات کردہ (کردہ) اند۔ آغا حضرت خواجہ از خویشاں پیر نیست؟

اہل علم اس تا پاک قرین کو بنے والے شخص کے قصص کا خود اسی

اندازہ فرما سکتے ہیں۔

(۶۳) مناقب الحیوین ص ۱۸ از حاجی نجم الدین سلیمانی۔ خارج ص ۱۸

نے اس تشبیہ کا غرض آگے یوں بیان کی ہے کہ "پہلے مکمل سلسلہ

شیخہ کو سلسلہ قادریہ سے مختصر خیال کرتا تھا۔ اس لیے آپ نے اسے

مجاہد دیا اور (اسے سلسلہ قادریہ ہی اس کی خواہش کے مطابق

بیعت کرنے کا بجائے) سلسلہ چشتیہ میں ہی بیعت کیا ؟

(۶۳) تنکدہ سیر الاولیاء ص ۲۱۹ از حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری مدظلہ

قاضی محمد عاقل صاحب

(۶۵) مرآت العاشقین ص ۵۳ ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین یالو

(۶۶) مرآت العاشقین ص ۲۱۲

(۶۷) مرآت العاشقین ص ۱۵۳

(۶۸) مرآت العاشقین ص ۲۵۳

(۶۹) نفوس المیوب فی اجیاء المیوب (عزیز ملفوظات حیدر سی) ص ۲۹۲

مرتبہ صوفی نور عالم شمس پوریؒ ذکر حبیب ص ۲۷ مرتبہ ملک محمد دین

(۷۰) غوث اعظم ص ۲۸۹ از قاضی برخور دار چشتی ملتان رحمۃ اللہ علیہ

بحوالہ انوار الرحمن

(۷۱) مرآت الاسرار ص ۷۷ - ۷۹

(۷۲) اقتباس الازوار ص ۵۹

(۷۳) بہجۃ الاسرار ص ۵۲ (شیخ صدقہ بغدادی کے لیے فرمان غوث

پاک) - اخبار الزخید ص ۳۲

(۷۴) اقتباس الازوار ص ۲۴۲

(۷۵) فوائد العزاد (جلد چہارم مجلس نمبر ۱۶) ص ۲۸۳ سیر العارفین

ص ۱۱۱ از حامد بن فضل اللہ جمالی سہروردی - حضرت مخدوم جہانیاں کے

ملفوظات میں ہے کہ "ولایت شیعہ کبیر بہاء الدین قدس اللہ سرہ کی

اودھے پور سے کچھ مکان تک ہے - اور بریو تک بھی - اور ولایت شیخ

فزیر الدین ک قدس اللہ سرہ اودھے پور سے ہندوستان تک - (الدر

المنظوم فی ترجمۃ المذہب ج ۱ ص ۲۷۰) اسی طرح الدر المنظوم ص ۹۹

ہر ہے کہ "شیخ کبیر ہند کی ولایت رکھتے تھے اور شیخ قطب الدین یحیٰی ر
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی ولایت ہند کی"

(۷۹) مخزنِ پشت ص ۲۴۳ و ص ۲۹۹ (از خواجہ امام بخش مہاروی)۔ روح
القطاب ص ۶۶ (از سید محمد بلال)۔ مرآۃ الاسرار ص ۷۹ (یوالمہارست غفر
لہ لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۸۰۰ھ (۱۳۹۵ء) میں ہوا۔ سیرالامارہ ص ۲۲۵ پر امیر
خود ذکر مافی نے لکھا ہے کہ حضرت بابا فریدؒ نے حضرت محبوب الہیؒ سے فرمایا
کہ "ہم نے دین و دنیا تجھ کو دیے ہیں۔ اسلحہ لے کر کہہ رہی ہے ہندوستان
کا اور اس ملک کو لے"۔ یہ الفاظ ۲۵ رجمہ الاول ۶۹۹ء کے ہیں۔ پھر
یہی ولایت ہند آپ سے حضرت نصیر الدین محمود چغتائی دہلیؒ کو ملی۔
چغتائی حضرت مخدوم جہان خان کے ملفوظات میں ہے کہ "میں نے شیخ
مدینہ عبد اللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ شیخ رکن الدین قطب
ہند وہ ہیں اور شیخ نصیر الدین قطب ہند جس وقت ان دونوں نے
وفات پائی تو شیخ نے کہا۔ ما بقی الشیخ فی السند والہند
یعنی سندھ و ہند میں شیخ نہیں رہا" (الدر المنطوم فی ترجمہ ملفوظ الحدیث
ص ۱۶) واضح رہے کہ یہاں حکومت باطنی اور فیضان کا فرق ظاہر
رکھا جائے گا۔ چغتائی سندھ میں سلسلہ چشتیہ کا فیضان تو ہے مگر حکومت
باطنی سہروردیہ کی ہے اسی طرح بخارا وغیرہ میں سلسلہ چشتیہ کا
فیضان ہو سکتا ہے مگر حکومت باطنی سلسلہ نقشبندیہ کی ہے۔ اسی
طرح ہندوستان میں سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ نقشبندیہ کا فیضان
موجود ہے مگر حکومت باطنی سلسلہ چشتیہ کی ہے۔ اگر اس کے مقابلے
پر کہا جائے کہ بابا فریدؒ نے سات اقلیموں کا اشتغال حضرت نظام الدینؒ
کے سپرد کیا تھا۔ (مخزنِ پشت) تو اس کی شرح یہ ہے کہ مرآۃ الاسرار

میں ہے کہ "آپ کے زمانے میں سات بادشاہوں نے دہلی کے تخت پر حکومت کی؟ گویا ان سات بادشاہوں کا تعلق ہندوستان ہی سے ہے لہذا کوئی تضاد نہ رہا۔

(۷۷) تذکرہ خواجگان تونسوی ص ۱۵۵ از پروفیسر افتخار احمد چشتی مناقب المچوبی ص ۱۳۱ از حاجی نجم الدین سلیمانی - تاریخ مشرق وسطیٰ ص ۲۱۸ از پروفیسر خلیق احمد نظامی -

(۷۸) بھیہ الامراء ص ۵۵ از امام علی بن یوسف الحنظلونی - مرآة الاسرار ص ۶۹ از شیخ عبدالرحمن چشتی صابری - اقباس الانوار ص ۹۰-۲ از شیخ محمد اکرم چشتی صابری -

غالباً یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی قطعہ زمین ایسا نہیں ہے کہ جہاں کا کوئی فرد اگر سیدنا نظام الدین بدایونی محبوب الہی "کو عانتا ہے اور آپ سے محبت رکھتا ہے تو وہ یقیناً سیدنا عبدالقادر جیلانی کو بھی عانتا ہوگا اور محبوب مانتا ہوگا۔ مگر بعض قطععات ارض ایسے بھی ہیں جہاں سیدنا عبدالقادر جیلانی "تو عانتا ہے پچھلے جاتے ہیں اور محبوب بھی مانتے ہیں۔ مگر سیدنا نظام الدین محبوب الہی "کا نام بھی لوگ نہیں جانتے (محبوب مانتا تو نام جاننے کی فرج ہے) اور یہ بالکل بیگیا بات ہے۔ جس کی تصدیق کسی بھی علاقے میں سر دے کر کہے کی جاسکتی ہے۔ اسی لئے پیر سید مہر علی شاہ صاحب گوڑو "نے صاف صاف فرمادیا کہ "محبوبیت قادر یہ عالم گیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطععات ارض تک نہیں پہنچی" (مہر میر ص ۱۲ و غیرہ)۔ اور مولوی محمد احمد صاحب وغیرہ کو وہ قطععات ارض ڈھونڈنے کیلئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اس پاس کے کئی قطععات ارض انہیں نظر آسکتے ہیں۔ جہاں ایسے افراد

موجود ہوں گے جن کو سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کو کسی نام یا لقب سے معلوم و محبوب ہوں گے۔ مگر انہیں سیدنا نظام الدین بدایونیؒ کسی نام یا لقب سے معلوم نہیں ہوں گے محبوب ہونا تو بعد کی بات ہے۔ اتنی صفات واضح اور بدیہی ذات سے آنکھیں پھڑانا اور اتنے غم و غصے کا مظاہرہ کرنا واپس کو زیب نہیں دیتا۔ اور یہ حقیقت بھی واضح اور مدلل ہے کہ روئے زمین پر جس ولی اللہؑ کو سب سے زیادہ محبت ملے اسے اس کو اللہ بھی سب اولیاء اللہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ کیونکہ

مسلم شریف میں حضرت ابو حریرہؓ سے مرفوعہ حدیث شریف میں ہے کہ ان
 اللہ اذنا حب عبد اد عاجیل فقال انی احب
 فلا فاجبه قال فحب جبریل ثم نادى فی
 السماء فیقول ان اللہ حب فلانا فاحبوه فیجہ
 اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض (بخاری)
 بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو جبریل کو بلا
 کر فرماتا ہے میں نے اپنے فلاں بندے کو محبوب بنا لیا ہے تو بھی اُسے
 محبوب بنا۔ تو جبریل بھی اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ پھر آسمان میں
 ندا دی ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ بے شک اللہ نے فلاں کو محبوب
 بنا لیا ہے تم بھی اُسے اپنا اپنا محبوب بناؤ پھر آسمان والے اُسے اپنا
 محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر زمین پر اُسے محبوبیت و مقبولیت دی جاتی ہے
 یہی حدیث صاف واضح کہہ رہی ہے کہ روئے زمین پر کسی مومن کی محبوبیت
 آئیت ہے۔ اُس کی محبوبیت خداوند کا۔ جو ولی اللہ کا جتنا زیادہ محبوب
 ہے وہ روئے زمین بھی اتنا ہی زیادہ محبوب ہے۔ واضح رہے کہ مسلمان
 اہل سنت زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

(۷۹) نہ حاجۃ المصائب (مشکوٰۃ سفین) ص ۳۳۳ باب الریاء والسمیۃ
(۸۰) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی ص ۲۳ از مولانا غلام قادر بھیرہ
چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۔

(۸۱) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی ص ۷۲

(۸۲) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی ص ۲

(۸۳) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی ص ۷۲

(۸۴) غوث اعظم ص ۲۵۳ - ۲۳۷ قاضی بدخود دارمکتا فی چشتی

یہ حوالہ اسی کتاب سے دیا جا رہا ہے جو (۱۲۲۲ھ - ۱۹۱۵ء) میں لکھی گئی
اور مولوی محمد احمد کے مستند علامہ کی زبان قلم سے صادر ہوئی تاکہ
وہ بد اعتمادی ختم اور دعوائے تحریف باطل ہو۔ جس کی مدد مولوی محمد احمد
نے کوشش کی ہے ۔

(۸۵) مہر مہر ص ۳۵ - ۳۸ بحوالہ مہر چشتیہ (مکتوبات) و فتاویٰ مہر ۔

(۸۶) حقیقت گلزارہ صابری ص ۷ از شاہ محمد حسن چشتی رامپوری ۔

(۸۷) گیارہویں نامہ ص ۱۲ از خواجہ حسن نظامی دہلوی ۔

(۸۸) غوث اعظم ص ۲۲۶ - ۲۲۹ از قاضی بدخود دارمکتا فی چشتی ۔

(۸۹) غوث اعظم ص ۲۲۹

(۹۰) غوث اعظم ص ۲۳۶

(۹۱) غوث اعظم ص ۲۳۶

(۹۲) غوث اعظم ص ۲۳۷

(۹۳) غوث اعظم ص ۲۵

(۹۴) غوث اعظم ص ۲۶ - ۲۶۱

(۹۵) غوث اعظم ص ۳۱۳

(۹۶) شمس المعارف ص ۶۴ (مافوظات شاہ سیدمان پھلوساری) میں نے یہ
ارد محمد الیاس انصاری کی کتاب جو اہر غوثیہ ص ۱۲۳-۱۲۴ سے نقل کیا ہے۔

(۹۷) اجماع النہج، الجہد ص ۱۲-۹۲ از خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ یہ حوالہ
پہلے محمد باقی انصاری مکتوب شمس المعارف سے مولوی محمد نے "حکایت قدیم
عوث کا تحقیقی جائزہ" میں صفحہ نمبر ۲۲-۲۳ پر درج کیا ہے۔ مولوی محمد
احمد مجبور تھے کہ عوث ان کی کتاب مجبور کے خلاف تھی، اس لیے یہ حوالہ ہی
لے کر حالانکہ یہ بنیادی بات تھی اسے لکھنا چاہیے تھا۔

(۹۸) حماد فخر الدین ص ۲۰ و نسب ص ۷۲ کلام الاولیاء فی سلسلۃ الاولیاء ص ۳۲
(۹۹) نور و نہایت ص ۱۲ از حضرت سید محمد غلیل کاظمی جتئی صاحب ری

(۱۰۰) خطبات کاظمی - حصہ اول ص ۱۲

(۱۰۱) خطبات کاظمی - حصہ اول ص ۱۸۹

(۱۰۲) التبشیر بر اشراف کاظمی جائزہ ص ۳۱ مقالات کاظمی حصہ سوئم ص ۵۱۳

(۱۰۳) ماہنامہ السعید - ضروری شہ - ص ۱۱۵

(۱۰۴) تکیہ الخواطر فی مسئلۃ الخواطر والناظر ص ۲

(۱۰۵) ماہنامہ السعید فروری ۱۹۱۷ء صفحہ نمبر ۸۷-۸۸

(۱۰۶) زیارات مقامات مقدسہ ص ۲۱ مرتبہ شیخ سردار محمد صاحب ہمدانی

نیز مولوی محمد احمد صاحب نے "حکایت قدیم عوث کا تحقیقی جائزہ" کے صفحہ نمبر
۲۲۰-۲۲۱ پر جو حکایت نقل کی ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میان

صاحب پہلے حضور عوث پاکؑ سے استمداد کرتے اور پھر حضور غریب
نوازؑ سے استمداد کرتے۔ وہ گہا کشف حجاب بوقت طواف کا معاملہ تو

وہ حضور غریب نوازؑ سے دلیے ہی حل ہوا۔ جیسے حضرت ابو بکر رضی
اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے ۱۰ حصے خیر فتح ہوا تھا۔ (انرجی اللہ فی فی الخصال عن ابی بربہ)۔

(۱۰۷) مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ ص ۱۱۱ (مشریح و تفسیر عنصر ص ۱۱۱ و

مقدمہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

(۱۰۸) مقدمہ مکتوبات شریعہ و الفوائد ص ۲۹ (مقدمہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

مکتوبات کا ترجمہ مولانا سید احمد نقشبندی نے کیا ہے)

(۱۰۹) مے خانہ عرفان ص ۵۱ از سکندر لکھنوی چشتی نظامی

(۱۱۰) مے خانہ عرفان ص ۶

(۱۱۱) مے خانہ عرفان ص ۵۵

(۱۱۲) مے خانہ عرفان ص ۵۹

(۱۱۳) مے خانہ عرفان ص ۶۳

(۱۱۴) آجدار طریقت ص ۱۵ سکندر لکھنوی

(۱۱۵) مے خانہ عرفان ص ۵۴

(۱۱۶) مدح رسول ص ۲ مرتبہ حافظ عطاء الرحمن

(۱۱۷) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۳، ۲۰۸

(۱۱۸) غوث اعظم ص ۲۳۹ از قاضی بر خود دار ملتان چشتی

(۱۱۹) غوث اعظم ص ۲۵۴ از قاضی بر خود دار ملتان چشتی

(۱۲۰) غوث اعظم ص ۵۵ از محمد احتشام الحسن کاندھلوی، مولوی محمد احمد

صاحب شام آبادیہ وغیرہ کے حوالہ پر اعتماد کرتے ہیں، جتنا اعتماد اس

حوالہ پر کرتے ہیں، اتنا اعتماد یہاں بھی کر لیں تو آخر اس میں کیا قیامت

(۱۲۱) بیخبرۃ الاسرار ص ۶

(۱۲۲) بیخبرۃ الاسرار ص ۲۲ مولانا نور بخش توکل نقشبندی نے سیرت غوث اعظم

۵۵-۵۵ پرچہ واقفہ لکھا ہے۔ اگے شیخ ابن عربی کے فتاویٰ حدیثیہ سے اسکی
توثیق حوالہ دے کر ایک سبق دیا ہے۔ جو متکرمین کے لیے قابل دید ہے

نکات الانس ص ۵۹-۶۰ خلاصۃ المفاتیح ص ۱۳-۱۲۲ نزہۃ الخاطر الفاتر
۸۰-۸۲ مرآۃ الاسرار ص ۵۶۹-۵۷۰

(۱۲۲) بیجۃ الاسرار ص ۶۲-۶۳ قلائد الجواہر ص ۲۵۵-۲۵۵

(۱۲۳) بیجۃ الاسرار ص ۶۲-۶۳ زبدۃ الآثار ص ۹۵ قلائد الجواہر ص ۲۵۵-۲۵۵

نکات ص ۱۳۶-۱۳۷ مرآۃ الاسرار ص ۵۶۹ اقتباس الانوار ص ۱۸۷

(۱۲۴) قلائد الجواہر ص ۹۸-۱۰۱

(۱۲۵) اقتباس الانوار ص ۱۹۳

(۱۲۶) سیکتۃ الاولیاء ص ۲۷

(۱۲۷) سیرۃ الاقطاب ص ۱۱۴ سفینۃ الاولیاء ص ۷۷-۷۸ خزینۃ الاصفیاء ص ۱۴۲

(۱۲۸) تفریح الخاطر ص ۳۴ (بحوالہ خوارق الاحیاء فی معرفۃ الاقطاب

از عبد اللہ بلخی)

(۱۲۹) تفریح الخاطر ص ۳۵ (بحوالہ خوارق الاحیاء فی معرفۃ الاقطاب

از عبد اللہ بلخی)

(۱۳۰) خصائص القادر فی فضائل النوشادریہ ص ۵۲ (بحوالہ خوارق الاحیاء

فی معرفۃ الاقطاب از عبد اللہ بلخی)

(۱۳۱) تفریح الخاطر ص ۳۲ خصائص القادر فی فضائل النوشادریہ ص ۵۲ (بحوالہ خوارق الاحیاء

فی معرفۃ الاقطاب از عبد اللہ بلخی)

(۱۳۲) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء ص ۲۲ (بحوالہ فتح الحبیب)

از علامہ سیدنا عبدالقادر جمیل فی رحمتہ اللہ علیہ کے رومنہ پاک پتھر ص ۷۷

در از سے مرقوم ہے۔

(۱۲۳) نفحات الانس ص ۵۵

(۱۲۵) نفحات الانس ص ۷۶

(۱۲۶) نفحات الانس ص ۷۶

(۱۲۷) نفحات الانس ص ۷۷

(۱۲۸) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء ص ۲۶

(۱۲۹) حکایت قدیم عزت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸ بحوالہ مکتوبات

امام ربانی ج ۱ ص ۲۹۳

(۱۳۰) حکایت قدیم عزت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۱۹ بحوالہ مکتوبات

امام ربانی ج ۱ ص ۲۹۳

(۱۳۱) حکایت قدیم عزت کا تحقیقی جائزہ ص ۱ - ۲۸۰ بحوالہ مکتوبات امام

ربانی ج ۱ مکتوب نمبر ۲۱۶

(۱۳۲) مکاشفات علیہ مکاشفہ غیر ۱۶

(۱۳۳) سید او معاد ص ۵

(۱۳۴) مکتوبات امام ربانی ج ۱ - مکتوب نمبر ۲۱۶ - عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ

”بہت مدت تک دل میں کھنگارہ کہ اس امت میں اکمل اولیاء بہت گزرے ہیں مگر میں قدر خوارقی حضرت سیدنا محمد بن عبد اللہؐ سے ظاہر ہوئے واپس خوارقی ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار حق تعالیٰ نے اس کا جہد ظاہر کر دیا اور جلد دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند واقع ہوا ہے۔ اور ضرور کی جانب میں مقام روح تک پہنچے اگر سے اس ہو

عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

(۱۳۵) اقتباس الاقوال ص ۲۱

(۱۳۶) حکایت قدیم عزت کا تحقیقی جائزہ ص ۷۷، ۷۸ بحوالہ مکتوبات امام ربانی ج ۱

- (۱۴۷) حضرت مجدد الف ثانی ص ۲۲۹ از سید زوار حسین شاہ نقشبندی . یہ خواہ
سید نعیم الدین گولڑوی صاحب نے نام و نسب ص ۶۵۹ - ۶۶۰ پر نقل کیا ہے .
- (۱۴۸) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی ص ۲۹ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری
نوالہ دوحقۃ القیومیہ .
- (۱۴۹) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی ص ۳ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری
جوالہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم . مکتوب نمبر ۱۹۳ . ص ۳ مطبوعہ مطبعہ نظامی کانپور
- (۱۵۰) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی ص ۲۸ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری .
برائے تعلیمات مجددیہ از ملک حسن علی جامعی صاحب و مکتوبہ جامعی صاحب
- (۱۵۱) حکایت قدم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۱۵۹
- (۱۵۲) مکتوبات مجدد الف ثانی . دفتر اول . مکتوب نمبر ۲۸۱
- (۱۵۳) مکتوبات مجدد الف ثانی . دفتر اول . مکتوب نمبر ۲۵۱
- (۱۵۴) مکاشفات عینیہ . مکاشفہ نمبر ۱۶
- (۱۵۵) مکاشفات عینیہ . مکاشفہ نمبر ۱۶
- (۱۵۶) حکایت قدم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۱۱۵ - ۱۱۹ جوالہ مکتوبات امام ربانی .
- (۱۵۷) مکتوبات امام ربانی دفتر سوم . مکتوب نمبر ۱۲۳
- (۱۵۸) مکتوبات امام ربانی . دفتر اول . مکتوب نمبر ۲۵۱
- (۱۵۹) حکایت قدم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۱۵۹ - ۱۶۰
- (۱۶۰) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی ص ۳ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری .
نوالہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم . مکتوب نمبر ۱۹۳
- (۱۶۱) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی ص ۳۲ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری .
مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ ص ۱۵ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری .
- (۱۶۲) تقریر ایک خط ص ۳۲ جوالہ نکات الاسرار

(۱۶۳) مقامات منہری ص ۳۸۔ (۱) الحقائق فی الحمد الخ ص ۱۵۰ از علامہ فیض

احمد اولیٰ صاحب۔

(۱۶۴) سیف السلول ص ۵۲۵ از قاضی شاد اللہ پانی پتی، مترجم، مطبوعہ

فاروقی کتب خانہ، ملتان۔ (میں نے عبارت کا ترجمہ از خود کیا، بھر یہ طول سامنے آتا)

(۱۶۵) مکتوبات شریفہ ص ۱۳-۲۱-۴۳-۶۸-۱۱۵-۱۲۴-۲۰۰-۲۱۲

از حضرت عبداللہ دہلوی المعروف شاہ غلام علی دہلوی۔

(۱۶۶) حکایت قدیم عورت کا تعلق حائضہ ص ۲۱۹ بحوالہ در المعارف۔ یہاں

لکھا ہے کہ "ایک کو دوسرے پر تشہیت نہیں دینی چاہیے اور ایک کے

کمال کو دوسرے کے کمال سے زیادہ یا نازیب نہیں دیتا" مگر یہی مولیٰ

محمد احمد اپنی کتاب کے ص ۲۵۵ پر ایک بزرگ سے نقل کرتا ہے کہ "میں

اپنے اعتقاد میں کسی کا کمال اپنے پیروں کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا، اس

صنف پر نیچے ایک اور کلمہ درج کیا گیا ہے کہ "اگر سست اعتقاد مرید کے دل

میں یہ خطہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیروں جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکے

ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے"

یہ تمہیں انصاف ہے کہہ دو یہ عقیدہ کیسے حل ہو گا؟

(۱۶۷) در المعارف۔ مجلس نمبر ۱۲۔ ص ۲۵۳-۲۵۴۔ مجلس نمبر ۱۵۱

ص ۲۹-۲۹۸۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ صاحب فرمان انکھا

أَنَا قَائِلٌ بِاللَّهِ لَيْسَ لِي مُعَظِّمٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی دور کے آثار

کا تعین کیا جا رہا ہے۔

(۱۶۸) مکتب شریفہ شاہ غلام علی ص ۱۱

(۱۶۹) انوار مجی الدین ص ۱۱ از صاحبزادہ سید شیر احمد شاہ

(۱۷۰) انوار مجی الدین ص ۷۹-۸۰۔ تحفہ رسولیہ ص ۹۹ از حضرت غلام محی الدین قادری

(۱۶۰) الذیاری فی الدین ص ۶

(۱۶۱) انکس العارفین ص ۱۲ از شاه ولی اللہ

(۱۶۲) حکایات - جمعہ نمبر ۱۱ - ص ۶۱ از شاہ ولی اللہ (جواب غوثیہ ص ۹۰)

(از محمد الیاس اعظمی)

(۱۶۳) حکایات - جمعہ نمبر ۱۱ - ص ۶۲ از شاہ ولی اللہ (جواب غوثیہ ص ۸۷)

(از محمد الیاس اعظمی)

(۱۶۴) مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی مجددی شکار پوری - مکتوب نمبر ۳۹ -

(خصائص القادرین فی فضائل النوشاہ ص ۵۲ نیز آخری جلد کے لیے دیکھو

مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ ص ۱۶ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

(۱۶۵) مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی - مکتوب نمبر ۴۹ طبع لاہور ص ۲۱۱

(مقدمہ قصیدہ شرح غوثیہ ص ۱۹ - ۲۰ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری -

خصائص القادرین فی فضائل النوشاہ ص ۱۰۵)

(۱۶۶) عمدۃ المقامات ص ۱۱۴ از خواجہ فضل اللہ قدس سرہ

(۱۶۷) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۳۶۹ از علامہ نور بخش قوکلے

(جواب غوثیہ ص ۱۲۹ از محمد الیاس اعظمی)

(۱۶۸) حکایت قدیم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۱۶ - رکن الدین بھادری

توضیح العقائد ص ۱۰۵

(۱۶۹) بشیر الوری بحضور المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۳ - ۳۴

کتب مطبوعہ دار ترقی تحقیق ملقب بہ تحفہ حنفیہ میں چھپی تھی - اس

کے مجلدی الاوی ۱۳۲۲ء میں چھپنے والے پرچہ نمبر ۵ جلد ۸ کے

صفحہ نمبر ۲۵ - ۲۶ سے حوالہ میں سے نقل کیا ہے

(۱۷۰) غوث الاعظم ص ۲۷۷ - قاصد بہ خوردار ملتانی چھپی

(بحوالہ قدّۃ الہدٰی فی علی رّدۃ القادیا فی از مولانا سید اللہ قدّانی نقشبندی مجددیؒ)

(۱۸۰) مسلک شیرازی نمبر ۲۱-۲۹ از خلیل احمد رومانی

(۱۸۱) مسلک شیرازی نمبر ۱۹ (بحوالہ مجددی خطبات حضرت شیرازیؒ ناموز)

از بیاض حضرت میاں خدا بخشؒ (۱۹۶)

(۱۸۲) مسلک شیرازی نمبر ۲ (بحوالہ خزینہ کرم ص ۲۰۰) از نور احمد مقبول

(۱۸۳) مقیاس شخصیت ص ۱۶ از عنایت اسلام مولانا محمد عبدالمجیدؒ

(۱۸۴) سیرت غوث اعظم ص ۱۳ - ۱۴۰ از مولانا طور بخش نوکلیؒ

(۱۸۵) معارف عنایہ ترجمہ مقامات ارشاد یہ ص ۵۵ (از مولانا عنایت)

اللہ خان رامپوریؒ و مولانا حامد علی خاں نقشبندیؒ)

(۱۸۶) معارف عنایہ ترجمہ مقامات ارشاد یہ ص ۶۰-۶۲

(۱۸۷) مکتوبات امام رومانیؒ دفتر سوم - مکتوب نمبر ۹

(۱۸۸) حضرت خدّش صمدانیؒ کی مقدس زندگی پر ایک تحقیقی تبصرو ص ۱۳-۱۷

از حضرت ابوالحسن زلیخ فاروقی مجددی و مہلویؒ

(۱۸۹) نمبر حبیب ص ۴۳-۴۷ از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندیؒ

(۱۹۰) مجددی شہادہ و تقریرات ص ۱۲ از مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہ

جہان پوریؒ

(۱۹۱) حکایت قدیم خدّش کا تحقیقی جائزہ ص ۲۲۱ - ۲۲۲

(۱۹۲) بیجۃ الاسرار ص ۱۰

(۱۹۳) بیجۃ الاسرار ص ۱۴

(۱۹۴) بیجۃ الاسرار ص ۳

(۱۹۵) نقیحات الاسرار ص ۶۷

(۱۹۶) خزائن فریدیہ ص ۴۲ - ۴۴ مکتبہ سیر الاولیاء ص ۸۱ - ۸۶

- (۱۹۷) بیجۃ الاسرار ص ۸۲ - الدر المنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدم ص ۲۲۲ از حضرت مخدوم جہانیاں سہروردی .
- (۱۹۸) بیجۃ الاسرار ص ۱
- (۱۹۹) بیجۃ الاسرار ص ۱۵ - حکایت قدم عزت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۲۱، ۱۲۲
- (۲۰۰) حکایت قدم عزت کا تحقیقی جائزہ ص ۲۵ عوارف المعارف ص ۲۹۶ - ۲۹۷
- (۲۰۱) عزت اعظم ص ۲۵۲ از قاضی برخوردار ملتانی چشتی
- (۲۰۲) اسرار التوحید ص ۲۳ - ۲۴ از پیر غلام محمد جہانوی .
- (۲۰۳) قصیدہ مطبوعہ ص ۸ از حضرت پیر الدین ملتانی سہروردی
- (۲۰۴) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء ص ۲۹
- (۲۰۵) الدر المنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدم ص ۳۲۲
- (۲۰۶) الدر المنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدم ص ۳۰۹
- (۲۰۷) حضرت مخدوم جہانیاں گشت ص ۸ - ۸۱ از پیر فیض محمد ایوب قادری . (بحوالہ اخبار الاخبار) لیکن اخبار الاخبار میں شیخ شرف الدین محمود تشریح کا نام نہیں لکھا بلکہ فلاں لکھا ہے)
- (۲۰۸) اقتباس از انوار ص ۵۳۹
- (۲۰۹) اخبار الاخبار ص ۳۰۹
- (۲۱۰) مقدمہ خزینۃ الاسفیاء ص ۱۹ - ۲۳ - ۲۶ از مفتی محمود عالم ہاشمی فیض آبادی مخدوم سہروردی (کا)
- (۲۱۱) خزینۃ الاسفیاء ص ۱۹۹ (اعجاز مسترحم از کلام مصنف) قوس میں میں اضافہ کیا ہے)
- (۲۱۲) حضرت عزت محمدی کی مقدس زندگی پر ایک تحقیقی تبصرہ ص ۱۹ - (آخری صفحہ پر اثرات و نظم لکھا ہے)

(۲۱۲) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۲

(۲۱۳) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۵۵

(۲۱۵) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۹

(۲۱۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۸-۲۸

(۲۱۷) انہارا لا نور من یم صلوة الاسرار ص ۱۳۱ از اعلیٰ حضرت (جوالہ اول)

(۲۱۸) انہارا لا نور من یم صلوة الاسرار ص ۱۳۱-۱۳۲ از اعلیٰ حضرت (جوالہ اول)

(۲۱۹) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی - مکتوب نمبر ۸ - عبارت ملاحظہ ہو

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ از علماء مشافہین حدیث است و شان شیخ است

کہ عتقاد و ولایت و حریم النظر فی کتبہ - و حریم نظر در کتب ایشان مذہب

ایشان است - می گوید و فن قوم بحریم النظر فی کتبنا الا لمن - (۲۱۹)

(۲۲۰) مکتوبات مجدد الف ثانی - دفتر اول - مکتوب نمبر ۱۰ -

(۲۲۱) حدائق بخشش - حصہ دوم - صفحہ نمبر ۸

(۲۲۲) مرآۃ الاسرار ص ۴۴ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(۲۲۳) ذوالمعارف - مجلس نمبر ۱۱۲ - ص ۲۳۵

(۲۲۴) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲

(۲۲۵) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۱۱۳

(۲۲۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۹۶

(۲۲۷) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۸۵ اس قول کے منسوخ

ہونے کا صریح ثبوت نہیں ملتا لہذا دعوائے منوہیت باطل ہے - نیز واضح

ہوا کہ اولیاء کو الہامی امر ملنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے -

نور اعظم ص ۲۴۱ از قاضی بر خوردار ملتان چشتی (جوالہ فتوحات مکیہ -

باب اثبات نبوت)

(۲۲۸) منظر جہاں مصطفیٰ فی ص ۱۲۴ از تہ نصیر الدین ہاشمی

(۲۲۹) منظر جہاں مصطفیٰ فی ص ۱۲۴ از تہ نصیر الدین ہاشمی

(۲۳۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۸۵ (بحوالہ فتوحات مکیہ -

دب ۷۲)۔ مکمل عبارت میں نے تقریباً اپنی طرف سے ۱۱۵ سے بحوالہ فتوحات

دیکھ کر ترجمہ کر دیا ہے۔ مفسر استدلال اس عبارت سے صرف اتنا

ہے کہ شیخ اکبر اپنے سے بھی بڑے مقام کے بارے میں کلام کر رہے ہیں

جو ان کو حاصل نہیں ہو ابلکہ دم تحریر اس عہدے پر فارغ شخص سے بھی

بے خبر ہیں۔ اپنے سے اتنے بلند مقام اور اوجھل شخص کے بارے میں ان

کا کلام غلط و تمہین پر مبنی ہے۔

(۲۲۱) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۵۵

(۲۲۲) ہیجۃ الاسرار ص ۱۷

(۲۲۳) ہیجۃ الاسرار ص ۵۱۳ - ۵۱۵

(۲۲۴) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۲۴

(۲۲۵) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۶

(۲۲۶) اخبار الاخیار ص ۳۹

(۲۲۷) زبدۃ الآثار ص ۶۸

(۲۲۸) زبدۃ الآثار ص ۴۳

(۲۲۹) غوث اعظم ص ۳۱۴ قاضی برغور دارحقی ملت فی -

(۲۳۰) اخبار الاخیار ص ۹۱۳ - ۹۱۴

(۲۳۱) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۴ (بحوالہ سیکرۃ الاولیاء)

(۲۳۲) سیکرۃ الاولیاء ص ۲۲ - ۲۴ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ

ص ۲۱۶ پر بھی حضرت میاں میر سے قدم بمعنی طریقہ ہی منقول ہے۔

(۲۵۲) مختصر سولہ حصہ ۹ از میان محمد بخش

(۲۵۳) ہدایت المسلمین حصہ ۵ از میان محمد بخش

(۲۵۴) حارائق ج ۲ حصہ ۲۵

(۲۵۵) حوائق بخش ج ۱ حصہ (عاشیہ)

(۲۵۶) حوائق بخش حصہ دوم حصہ ۲۷ - اگلا شریوں ہے

سہ ہر پائیت خواہ پند ان شہ کیوں جناب

یک علی را اسی و یحییٰ گوید آن خاقان توفی

(۲۵۷) آپ کے قدم مبارک کیلئے خواجہ بند جی شہنشاہ کبہ ۲ ہے بلکہ

میرے سرور آنکھوں پر آپ کا قدم ہے)

(۲۵۸) حوائق بخش حصہ دوم حصہ ۹ - ۱۰

(۲۵۹) حوائق بخش اعلیٰ حضرت حصہ اول حصہ ۱۲۹ - ۱۳۰

(۲۶۰) قدم غوث کا حقیقی جائزہ حصہ ۶

(۲۶۱) قدم غوث کا حقیقی جائزہ حصہ ۲۱۶

(۲۶۲) مسالک السالکین فی تذکرۃ الاولیاء ج ۱ حصہ ۲۲۱ از مرزا عبد اللہ

بیگ بہسراوی لکھنوی، خلاصہ فیض القادر فی فضائل النوشاہ حصہ ۱۲ حقائق

فی الحقائق ج ۱ حصہ ۲۶۰ - ۲۶۱ از مولانا فیض احمد اویسی صاحب (عاشیہ)

بحوالہ میلاد شیخ برحق از قیامت مرصعہ فیض العلوم لکھنوی (رحوم)

(۲۶۳) مسالک السالکین فی تذکرۃ الاولیاء ج ۱ حصہ ۲۳۳ - خلاصہ فیض القادر

فی فضائل النوشاہ میرزا غلام محمد خلاصہ القادریہ

(۲۶۴) تفسیر الہی حصہ ۶ - ۶ بحوالہ مکاشفات جنیدیہ از شیخ موسیٰ ہشتون

سہروردی، خلاصہ فیض القادر فی فضائل النوشاہ حصہ ۱۵ (بحوالہ مکاشفات)

از مولانا محمد کرم، بحوالہ غفرۃ العظمیٰ ج ۲ از ۵۵۱ و کشمی (بحوالہ مکاشفات)

توقیف الناصر

(۲۵۲) حیات الموات فی بیان سماع الاموات ص ۲۳-۲۴ (جوارک تصحیح)

(۲۵۵) تفریح الخی ط ص ۶۲-۶۳ (جوارک منازل الاولیاء فی فضاائل الاصفیاء)

خصائص القادر یہ فی فضاائل النوش بیہ ص ۵۲-۵۳ (جوارک مناقب الاولیاء فی فضاائل الاصفیاء از شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی اعدلی)

جب صحیحہ کہ اسم کے لیے دعائے مغفرت کرنا حضرت اویس قرنیؓ سے ثابت ہے تو بقی امت کو صحابہ کو اسم سے کم تر ہے پس سے واضح ہو کہ افضل منقول سے دعائے مغفرت کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔

(۲۵۶) اخبار الاما خیار ص ۲۵

(۲۵۷) تفریح الخی ط ص ۳۲ (جوارک روضۃ النواظر - باب پنجم)

تذکرہ سیدنا مولانا غفر ص ۲۹ از طالب ہاشمی - (جوارک روضۃ النواظر)

ترجمۃ الخا طری فی مناقب شیخ عبد القادر - باب پنجم

(۲۵۸) تفریح الخی ط ص ۵۰ (جوارک قرآن القادر یہ)

(۲۵۹) بیہ الاسرار ص ۵۱۳-۵۱۵

(۲۶۰) جمیع الاسرار ص ۵۱۱ ذبذۃ الاسرار ص ۳

(۲۶۱) ذبذۃ الاسرار ص ۳۹-۴۰

(۲۶۲) بحر المعانی - اخبار الاما خیار ص ۲۹۷ مرآۃ الاسرار ص ۱۰۲ القیاس لا فوہ

ص ۳۷۹ شکر سیر الاولیاء ص ۸۵ مکتوبات امام بخش ہمدانی ص ۳۱۱

حضرت خضر علیہ السلام کا یہ قول ظاہر کرتا ہے کہ صرف اولیاء اللہ ہیں

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ اور سیدنا نظام الدین بدایونیؒ کا مرتبہ بلند اور

اعلیٰ ہے کہ ان کم متفقہ میں اولیاء اللہ سے ملے کہ صاحب بحر المعانی کے

دوست تک حضرت خضر علیہ السلام کا یہی فیصلہ ہے - دیگر حضرات

نے بھی اپنا پیروں کو محبوب قرار دیا ہے۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام کی اس روایت میں صاحب جزا المعانی کے دور تک اور کسی کو شام میں نہیں بتدیا گیا۔ حالانکہ جو بیان حدیث کی تعداد کا یقین ہمارے لیے مشکل و محال ہے یہ مقام رجاء بالغیب کا نہیں ہے۔ یہاں حضرت خضر علیہ السلام نے یقینیت کا حصہ کی بندہ بتائی ہے۔

۱۰ اور قہر ہیں ۱۰ پر بھی یکساں تو نہیں

دلوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

(۲۶۲) تفسیر الخ طر ص ۵۴

(۲۶۳) حکایت قدم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۲۵۶، ۳۰۶

(۲۶۵) غوث اعظم ص ۲۲۹ از قاضی بر خود دار ملاتی چشتی تفسیر الخ طر ص ۴۹

(۲۶۶) غوث اعظم ص ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ از قاضی بر خود دار - تفسیر الخ طر

ص ۲۹ - ماہنامہ نور اسلام ۳۷۶ ش ۱۰ ص ۱۰ صاحب مضمون - پروفیسر

خالد بشیر عوار مناقب غوثیہ منقول از حضرت شیخ شہاب الدین کھڑوی

(۲۶۷) غوث اعظم ص ۲۲۹ - ۲۳۰ از قاضی بر خود دار - تفسیر الخ طر

ص ۲۵، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۸

(۲۶۸) حکایت قدم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۲۳۳ - ۲۳۷ (بحوالہ مقالات

کاظمی اور الکوکبۃ الشہابیہ)

(۲۶۹) حکایت قدم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۲۳۷

(۲۷۰) مرآۃ الاسرار ص ۶۲۶ فتوحات الانس ص ۸۰

(۲۷۱) الدر المنخول ترجمہ مفتوح المزدوم ص ۳۸۲، ۱۲۳، ۴۶۹

(۲۷۲) قرآن مجید - سورۃ طہ - آیت نمبر ۳۹

(۲۷۳) حکایت قدم غوث کا حقیقی جائزہ ص ۲۸۳

(٢٤٤) قرآن مجید . سورة کہف . آیت نمبر ٨٢
(٢٤٥) تفسیر الخواطر فی مسئلہ الخواطر ص ١٣٩ مقالات کاظمی

حصہ سوم . ص ٢١٩

(٢٤٦) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ٩٩ ، ١٠٥
(٢٤٧) بیچۃ الاسرار ص ٢٣٠ قلائد الجواہر ص ٥٥ زبدۃ الآثار ص ٣٢ نثرینہ
الخاطر الفاترہ ص ٣٥ - ٣٦ سیفۃ الاولیاء ص ٩٩ نجات الانس ص ٥٥
مکتوبات امام ربانی ج ١ ص ٢٩٣ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ١١
مرآۃ الاسرار ص ٥٣٧

(٢٤٨) بیچۃ الاسرار ص ٢٣ زبدۃ الآثار ص ٣٣

(٢٤٩) بیچۃ الاسرار ص ٢٣ قلائد الجواہر ص ٤٩

(٢٥٠) بیچۃ الاسرار ص ٢٢ - ٢٣ قلائد الجواہر ص ٤٩ - ٤٩ زبدۃ الآثار

ص ٣٣ اقتباس الانوار ص ١٩٢

(٢٥١) بیچۃ الاسرار ص ٢٣ - ٢٥

(٢٥٢) بیچۃ الاسرار ص ١٤ - قلائد الجواہر ص ٨٤ - نجات الانس ص ٤٩

مرآۃ الاسرار ص ٥٥ - اقتباس الانوار ص ١٩٢ - سیفۃ الاولیاء ص ٤٤

سیرۃ القلاب ص ١١٥ حکمہ سیر الاولیاء ص ٨٣ سیرت غوث اعظم (ترجمہ امین)

(٢٥٣) بیچۃ الاسرار ص ٢١ قلائد الجواہر ص ٦٨ زبدۃ الآثار ص ٣٣

اقتباس الانوار ص ١٩٢

(٢٥٤) عواف المعاد ص ٢٠٢

(٢٥٥) خزائن الفوائد ص ٨٤ - ٨٩

(٢٥٦) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ١١

(٢٥٧) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ١٥

(۲۸۸) حکایت ابن ماجہ - حدیث نمبر ۱۲۵

(۲۸۹) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۸۲، ۸۱ (بحوالہ فتوحات مکیہ والحواس والدرد)

(۲۹۰) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۱۴ - ۲۰۶

(۲۹۱) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۳۷ - ۲۵۰

(۲۹۲) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۷۶

(۲۹۳) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۶۳ - ۱۲۱

(۲۹۴) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۷۵

(۲۹۵) ہند کے راجہ یعنی سوا کے خواجہ ص ۲

(۲۹۶) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۷۲

(۲۹۷) مقدمہ انیس الارواح ص ۳۲۶ از علامہ آسود نظامی صاحب

(۲۹۸) الرقائق فی الحقائق حصہ اول ص ۲۵۵ از علامہ فیض احمد اویسی صاحب

مق بلین الجی س - جلد اول - مقبول نمبر ۱ - ص ۲۷۹

(۲۹۹) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۳۱۳

(۳۰۰) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۸۳

(۳۰۱) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۵

(۳۰۲) مقدمہ شرح قصیدہ عاشقہ ص ۱۲ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

(۳۰۳) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۲۰ - ۲۲۱

(۳۰۴) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۰۲ - ۲۰۳ (بحوالہ مناقب الشیخ)

(۳۰۵) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۱۵

(۳۰۶) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۱۴

(۳۰۷) حکایت قدم غوث کا تحقیق جائزہ ص ۲۵۵ (بحوالہ سیر الابرار)

- (۳۰۸) ملفوظات واصلی حضرت برہنہ علیہ السلام حصہ سوم ص ۵۵
- (۳۰۹) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱ (بحوالہ مقابیس المباس)
- (۳۱۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۳۲
- (۳۱۱) مرآة الاسرار ص ۲۳۴ (بحوالہ شیخ الدین غطار) سفینۃ الاولیاء
ص ۶ - تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۸۳ مقابیس المباس جلد چہارم
مقبوس نمبر ۵ (بحوالہ کشف المحجوب)
- (۳۱۲) بزم نقشبندیہ ص ۲۶۴ (بحوالہ زبدۃ المقامات ص ۵۶۲)
- (۳۱۳) ہجۃ الاسرار ص ۵۵ قلائد الجواہر ص ۱۴۴ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۸۷
خلاصۃ المفاتیح ص ۱۴۲
- (۳۱۴) اقتباس الانوار ص ۱۷
- (۳۱۵) عدائق بخشش حصہ دوم ص ۷۳
- (۳۱۶) الشفاہ حصہ اول ص ۱۴۸ دلائل الخیرات ص ۳۷ انبیائے سابقین
اور بشارت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹۶ از مولانا محمد اشرف یاروی صاحب
- (۳۱۷) فوائد النوادر جلد سوم مجلس ختم ص ۲۲۵
- (۳۱۸) انیس الادواح مجلس ختم ص ۳۲۲
- (۳۱۹) قرآن مجید، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۳۱
- (۳۲۰) دیوان حسینی ص ۹
- (۳۲۱) ہجۃ الاسرار ص ۶۷ - ۶۸ قلائد الجواہر ص ۳۶۶ - ۳۶۸ نقیۃ الانس
ص ۶۲ مرآة الاسرار ص ۵۷ - ۵۸ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۸۳
- (۳۲۲) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۶۱
- (۳۲۳) ہجۃ الاسرار ص ۶۸ - ۷۹ زبدۃ الاولیاء خلاصۃ المفاتیح ص ۵۲ - ۵۳
- (۳۲۴) اقتباس الانوار ص ۲۱ (۳۲۳) مکتوبات شاہ غلام علی ص ۷۷ مکتوب ۶

۳۲۵ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۱

۳۲۶ زحاجۃ المصایح (مشکوۃ حنفی) باب الاستغفار والتوبہ ص ۲۲

۳۲۷ زحاجۃ المصایح (مشکوۃ حنفی) باب الشفاعة ص ۴۴

قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۳

۳۲۸ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۵۷

۳۲۹ اقباس الافوارہ ص ۳۵۳

۳۳۰ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۷۹-۷۸

۳۳۱ فوائد فریدہ ص ۸۳

۳۳۲ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۳۱

۳۳۳ فوائد الفوائد - جلد پنجم مجلس سوئم ص ۴۱۸-۴۱۷

۳۳۴ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۴۵-۲۴۶

۳۳۵ مرآت العاشقین - مجلس نمبر ۳۶ ص ۴۴۵

۳۳۶ سیر الاقطاب ص ۱۰۱

۳۳۷ سیر الاقطاب ص ۱۷۷

۳۳۸ انفاس العارفین ص ۱۲۴-۱۲۵

۳۳۹ مرآۃ الاسرار ص ۳۷۲

۳۴۰ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۱۸۴

۳۴۱ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۱۷۹

۳۴۲ مخزنِ چشت ص ۲۴۱

۳۴۳ مظہر جمالِ مصطفائی ص ۱۵۹-۱۸۱ (رسالہ غوث اعظمؑ راجد)

شده ہے) - نور دہلی فی مدح المحبوب السجانی ص ۵۳-۵۸

۳۴۴ مرآۃ غوثیہ ص ۴۶ از محمد صدیق بیگ قادری

- (۳۴۵) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۵
- (۳۴۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۵
- (۳۴۷) مرآة الاسرار ص ۸۳ اقتباس الانوار ص ۹۶ (جوالہ لطائف الشریف)
- (۳۴۸) الامن والعلی ص ۹۹
- (۳۴۹) احوالی ابدال ص ۱۴
- (۳۵۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۱۶۱
- (۳۵۱) اخبار الاخیار ص ۲۵
- (۳۵۲) سوانح کر بلا ص ۵
- (۳۵۳) تاریخ الخلفاء، دوام العیش ص ۷۷
- (۳۵۴) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۲۳
- (۳۵۵) سفینۃ الاولیاء ص ۱۱۱
- (۳۵۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۳۰۷ (جوالہ سید عبدالہی قادری)
- شیخ محمد اکرم قدوسی و لطائف الشریف (
- (۳۵۷) مرآة الاسرار ص ۵۳
- (۳۵۸) رسالہ اصول السماع ص ۱۷ مولانا فتح الدین زر بادری مرآة الاسرار
- ص ۵۵، ۱۰۹ - اقتباس الانوار ص ۱۸۸ مرآة العاشقین ص ۲۳
- (۳۵۹) الدر المنقولہ فی ترجمہ ملفوظ المذہب ص ۲۹۱
- (۳۶۰) غنیۃ الطالبین ص ۹۰
- (۳۶۱) غنیۃ الطالبین ص ۹۱
- (۳۶۲) سیر الاقطاب ص ۱۱۹ سفینۃ الاولیاء ص ۸۱ تذکرہ مشائخ قادریہ
- ص ۱۱۵ از محمد دین کلیم
- (۳۶۳) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۹۳

- (۳۶۴) نجات الانس ص ۸۷ سفینه الاولیاء ص ۱۳
- (۳۶۵) قرآن مجید - سوره سود آیت نمبر ۷۴
- (۳۶۶) راجعہ المصالح (مشکوٰۃ حقنی) کتاب الجائزہ ص ۲۸۱، ۲۸۲ + ابن ماجہ حدیث ۱۷۴۱
- (۳۶۷) فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱
- (۳۶۸) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۲
- (۳۶۹) اقتباس الانوار ص ۱۹۰-۱۹۱ (خوارق قادیانہ) غوث اعظم ص ۲۲۹ - ۲۳۰ از قاضی برخوردار ملتانی مرآت العاشقین ص ۵۳
- (۳۷۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۳۳
- (۳۷۱) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۶۴
- (۳۷۲) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۴
- (۳۷۳) الموضوعات الکبریٰ ص ۱۴ (بحار مسلم، قدمذی، نسائی عن ابوسعید مرفوعاً)
- (۳۷۴) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۶۸ - ۲۷۰ (بحار حاشیہ نبراس)
- (۳۷۵) غوث اعظم ص ۲۶۱ از قاضی برخوردار ملتانی
- (۳۷۶) دلیل العارفین ص ۱۱۹ ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین اجمیری
- جمع کردہ قطب الدین بختیار کاکی "مخزن پشت ص ۲۰ سیر الاولیاء ص ۱۲
- (۳۷۷) سبع سنابل ص ۱۳۳
- (۳۷۸) نور السالکین ص ۱۳ (شوال ۵۸۵ھ ہجری ذی مجلس)
- (۳۷۹) راحت القلوب ص ۲۰۶ - ۲۰۷ ملفوظات بابا فرید
- (۳۸۰) فوائد الفوائد - جلد چہارم مجلس نمبر ۲۸ - ص ۲۲۲
- (۳۸۱) فوائد الفوائد - جلد چہارم مجلس نمبر ۵ - ص ۳۷

۳۸۲) حکایت قدم عزت کا تحقیقی جائزہ ص ۶

۳۸۳) زبدۃ الآثار ص ۲۶-۲۷

۳۸۴) الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة ص ۶۲

۳۸۵) الدولة المکیة بالمادة الغیبیة ص ۱۶-۱۷

۳۸۶) عزت اعظم ص ۲۲۶ از قاضی بوخار واریعتی

۳۸۷) سرور الحق طرافاتہ فی تدایر یا شیخ عبدالقادر ص ۱

۳۸۸) نور ربانی فی مدح المحبوب السجی فی ص ۷۱

۳۸۹) سیرت عزت اعظم ص ۹۱-۹۳ از علامہ نور بخش ٹوکانی

الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة ص ۹۱-۹۲

یہ الفاظ ایسے اختلاف افعلیکم پس جب تم اختلاف دیکھو تو (مسلمانوں کی)
بالسواد الاعظم (ابن ماجہ) بری جماعت کی پیروی کرو۔

* ایسی مناسبتیں
الم عصبیۃ... ولین
مناسبات
عفی عصبیۃ (ابو داؤد)
وہ شخص ہم میں سے نہیں جو تعصب
(یعنی حقیقت واضح ہونے کے باوجود
اپنے لیے حمایت) کی دعوت دیتا ہے۔ اور
وہ شخص ہم میں سے ہے جو تعصب کرتے ہوئے
مڑ جائے۔

کتابیات

وہ کتابیں جن سے میں نے حوالے پیش کیے ہیں ان کا ذکر یا تعاون حاضر خدمت ہے

۱) قرآن مجید

۲) سنن ابی حاتمہ (اردو مترجم) ناشر دینی کتب خانہ - اردو بازار لاہور
مطبوعہ ۱۹۹۷ء

۳) زحاجۃ المصابیح (مشکوٰۃ حنفی) ناشر خیرہ کتب خانہ - کاشی روڈ کوئٹہ - واضح رہے کہ جو حوالے ہم نے دیئے ہیں وہ عام مشکوٰۃ میں بھی موجود ہیں۔

۴) اہل بیت باہو مع ترجمہ و شرح - از پروفیسر سلطان الطاف علی - ناشر التاروق بک فاؤنڈیشن - بھیرہ - طبع دوم۔

۵) احوال ابدال - از حضرت مولانا عبدالعزیز منگھڑی لاہوری - ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ - لاہور - مطبوعہ ۱۳۶۶ھ

۶) اخبار الاخیار - از شیخ عبدالحق محدث دہلوی - اردو مترجم مولانا بہمن محمود - محمد فاضل - ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی - بنڈ روڈ - کراچی ۱

۷) پچھلے چند نون میں جناب حاجی محمد صدیق فاضل صاحب نے اخبار الاخیار کا فارسی نسخہ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر - مقالہ کے لیے عنایت فرمادیا ہے اسرار التوحید - ملفوظات جناب غلام محمد حقوٹو نوری - جامع محمدیہ روٹو ناشر کتب خانہ جلو آنہ شریف فیض پور سندھ -

۸) اصول السماع (رسالہ) - از مولانا فخر الدین زکریا دہلوی - یہ رسالہ

مفتی غلام معین الدین نعیمی اشرفیؒ نے ترجمہ کر کے ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم
موجودی گیٹ لاہور سے شائع کیا تھا۔

(۹) اعمال خیر البچہ - از خواجہ حسن نظامی۔ ناشر۔ خواجگان پبلیکیشنز

۵۴۔ عبدالحکیم لدلاہور۔

(۱۰) اقتباس الانوار - از شیخ محمد اکرم قدوسی صابریؒ۔ یکیت تالیف

۱۳۳۰ھ۔ مترجم واحد بخش سیال۔ ناشر مہم اتحاد المسلمین۔ ۸۰/بی۔ طارق

روڈ۔ لاہور گیٹ۔

(۱۱) الآثار المفروضة فی الاخبار الموضوعة - از علامہ عبدالحی کھنوی

ناشر۔ ادارہ احیاء السنۃ۔ گھر جاکہ۔ گوجرانولہ۔

(۱۲) الامن والعلی۔ از مولانا احمد رضا خان۔ ناشر۔ کامیاب پبلیکیشنز

۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور۔

(۱۳) الاموال المنطوق فی ترجمۃ ملفوظات الخیر دوم۔ (مترجم ملفوظات حضرت جہانیاں

جہاں گشت۔ ناشر۔ محی الدین جدید دواخانہ۔ واقع سرکلر روڈ، صوم

دروازہ۔ ملتان شریف۔

(۱۴) اکلوتہ الحکیمۃ بالمادۃ النبیۃ۔ از احمد رضا خان بریلویؒ۔ ناشر مکتبہ

رضویہ۔ آرام یاتج روڈ۔ گڑھی والا۔

(۱۵) ماہنامہ السعید ملتان۔ فروری ۱۹۹۶ء۔ صاحب مضمون حضرت

علامہ سید آرشد سعید کاشفی صاحب۔ عنوان مضمون۔ امام اہل سنت اور

اولیائے کاملینؑ۔

(۱۶) ماہنامہ السعید ملتان۔ فروری ۱۹۹۶ء۔ محترم محی فواز مسر

فہال الیوم کیٹ بہاول پور کے نام امام اہل سنت عزالی زمانؒ نے جو

پوسٹ کارڈ بھیجی تھا۔ اس کا عکس شائع ہوا ہے۔

(۱۷) الشفاء - از قاضی عیاض مالکی - ناشر - عبد القواب الکیلی - بیروت
بوم گیت ملتان -

(۱۸) الموضوعات الکبری - از ملا علی القاری - ناشر - قدس کتب
آرام باغ کراچی -

(۱۹) انبیائے سابقین اور ہشت رات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
از علامہ محمد اشرف سیالوٹی - ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ
لاہور - مطبوعہ ۱۹۸۱ء

(۲۰) انفس العارفين - از شاہ ولی اللہ - ترجمہ حکیم محمد احسن اطہر
ناشر فوری کتب خانہ دربارہ مارکیت - گنج بخش روڈ لاہور -

(۲۱) انوار الرحمن لتذویر الجنان - ملفوظات شاہ عبد الرحمن لکھنوی

(۲۲) انوار محی الدین - از سید شبیر احمد شاہ فارسی - ناشر - مکتبہ مصنفین
بیکہ شریف لکھنؤ - دھولوی - براستہ کالیہ لائل پور - مطبوعہ ۱۹۶۶ء

(۲۳) انوار الانوار من لم صلوة الاسرار (نماز غوثیہ) - از امام احمد
رضا خان - ناشر - مکتبہ وقاد العلوم - نزد کلکری گراؤنڈ - کراچی - مطبوعہ
۱۹۹۲ء

(۲۴) انیس الارواح - ملفوظات حضرت عثمان ہمدانی - جامع حضرت
خواجہ امیری - ترجمہ و مقدمہ از اسد نظامی - ناشر قاضی پبلی کیشنز ۱۲۱
ڈالفرنز چیمبرز - گیت روڈ لاہور -

(۲۵) انیس المسکین - از خواجہ حافظ محمد عاقل صاحب - ترجمہ ملک خدا
دشتی دہلوی - پرنسپل جیسٹس محمد اکبر الکیلی - مبارک پورہ - بہاول پور
مطبوعہ ۱۹۷۷ء

(۲۶) بیچۃ الاسرار - از علی بن یوسف لکھنوی شافعی - ترجمہ سید

نائب احمد علی شاہ لاہوری۔ ناشر۔ مکتبہ جام نور۔ ۱۳۲۲ء۔ مسکایا علی۔
جامع مسجد۔ دہلی۔

(۲۷) آجودا طریقت۔ از سکندر لکھنوی۔ ناشر۔ خلیل بک ڈپو۔ لاہور۔
لیاقت آباد۔ سراجی ۱۹ (مطبوعہ ۱۳۳۲ء)۔

(۲۸) تاریخ الخلفاء از امام جلال الدین سیوطی۔

(۲۹) تاریخ مشائخ چشت۔ از پروفیسر خلیق احمد نظامی۔ ناشر دارالمصنفین

اسلام آباد۔ مطبوعہ غالب ۱۹۸۲ء

(۳۰) تحفہ حنفیہ (۱۰ جلد) پرچہ ۵۔ مطبوعہ مجاہدی الاولیٰ (۱۳۲۲ء) یہ رسالہ
قطر دار کتابیں چھاپا۔ اس کی کئی کاپیاں جناب آس نظامی صاحب
کے پاس میں نے دیکھی ہیں۔

(۳۱) تحفہ رسولیہ (منظوم پنجابی)۔ از میان محمد بخش۔ ناشر۔ نظامت
اوقاف۔ مظفر آباد۔ آزاد کشمیر۔ مطبوعہ ۱۹۷۹ء۔

(۳۲) تحفہ رسولیہ (منظوم فارسی)۔ از حضرت علامہ محمد الدین قصوری۔

مجددی۔ ناشر میان چراغ دین۔ تاجران کتب لاہور۔ بازار کشمیری۔ لاہور۔

(۳۳) تذکرہ خواجگان تونسوی۔ از پروفیسر مفتی احمد چشتی۔ ناشر

چشتیہ اکیڈمی۔ فرحت منزل۔ چنیوٹ بازار۔ فیصل آباد۔ مطبوعہ ۱۹۹۵ء

(۳۴) تذکرہ سیدنا حضرت اعظم۔ از طالب ہاشمی۔ ناشر۔ القمر انٹرنر

پرائمرز۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۷ء۔

(۳۵) تذکرہ مشائخ قادریہ۔ از جناب محمد دین کلیم۔ ناشر۔ مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۵ء۔

(۳۶) تسکین الخواجر فی مسئلۃ الی حضرت الناصر۔ از امام اہل سنت

سید احمد سعید کاظمی صاحب۔ ناشر۔ مکتبہ نور۔ یہ رضویہ۔ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

(۲۷) تفسیر الخاطر - از شیخ عبدالقادر ابن محمد بن علی الدین ارملی بغدادی - ترجمہ
اردو محمد صادق - ناشر - سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ - ڈیپک پوسٹ روڈ
فیصل آباد -

(۲۸) تلمذ میرالاولیاء - از خواجہ گل محمد احمد پوری (ترجمہ)
سعود حسن شہاب - ناشر - مکتبہ الہام - ۲۳ - سی - ماڈل ٹاؤن
ای - بہاولپور -

(۲۹) یادالحق - از مفتاح احمد دار خان نعیمی - ناشر نعیمی کتب خانہ
گجرات -

(۳۱) جواہر نقشبندیہ از محمد یوسف محمد دی - ناشر - مکتبہ انوار محمد حسین
۵-۵ - سٹریٹ ۵ - مین بازار - منصور آباد - فیصل آباد -

(۳۰) جواہر مثنویہ - از محمد الیاس اعظمی - ناشر - ذوالنورین پبلشرز
۲۶۵ - ایم - بلاک - ماڈل ٹاؤن - لاہور -

(۳۲) عدالتی بخشش - از امام احمد رضا خان - ناشر - کامیاب دار
التبلیغ - ۳۸ - اردو بازار - لاہور -

(۳۳) حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی پر ایک حقیقی تبصرہ - از
شیخ ابوالحسن زید فہوقی - ناشر اولہ معارف نعمانیہ - شاہ داغ -
لاہور - مطبوعہ ۱۴۱۲ھ -

(۳۴) حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشت - از پروفیسر محمد ایوب قادری
ناشر - ایم سعید کمپنی - ادب سنٹرل - پاکستان چوک - کراچی -
مطبوعہ ۱۹۸۳ء -

(۳۵) حضور قبیلہ عالم - (احوال و مناقب) - از پروفیسر افتخار احمد
چشتی - ناشر حقیقہ اکادمی - مکتبہ النوائد - حضرت منزل - پشاور بازار

(۳۶) حقیقت نگار صبری۔ از شاہ محمد حسن صبری رامپوری۔ ناشر محمد سلطان صبری چشتی۔ غوثیہ روڈ۔ بستی چراغ شاہ۔ قصور۔ مطبوعہ ۱۹۸۲ء۔

(۳۷) حکایت قدیم غوث کاغذی جائزہ از مولوی محمد احمد نظامی۔ ناشر تنظیم غلامان شمس العقیقہ۔ دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بھیرپور وکٹروہ۔ مطبوعہ ۱۹۹۶ء۔

(۳۸) حیات الموات فی بیان سماح الاموات۔ از امام احمد رضا خان ناشر حامد اینڈ کمپنی۔ مدینہ منزل۔ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور۔

(۳۹) خزینۃ الاصفیاء۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔ ترجمہ پیرزادہ قتال احمد فاروقی۔ ناشر۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۵ء۔

(۴۰) خلاص القادریہ فی فضائل النوشاہیہ۔ از سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ ناشر۔ ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ۔ مرید کے۔ شیخوپورہ۔ مطبوعہ ۱۹۹۳ء۔

(۴۱) خطبات کاظمی۔ ترتیب از غلام فرید سعید کاشکافی۔ ناشر۔ مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ / ملک کتاب گھر۔ چوک شاہ فیصل۔ علی پور۔

(۴۲) خلاصۃ المفاخر۔ از امام محمد عبداللہ یافعی۔ ترجمہ سید محمد فاروق القادری۔ ناشر۔ المعارف۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔

(۴۳) خزانہ غلام فرید (حیات و شاعری) از مسعود حسن شہاب۔ ناشر اردو۔ اکادمی۔ بہاول پور۔ مطبوعہ ۱۹۷۲ء۔

(۴۴) دُرُ المعارف۔ مملوظات شاہ غلام علی دہلوی۔ ترجمہ اختر شاہجہاں پوری۔ ناشر۔ فوری پک ڈپو۔ بازار داتا گنج بخش۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۲ء۔

۵۵) دلائل الحجرات - از امام محمد بن سلیمان الجزوی - ناشر مکتبه فیضیه آرام باغ کراچی -

۵۶) دلیل العارفین - ملفوظات خواجہ الہیری - جامع حضرت بختیار کاکل - مترجم ڈاکٹر محمد اختر چیمہ - ناشر علی بیادان - جنگ بازار فیصل آباد مطبوعہ ۱۹۸۱ء

۵۷) دیوان محمدی - از خواجہ محمد پرواز فزیدی - ناشر صاحبزادہ غلام قطب الدین - دارالعلوم خدیوہ فزیدیہ - برہنہ پورہ ٹاؤن - لاہور مطبوعہ ۱۹۹۱ء

۵۸) دکن حبیب (دکن حضرت غلام حیدر جلالی پوری سیالوی) - از ملک محمد دین ایڈیٹر صفوی - ناشر القسریک کارپوریشن - گنج بخش روڈ لاہور - مطبوعہ ۱۹۸۵ء

۵۹) راحت القلوب - ملفوظات بابا لاری - جامع حضرت محبوب الہی ترجمہ غلام احمد بریل - ناشر بختیاری دہلی - مطبوعہ ۱۹۱۶ء

۶۰) رکن دین - حصہ اول - توضیح العقائد - از مولانا رکن الدین لاری محمدوی - ناشر مکتبه نعمانیہ - اقبال روڈ - سیالکوٹ - مطبوعہ ۱۹۷۹ء

۶۱) رد ضلالت قطب - از سید بلاق شاہ - ناشر نذیر پبلشرز - لاہور بازار لاہور -

۶۲) ذبذبة الآثار - از شیخ عبدالحی خدش دہلوی - ترجمہ میرزا اود اقبال احمد فاروقی - ناشر مکتبه نبویہ - گنج بخش روڈ لاہور - مطبوعہ ۱۹۷۹ء

۶۳) سبع سائل - از میر عبد الواحد بلگرامی - ناشر مکتبه قادریہ - جامد نظامیہ رھنویہ - لوہاری منڈی - لاہور - مطبوعہ ۱۹۸۲ء

۶۴) سرور رانی ظرافت - سید احمد جالوی - ناشر حامد اینڈ کمپنی مین سٹریٹ ۱۰۸۸، گلزار ہائے

۶۵) سفینۃ الایمان - از دلا سنگھ - ترجمہ محمد علی - لعلی - ناشر

نظیر اکبر الہی - اردو بازار، کراچی، مطبوعہ ۱۹۸۶ء

(۹۶) سبکدہ الاولیاء - از وراثت شکرہ، ترجمہ پروفیسر مقبول بیگ بدین شاہی
ناشر پبلیکیشن لائبریری -

(۹۷) سوانح کربلا - از سید نعیم الدین مراد آبادی، ترجمہ پروفیسر کراچی

(۹۸) سیر الاقطاب - از شیخ الحدادیہ چشتی عثمانی، ناشر، نقشبندی لائل کٹرہ

مطبوعہ ۱۹۱۳ء

(۹۹) سیر الاولیاء، از میر خود و کرماتی، ترجمہ اعجاز الحق قدوسی

ناشر، اردو سائنس بورڈ - ۲۹۹ - آپر مال - لاہور، مطبوعہ ۱۹۸۶ء

(۱۰۰) سیر العارفین، از محمد بن فضل اللہ عثمانی، (ترجمہ) محمد یوب قادری

ناشر، اردو سائنس بورڈ - ۲۹۹ - آپر مال - لاہور، مطبوعہ ۱۹۸۶ء

(۱۰۱) سیرت حضرت عظیمؑ، از مولانا نور بخش، توفیقی مجددی، ناشر -

میں کتب خانہ، گجرات -

(۱۰۲) سیف السلول (مترجم) از قاضی شہار اللہ بانی پتی، ناشر، روضی

کتب خانہ - بیرون بوہڑ گیٹ ملتان -

(۱۰۳) شرح حدائق بخشش، (الحقائق فی الہدائی)، از مولانا فیض احمد

قدوسی، ناشر، مکتبہ ادیبیہ روضیہ، میران روڈ، بہاولپور -

(۱۰۴) شرح قصیدہ غوثیہ، از غفر صابری، مقدمہ از حکیم محمد حسن

مرقسی، ناشر، نوریہ روضیہ پبلی کیشنز - لاہور، گنج بخش روڈ لاہور

مطبوعہ ۱۹۹۶ء

(۱۰۵) عارف المعارف، از حضرت شہاب الدین سہروردی، (ترجمہ)

شہید احمد ارشد، ناشر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، اولی مارکیٹ -

ک انارکلی لاہور، مطبوعہ ۱۹۸۶ء

- (۷۶) عمدة المقامات - از خواجہ حاجی محمد فضل اللہ قندھاری - ناشر
خانقاہ مجددیہ قندھوسائیں داو (حیدر آباد) مطبوعہ ۱۳۵۵ھ
- (۷۷) غنیۃ الطالبین - از سیدنا عبد القادر جیلانی - ترجمہ مولانا محمد بیگ
ناشر - مکتبہ تعمیر انسانیت - اردو بازار - لاہور
- (۷۸) عنوت اعظم علیہ الرحمہ - از مولوی احسان الحق کاندھاری
ناشر - ادارہ اسلامیات - ۱۹ - آباد کلکتہ - لاہور - مطبوعہ ۱۹۷۱ھ
- (۷۹) عنوت اعظم قدس سرہ - از قاضی برخوردار ملتان فی عشی نیراسی
ناشر - کتب خانہ خضر منزل - ملتان شہر - مطبوعہ ۱۳۳۵ھ
- (۸۰) فتاویٰ رشیدیہ کامل - از مولوی رشید احمد گنگوہی - ناشر
ایم - ایم سعید کمپنی - ادب منزل - پاکستان - چوک - کراچی - مطبوعہ ۱۹۹۲ھ
- (۸۱) فوائد الالکین - ملفوظات حضرت بختیار کاکی - جامع - حضرت ۱۱
غریب - مترجم ملک فضل الدین - ناشر - اللہ والے کی قومی دکان - کشمیری بازار لاہور
- (۸۲) فوائد النواد - ملفوظات حضرت نظام الدین اویسیہ - جامع - امیر
حسن علامہ بزمی - ترجمہ پرو فیسر محمد سرور - ناشر - حلا - اکیڈمی شعبہ
مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب - حضور سی پنج - بادشاہی مسجد لاہور
مطبوعہ ۱۹۹۱ء
- (۸۳) فوائد فریدیہ - از خواجہ غلام فرید - ترجمہ - فقیر محبت شاہجانی -
ناشر - مکتبہ معین الادب - جامع مسجد شریف - ڈیرہ غازی خان -
- (۸۴) قصیدہ در شان شیخ عبد القادر جیلانی - از حضرت بہار الدین
ملتان - ناشر اکیم آرٹ ایجنسی - قندھ آباد - ملتان
- (۸۵) قلند الجواهر - از محمد یحییٰ نادانی - ترجمہ زبیر افضل عشی - ناشر
مدینہ پبلشنگ کمپنی - محمد علی جناح روڈ - کراچی - مطبوعہ ۱۹۷۱ھ

- (۸۶) کلام اولیاء فی شان سلطان الاولیاء مرتب . حافظ بکرت
علی قادری لاہوری . ناشر . خوشیہ کتب خانہ - ۳۱ . سرکل روڈ - بیرون
شاہ عالی دروازہ . لاہور .
- (۸۷) گیارہویں نامہ . از خواجہ حسن نظامی . شائع در ماہنامہ ادب
لاہور جلد ۳ شمارہ نمبر ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ . ناشر . خواجہ عابد نظامی
المصطفیٰ ہومیو پیتھک - ۵۳ . عبد الکریم روڈ . لاہور . مطبوعہ ۱۹۹۲
- (۸۸) مبادی و معاد . از حضرت محمد الف ثانی . ناشر . سنی لٹریچر
سوسائٹی . ۳۹ . ریلوے روڈ . لاہور . مطبوعہ ۱۴۱۶ھ
- (۸۹) عید دسی عقائد و نظریات . از مولانا عبدالحکیم اختر شاہ ایبہان پوری
ناشر . خاندانہ کبیر . ۳۸ . اردو بازار . لاہور . مطبوعہ ۱۹۹۱
- (۹۰) مخزنِ چشت . از خواجہ امام بخش جہادوی . ترجمہ . پروفیسر افتخار
احمد چشتی . ناشر . مکتبہ الفوائد . فرحت منزل . چنیوٹ بازار فیصل آباد
مطبوعہ ۱۹۸۹
- (۹۱) بدعت رسول . ترتیب حافظ عطاء الرسول . ناشر مکتبہ اولیاء
رضویہ . ملتان روڈ . پیپل پور .
- (۹۲) مرآة الاسرار . از شیخ عبد الرحمن چشتی . ترجمہ . واحد بخش سیال
ناشر . الفیصل ناشران و تاجران کتب . غزنی سٹریٹ . اردو بازار لاہور
- (۹۳) مرآت العاشقین . ملفوظات خواجہ شمس الدین سیالوی .
جامع سید محمد سعید . ترجمہ . غلام نظام الدین مروروی . ناشر . اسلامک
بک فاؤنڈیشن . ۲۳۹ . این . سکمن آباد . لاہور . مطبوعہ ۱۹۹۱
- (۹۴) مالک المالکین فی تذکرۃ الموالیین . از مرزا محمد عبدالستار
بیگ سہروردی مجددی .

(۹۵) مسکب شیرازی - از قلیل احمد ران . ناشر . نمان اکادمی .
جہانپور مشدی . خانیوال . مطبوعہ ۱۹۸۱ء

(۹۶) منظر جمال مصطفائی . از سید نصیر الدین ہاشمی . ناشر - سید
نصیر الدین ہاشمی ۱۶۰۰ - دلکش پارک . راج گڑھ . لاہور مطبوعہ ۱۹۹۲ء

(۹۷) معارف عاقبتیہ ترجمہ مقامات ارشادہ - مصنف مولانا محمد

منیر اللہ خان رامپوری . مترجم - مولانا حامد عسلی خان . ناشر
آفتاب عالم معرفت محمد عثمان اسٹیشنرز . مکھنیا بازار . کراچی پور .

(۹۸) مقالات کاظمی . از امام اہل سنت سید احمد سعید کاظمی . ناشر -
بزم سعید - جامعہ اسلامیہ عربیہ الوداعیہ العلوم - بنو لٹان . لٹان .

(۹۹) مقایسہ حقیقت - از مولانا محمد عمر الچھڑی . ناشر - المقیاس
پبلشرز - ۴۰ - دربار مارکیٹ . لاہور . مطبوعہ ۱۳۱۲ھ

(۱۰۰) مکتوبات شیخ عبدالقادر محدث دہلوی مع اخبار اراخیار . ناشر -
کتبہ نوریہ رضویہ . سکھر .

(۱۰۱) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ

(۱۰۲) مکتوبات خواجہ امام بخش بہارویؒ

(۱۰۳) ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی . جامع . مولانا مصطفیٰ رضا خان

ناشر . مدینہ پبلشنگ کمپنی . ایم اے جناح روڈ . لاہور .

(۱۰۴) ملفوظات خواجہ سلیمان تونسویؒ . جامع . مولوی غلام حید صاحب

عزیز مطبوعہ و قلم . ملوکہ جناب اسد نظامی صاحب .

(۱۰۵) مناقب المہدیین - از حاجی غلام الدین سلیمانی . ترجمہ . پروفیسر

افتخار احمد پشٹی . ناشر . اسلامک بک فاؤنڈیشن . ۲۲۹ - این بکس آباد

لاہور . مطبوعہ ۱۹۷۹ء

(۱۰۶) مہر منیر۔ اڈہ مولانا فیض احمد فیضی ناشر۔ ۲۰۰۰ء علیہ گوشتہ
شریعت ربا و لپٹڈی۔

(۱۰۷) مے خاں صوفیان۔ از جناب سکندر لکھنوی ناشر۔ فطیل بک ڈپو۔
۳/۳۳۷۔ لیاقت آباد۔ کراچی ۱۹۰۲ء مطبوعہ ۱۹۸۲ء۔

(۱۰۸) نام و نسب۔ از سید نصیر الدین گیلانی ناشر۔ مکتبہ جہریہ۔ درگاہ
گوشتہ شریعت۔ اسلام آباد۔ مطبوعہ ۱۹۸۹ء۔

(۱۰۹) نزہۃ الخاطر العاترہ۔ از ملا علی قاری۔ ترجمہ۔ علامہ اقبال
احمد فاروقی ناشر۔ یسٹن دارالاشاعت علویہ رضویہ۔ دھاکوٹ
روڈ۔ لائل پور۔

(۱۱۰) نظام الدین (عجلہ۔ ملتان)۔ سلسلہ تبلیغ ۵۵۔ تحقیقی مقالہ
از علامہ مشتاق احمد چشتی ناشر۔ مرکزی اجمن غلامانی نظام۔ نشا
روڈ ملتان۔ مطبوعہ فروزی ۱۹۷۵ء۔

(۱۱۱) نظام الدین (عجلہ۔ ملتان)۔ سلسلہ تبلیغ ۵۶۔ ۵۸۔ خاتمہ بحث
از علامہ مشتاق احمد چشتی ناشر۔ مرکزی اجمن غلامانی نظام۔
ملتان۔ مطبوعہ اپریل مئی ۱۹۷۵ء۔

(۱۱۲) فقہ حبیب۔ مرتب۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ناشر۔ مدینہ
پیشنگ کمپنی۔ بندہ روڈ۔ کراچی۔

(۱۱۳) نفحات الامس۔ از مولانا عبد الرحمن حامی۔ ترجمہ شمس
بریلوی ناشر۔ مدینہ پیشنگ کمپنی۔ الیم اسے جناح روڈ۔ کراچی۔

(۱۱۴) نفحات المحبوب فی اجیاد القلوب (مطلوبات حیدری) جامع
صوفی نور عالم۔ ترجمہ ڈاکٹر عبدالغنی ناشر۔ القمر بک کارپوریشن
کنجہ بخش روڈ۔ لاہور ۱۹۷۷ء۔ مطبوعہ ۱۹۸۷ء۔

- (۱۱۵) نور ربانی علیہ الحبیب السیما فی . از مولانا غلام قاسم بصیر دیوبند . ناشر .
 حامد لکھنؤ . مدینہ منترل . ۲۸ . اردو بازار . لاہور .
- (۱۱۶) نور و نہایت . از علامہ سید محمد عیسیٰ کاشمی محدث امر دیوبند . ناشر .
 ظہار ہند سید . مدرسہ انوار العلوم . کچہری روڈ . لکھنؤ .
- (۱۱۷) بدایت المسلمین . از میان محمد غنیش صاحب . ناشر . مکتبہ فزیل .
 جناح روڈ . راجہ وال .
- (۱۱۸) زیارات مقامات مقدسہ . نادی خان بشیر احمد خان . مرتب شیخ
 سردار محمد ہوشیار پوری . ۹ . جوہی مینشن . ہارنس سٹریٹ . کراچی .
- (۱۱۹) مقالہ المسالک (اشارات فریدی) . محفوظات خواجہ غلام فریدی
 جامع . رکن الدین . مترجم . واحد شمس سیال . ناشر . بزم اتحاد المسلمین .
 ا . ی . طارق روڈ . لاہور کینٹ . مطبوعہ ۱۹۶۱ء .
- (۱۲۰) سیف الملوک . از میان محمد غنیش . ناشر . جہانگیر بک ڈپو . اردو
 بازار . لاہور . مطبوعہ ۱۹۹۸ء .
- (۱۲۱) حزن اسرار . از مولانا نور محمد کلاچوی . ناشر . صاحبزادہ عبدالرشید
 خان . عرفان منترل . کلاچی . ڈیرہ اسماعیل خان . مطبوعہ ۱۹۷۵ء .
- (۱۲۲) ماہنامہ نور اسلام . ج ۲۷ . ش ۱۰ . اکتوبر ۱۹۹۲ء . ناشر
 دفتر ماہنامہ نور اسلام . جامع مسجد قادریہ شیر ربانی . ۲۱ .
 ایچ اسکیم . بنو مرگ سمن آباد . لاہور .
- (۱۲۳) مرآة غوثیہ . از محمد صدیق بیگ قادری . ناشر نور دیوبند ڈپو
 ابن بازار فیض آباد . مطبوعہ ۱۹۸۵ء .
- (۱۲۴) مکاتیب شریعہ . از شاہ غلام علی دیوبند . ناشر . مکتبہ
 الحقیقہ . شارع دار الشفقتہ . قلعہ ۵۷ . استنبول .

(۱۲۵) دوام العیش فی الائمۃ من قریش . از مولانا احمد رضا خان

کتب رضویہ ۱۱۱ . اجنٹ کلکتہ . انجمن شیعہ . لاہور .

حرفِ شکر

فراہمی کتب اور علمی تعاون کے سلسلے میں مندرجہ ذیل حضرات کا حسین قلب مجھے شکر و اداکر تہیہ

- ۱ جناب شیخ الاسلام نظامی صاحب
- ۲ جناب اعجاز حسین شاہ صاحب
- ۳ جناب جاوید اقبال خاں صاحب
- ۴ جناب حفصہ نوشاہی صاحب
- ۵ جناب خلیل احمد رانا صاحب
- ۶ جناب ذوالفقار عابدی صاحب
- ۷ جناب فاروق ایگانچہ صاحب
- ۸ جناب علامہ محمد شرف چشتی گولڑوی صاحب جہانیاں
- ۹ جناب علامہ محمد اقبال سعیدی صاحب مٹان
- ۱۰ جناب مولانا محمد زمان چشتی صاحب زمیم شاہ
- ۱۱ جناب شیخ مسعود سعید صاحب
- ۱۲ جناب مولانا محمد شفیع قادری صاحب وہنی وال
- ۱۳ جناب حاجی محمد صدیق قانی صاحب خانیوال
- ۱۴ جناب مولانا حفصہ راندہ گولڑوی صاحب
- ۱۵ جناب علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب بہاولپور

محترم جناب میاں صاحب

سلام مسنون۔ جناب نے دینی رسالہ "تقریب شدہ پھر اسالی فرمادیا میرے خط کا کوئی جواب نہ دیا کہ آپ کے مافی الضمیر کا اظہار ہو سکتا۔ فقیر کی تالیف "کلام الاولیاء الاکابر" تقریباً الفاظ طرز الافاضی بچھڑا سرور مجال مصطفائی بخوان اسرار مہر منیر نام و نسب وغیرہ کئی کتابوں اور رسالوں کے جو نسب میں لکھی گئی ہے اور میں نے براہ راست ہر دلی بند کی اپنی تصنیف سے حوالہ جات پیش کئے ہیں جنہیں دکھانے کا میں ذمہ دار ہوں۔ میرے حوالہ جات کا کوئی جواب ہے تو پیش فرمادوبی پر اسے گھسے پے رساں شائع کرنے کا کیا فائدہ نام و نسب کا متوالد تو حضرت سیدنا امیر معاویہ کا سخت مخالف ہے اور علی المرتضیٰ علیہ السلام کا بھی شوقین اور اس مسئلہ پر نسلی تعصب کا شکار ہے۔ ان کتابوں میں جتنے حوالہ جات ہیں سب تقادری علماء کی کتابوں کے ہیں اور تقادری علماء اس میں سخت ترین تعصب کا شکار ہیں۔

ثبات الاسرار اسرار السانین لطائف انوار اب فوز الطالب آپ دکھا سکتے ہیں؟ میاں صاحب یہ سب خود ساختہ ہوائی نام ہیں ان کا اس دنیا میں کوئی وجود نہیں ایک قلم غالی قادری حضرت خواجہ بزرگ اعجمی قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر میں نے بہت قاریوں کو پیش دیا ہے کہ اس کا کوئی حوالہ پیش کرو مگر آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ اگر آپ ہمت کر سکتے ہیں تو کر دکھائیں۔ فضلنا تم علی الحدیث میں تخصیص و تنقید ہو سکتی ہے تو قدی میں کیوں نہیں ہو سکتی بخوان اسرار غالی قادری کی دہائی ہوئی ہے جو انبیاء کی گردنوں پر بھی آپ کے قدم کا قائل ہے یہ بھی ایک پورا ٹولہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ درحقیقت اس دور میں تقادریت ہر نفع کی آماجگاہ بنی

ہوئی ہے اور منہ نہ خرچ الحسن و فہم تعدد کی منظر ہے اس پر تفصیلی گفتگو پھر کسی مجلس میں ہوگی۔ ہاں تو ہمارے نئے جہت قادریوں کی کتب نہیں ہو سکتیں بہت ہے تو انکار مشائخ چشت اہل بہشت میں سے کسی ایک کا فرمان خود ان کی اپنی تصنیف یا مافوق سے پیش کر دکھائیں جس میں یہ صراحت ہو کہ اولین آخرین کی گردن پر آپ کا قدم ہے۔ امام شافعی امام حلیہ القدر نور مجتہد ہیں مگر ان کا قول ہم احناف کے سامنے پیش کیا جائے گا تو ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ ہمارے لئے امام عظیم ابو حنیفہ کا قول جہت ہے دو پیش کرو۔

چلو چھوڑو ہم آپ سے بہت زیادہ نرمی کا وعدہ کرتے ہیں آپ کسی پانچویں بزرگ کا فرمان پیش نہیں کر سکتے تو کسی قادری مسلم بزرگ کا قول صریح ان کی اپنی تصنیف سے پیش کر دکھائیں جس میں یہ صراحت ہو کہ قطبیت اہل بیت پر منحصر ہے قادری شطوئی کی ہر بات حرف آخر نہیں ہو سکتی ہو تو یہ بھی کہتے کہ حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کے زمانہ میں کوئی حنفی ولی اللہ نہیں کیا آپ اسے تسلیم کرتے ہیں نیز کہتے ہیں کہ حضرت شیخ ابیٹو سہروردی رضی اللہ عنہ نے اس قول کو امر قرار دیا ہے مگر خود حضرت سہروردی اس کو سکر کہہ رہے ہیں دیکھو عوارف المعارف

قادری شطوئی قرأت کے نام کو حد ہو سکتے ہیں نہ کہ ولایت کے۔ اور حضرت شیخ قدس سرہ کے بارے میں متعصب تھے امام ذہبی نے بھی شہادت دے دی کہ کان ذاعتراف۔ ہم آپ کی خدمت میں انکار اولیاء امت کی صریح اور واضح نصوص پیش کرتے ہیں خود ان کی تصنیفات سے یا موقوفات سے چوں کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ جن حالت استغراق قدیمی الخ سے فرمودند اولیاء عصر یعنی مریدان و خائف ہو شاگردان ایسے جملہ اش سے شنیدند و سر خود خم کردند بدیں معلوم شد کہ فرمان عالی برائے معاصرین مختص بود۔ من گھنم مشائخ مجتہدین و متأخرین ازیں قول خارج اند حضرت

خواجہ غلام فرید قدمی سرہ ملفوظات

باید : ثابت کہ میں حکم مخصوص ہاویاء آں وقت است اولیاء مستغفر و ما
تأخر الزین حکم خارج اند مجدد الف ثانی مکتوبات

و کمل ما نقل من ذلك القليل من المشايخ ليقايا لشكر عندهم (۲)
فيكون من ذلك كلامه مؤذنه بالعجب كقول بعضهم من تحت حضرة
السماء حتى و قول بعضهم قدس هذه ال (۳) إشارة من في ذلك إلى تفرده في
وقته شيخ الشيوخ سرور دوی قدمی سرہ عوارف

معلوم ہوا کہ آپ کا یہ قول امر الی الہامی سے نہ تھا کہ یہ سکر سر زد ہوا اور اس
وقت کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

ایں ارشاد برائے حاضرین محفل ہونے کے برائے متقدمین و متخرین۔ ملفوظات
شمس العارفین سیالوی

اعلان قدمی سے فرمودند چوں معاصرین میں آواز سے شنیدند سر خم کروند شیخ
عبدالحق زبدہ

الطابق قدمی اس طرح معاصرین غلامیہ و مرید الہی شہود از نعم قدمی متقدمین و
متخرین خارج اند ملفوظات علامہ عبد العزیز بہاروی مستغفر ہر اس

پس مخصوص بر گردن ہائے اولیاء زمانہ ایشان ہوا کہ مرید الہ و خائف و متذنب
و دند (۴) فخریۃ النظام ملفوظات حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی

زین دو قول اکابر (۵) خواجہ حضرت قبا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہما معلوم شد
کہ قدم ایشان بر گردن اولیاء آں وقت ہوا و بعد ان نہ شیخ عید نبی شہی

لو کان ذلك بأمر من الله ما وقع منه دم (۶) و عدم و استغفر امام شعرانی
حضرت علی الخواص الجواہر والدرر

میاں صاحب کسی قادری کو فرمائیے اس طرح کی کوئی ایک صریح عبارت پیش کرے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر خود فرماتے ہیں شریعت فضائی من بعد سکری مگر یہ لوگ نہیں مانے حضرت شیخ اکبر ابن عربی قادری فرماتے ہیں ومنہم من تغلب علیہ الشطحات کعبہ القادر فتوحات جلد ۱۳ اس سے واضح ہے کہ آپ کے دعوائی شطحات تھے یعنی بلا امر الہی کان الشیخ محیی الدین (ابن عربی) کو صلی اللہ علیہ وسلم الشیخ ابو السعود عنادی اکمل من الشیخ عبدالقادر الجواہر والدرر امام شعرانی قول حضرت ابن عربی

کان اکمل من الشیخ عبدالقادر امام شعرانی حضرت محی النواص الیہ اقیات و الجواہر

کان صاحب الحال مؤثرۃ ربانیۃ مدۃ حیاتہ لم یکن صاحب مقام فتوحات

فان الشطح نقص فتوحات فکل من شطح فعن غفۃ شطح فتوحات فشهد علی نفسه بان مقام الادلال الذی کان فیہ نقص فود حضرت جلی قدس سرہ کی اپنے خلاف شہادت الجواہر والدرر۔ یہ سب نکار نہیں سمجھے سکے اور صرف چوبہدویں صدی کے ملا سمجھے

انحضرت معصوم نہیں ہیں کہ ان سے کوئی اعتراض واقع نہیں ہو سکتی اُردو نکار متقدمین سے دہل کے تحت اختلاف کر سکتے ہیں تو ہمیں یہ حق کیوں حاصل نہیں نیز میں پہلے اختلاف کرنے والا بھی نہیں ہوں قوالی خضاب سیاہ اور کئی دیگر مسائل میں علماء اہل سنت نے آپ سے اختلاف کیا ہے مثلاً میر صاحب گوڑوی علامہ عبدالغفور ہڑگوڑی علامہ ہندیاوی حضرت شیخ الاسلام سیالوی علامہ کالٹی علامہ غلام محمد گھوٹوی علامہ انصاری محمد زبیر حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی وغیرہم ہم لوگ اگر

قادر یوسا کے سامنے کچھ الاسرار وغیرہ قادری ائمہ کی لکھی ہوئی کتابوں کا حوالہ پیش کریں تو یہ حوالہ قادری حضرات پر حجت ہو گا۔ مثلاً کچھ کے اندر تقریباً ہر روایت میں وقت کی قید موجود ہے تو یہ ہماری دلیل ہے۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر پڑے۔ قادریوں کی دیگر کتب میں بھی وقت اور زمانہ کی قید ہے قاری شہوئی صاحب کچھ نے تو یہ بھی لکھا کہ آپ سے آگے قلبیت ظاہر کی طرف منتقل ہوتی مگر قادری نہیں جانتے آخر کیوں؟

ایک روایت جسے خاٹھ صاحب اور مؤلف نام ونسپ نے دلیل بنایا وہ دلیل نہیں بنتی بعض ارواح کا مجلس میں آ جانا اور بات ہے عاں تو بعض انبیاء کی ارواح ہدایت بھی تشریف آتی ہیں یہ فیض دینے کے لئے تشریف آتی ہیں نہ کہ لینے کے لئے نیز یہ معاملہ ہر قطب کے ساتھ اسی طرح پیش آتا ہے حق تعالیٰ اس کے قبہ پر تجلی فرماتے ہیں نبی پاک خلعت عطاء فرماتے ہیں اور جملہ عالم اس کے تصرف میں آ جاتا ہے سب اولیاء وقت ماسوائے افراد کے اس کے ماتحت ہوتے ہیں (فتوحات ابن عربی قادری) لیکن یہ بات ان حضرات کے ساتھ ہی خاص ہوتی ہے جو زندہ موجود ہوں اسی وجہ سے فی الارض کی قید کچھ میں بھی موجود ہے نفحات میں جاؤ عبید الرحمہ نے بعض ارواح کی تصریح فرمائی ہے۔ ایک مثال سمجھئے مولوی صاحبان چلے کرتے ہیں نئے فارغ ہوئے والوں کو جبے اور عمامے پہنائے جاتے ہیں تو اس تقریب میں سبب عطاء و فضا بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ یہ نئے سبب سابقین سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان ائمہ میں کی شمولیت نئے فضاء کی حوصلہ افزائی کے لیے ہوتی ہے انبیاء کی ارواح ہدایت کے بارے آپ کیا تصور رکھیں گے؟

ملا علی قاری قادری (جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کو کافر قرار دیتے ہیں) کی یہ روایت کہ "ہمیں ائمہ سے پہنچا کہ قطب اکبر اول امام حسن اور

اوسہ شیخ جیل اور آخر امام مجددی ہیں "کوئی دلیل ہے انکار میں سے کس نے یہ کہا ہے بھلا
ایسی مجہول روایت بھی جہل اعتبار و استناد ہو سکتی ہے ایسے استمدالات پر تو
قادر یوں کے سر شرم سے جھک جانے چاہیے تھے نیز یہ بات عقلاً و نقلاً
کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتی خلافت عن ابنہ تھیبت تو حضرت آدم علیہ السلام
سے شروع ہوئی نہ کہ امام حسن سے انہی "واعل فی الارض خلیفۃ نفع صریح
ہے پھر یہ خلافت و قطبیت مسلسل انبیاء و رسل میں چلتی رہی یہاں تک کہ خاتم الرسل
تشریف لائے تو آپ اپنے وقت کے قطب تھے آپ کے بعد حسب تصریح حضرت ابن
عربی قادری حضرت ابو بکر عثمان بن عفان حسین بن علی بن ابی طالب و علی بن ابی طالب
متوکل احمد بن حارون الرشید سلطی بایزید سلطی اور دیگر کئی حضرات قطب اکبر اور نمونہ
اعظم ہوئے اور یہ خلافت حق مسلسل تاقیامت جاری ہے

اس موضوع پر جتنا بڑا جھوٹ ہوا اتنا ہی جلدی اور خوش ہو کر قادری حضرات
اسے قبول اور پسند کرتے ہیں۔ اور اس طرح بڑے بڑے متحققین کی تحقیق کا کھانڈا
بھین چورا ہے میں ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے حتیٰ کہ اعلیٰ حضرات نے بھی جھوٹ کے پلندے
تفریح الخاطر کے حوالہ سے گریز نہیں کیا حالانکہ یہ مجموعہ انکارِ سب ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادری سیدنا امام علی مقام امام حسین کو بھی اصلی قطب
نہیں مانتے حدیث پاک میں ہے من عاد لی ولہ فدا آیتہ باحرب اور یہ سب کے
بھی منکر اور مخالف ہیں انہیں خوف خدا نہیں آتا

اقبال فاروقی نے زبد الآثار کے ترجمہ میں تحریف کی ہے اصل عبارت وہ
ہے جو پہلے درج کی جا چکی ہے کیا یہ بھی قادری حضرات کی دیانت و امانت کا نمونہ ہے۔
اگر اصل میں متقدمین کا ذکر ہے تو مجھے زبد فاروقی کی نو نو کار سال فرما دو تاکہ قدوریوں

کا صدق ثابت ہو سکے

والسلام مع الاکرام

اگر اسکو امر الہی الہامی تسلیم کر بھی یہ جائے تو بھی یہ بات مسلم ہے کہ اللہ بھت نہیں ہوتا لہذا جن حضرات نے سر جھکایا محض اس لئے جھکا یا پھر جھکانا فرض یا واجب نہ تھا اگر یوں کہا جائے کہ آپ پر امر الہی نازل ہوا جس کی وجہ سے آپ پر یہ کفر فرض اور واجب ہو گیا تو پھر تو اس امر سے نئی شریعت کا اجراء ہو گیا کہ حضرت شیخ جبلی پر ایک یہ فرض ثابت ہو گیا جو پہلے شریعت محمدیہ میں قرآن و سنت میں کہیں مذکور نہیں نیز ساری امت پر سر جھکانا فرض اور واجب ہو گیا حتیٰ کہ جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے یا جو فوت ہو چکے ان پر بھی اس فرض پر عمل پیرا ہونا ضروری و لازمی ہو گیا ایسا عظیم فرض تو نہ فرض ہے نہ روزہ شیخ جبلی کی نئی شریعت تو پھر محمد عربی علیہ السلام سے بھی بڑی قوی اور مضبوط ہے

حاشا وکلا حضرت شیخ قدس سرہ کا ایسے ہذیانات سے کوئی تعلق نہیں یہ صرف جھوٹے اور خالی محبت کے دعویٰ داروں کی خود ساختہ باتیں ہیں جو افتراء علی اللہ ہیں و قد عتاب من افتری اللہ کریم ہدایت دے

نیز حضرت ابن عربی نے صراحت فرمائی ہے کہ اپنے مرتبہ کا بیان و اتکلام خاصہ انبیاء ہے انہیں امر حقیقی یعنی وحی ہوتی ہے دوسرے لوگ ایسا کریں تو یہ منہبت علی تر مقدم کے نقص ہے اگر حالت سکر ہے تو وہ معذور ہے ورنہ عذر بھی باقی نہ رہے گانن عربی فرماتے ہیں کسی کو امر محسوس بھی ہو تو وہ بھی مکر خفی ہے فتوحات

(”خمس الفتا“ صاحب کے خط کا عکس آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی چشتی نظامی

خلیفہ حضرت فخر الدین فخر جہاں دہلوی

بدہ دست یقیں اے دل بردست شاہ جیلانی کردست اولو و اندر حقیقت دست یزدانی
ترجمہ۔ اے دل! اپنا دست ارادت حضرت غوث پاکؒ کے دست پاک میں دے کہ آپ کا ہاتھ
حقیقت میں دست الہی ہے۔

ہیرے، دستگیرے، غوث اعظم، قطب ربانی حبیب، ستید عالم، نبی محبوب سبحانی
ترجمہ۔ آپ امیر ولایت، دستگیر خلق، غوث اعظم اور قطب ربانی ہیں۔ آپ کا کیا کہنا! آپ
محبوب سبحانی، سرور عالم اور حبیب مخلصین ہیں۔

نشان شان، بے یغنی، بیان سرسکونی بہ سیرت مثل پیغمبر بہ صورت مرقی ثانی
ترجمہ۔ آپ بے مثال ذات کی شان کے فائزہ ہیں، آپ سے اسرار باطن کا ظہور ہوتا ہے، سیرت
میں رسالت تک صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اور بہ اعتبار صورت ثانی حیدر کرار ہیں۔

سراپا جلوہ صحنی، شامی ماہ تابانی کند یعقوبیش گر باشد ایش ماہ کنعان
ترجمہ۔ آپ حسن کی تجلیات کے سراپا اور ہر تہ چہ و صویں رات کے چاند ہیں۔ آپ اُس مقام
زیبائی پر تشریف لائے کہ اگر وہاں ماہ کنعاں بھی ہو تو وہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرح آپ
پر وارفتگی کا اظہار کرے۔

شب بخت سید را ذرۂ مرشش کند روشن سند و رولعہ لطفش رخ شام غریبانی
ترجمہ۔ آپ کے آتی پ ولایت کا ایک ذرہ سیاحین کی رات کو فروزاں کر دیتا ہے۔ بے کسوں
کی شام کے چہرے کو آپ کے عنایات کی روشنی چمکا دیتی ہے۔

زپائے پاک او فخریت دوش پاکبازان حیات تازہ جرفۂ ازو دین مسلمان
ترجمہ۔ پاکبازان طریقت کے کندھوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان پر حضرت غوث پاکؒ کا قدم مبارک
ہے، آپ کی برکت سے دین اسلام کو حیات نو میسر آتی۔

نیاز اندرجناپ پاک او از قدسیان بلند کہ آید جب سیریل از ہیرہ کار و بار در ربانی
ترجمہ۔ قدسی آپ کی بارگاہ ناز میں اظہار نیاز مندی کرتے ہیں یہاں تک کہ جناب جبریل
علیہ السلام بھی فریضہ درباری کی انجام دہی کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

سر سلسله نقشبندیه

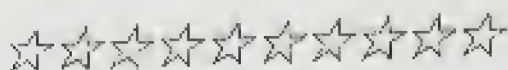
حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند

پادشاه هر دو عالم شیخ عبدالقادر است

سرور اولاد آدم شیخ عبدالقادر است

آفتاب و ماهتاب و عرش و کرسی و قلم

نور قلب از نور اعظم شیخ عبدالقادر است



جناب شمس القہماء مولوی محمد احمد صاحب بالقابہ ہدایۃ اللہ

سلام مسنون!

آپ کے دو عدد مکتوب نظر سے گزرے۔ ان کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلا کہ آپ واقعی شمس القہماء ہیں۔

آپ نے خدا اول صفحہ ۴۳ پر تیرہ دہائیوں کے نام لکھ کر دعویٰ کیا ہے کہ ”یہ سب اس وقت سے مقید مانتے ہیں اور اس قول کو سر شطیح قرار دیتے ہیں۔“

مولوی صاحب! بتائیے کہ بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ علیہ، خواجہ فخر جہاں رحمہ اللہ علیہ، خواجہ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ علیہ، خواجہ شمس الدین سیالوی رحمہ اللہ علیہ نے

اپنی کونسی کتابوں میں اس قول کو سر شطیح قرار دیا ہے؟ نیز بتائیے کہ حضرت ابن عربی رحمہ اللہ علیہ، حضرت علی خواص رحمہ اللہ علیہ اور حضرت امام شعرانی رحمہ اللہ

نے اپنی کون کونسی کتابوں میں قدمی کے دعویٰ کو اس وقت کے اولیائے معاصرین کے لئے مخصوص و مقید کیا ہے؟ نیز بتایا جائے کہ حضرت خواجہ غریب

نواز رحمہ اللہ علیہ اور حضرت محبوب الہی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی کونسی کتابوں میں اس قدمی کے دعویٰ کو اس وقت کے اولیائے معاصرین سے مقید کیا ہے؟ اور انہوں

نے کون سی کتابوں میں اس کے برعکس اس دعویٰ کو محض سر شطیح قرار دیا ہے؟ ایک ہی سانس میں گیارہ جھوٹ بولتے ہوئے ذرا کبھی نہ سوچا۔ پھر دوسرے خط

صفحہ ۲۵۱ میں یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ ”میں نے ہر اور استہدائی اللہ کی اپنی تصنیف سے حوالہ جات پیش کئے ہیں جنہیں دکھانے کا میں ذمہ دار ہوں۔“۔۔۔ اگر سچے ہو

تو اوپر کے دعوے الٰہ کی کتب سے پیش کرو۔ آپ نے دوسرے خط صفحہ ۲۵۱ میں یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ ”مخزن اسرار غالی قادری کی ہانکی ہوئی ہے جو انبیاء ہم

اسرارِ حجاب کی گردنوں پر بھی آپ کے قدم کا قائل ہے۔" حالانکہ یہ بات مخزنِ اسرار پر بہتان تراشی ہے۔ باقی مباحث فی الحال نظر انداز کرتے ہیں۔

آپ نے خط دوم صفحہ ۲۵۲ پر حضرت خواجہ فخر جہاں، مراد آبادی اور حضرت خواجہ غلام فرید، مراد آبادی کے حوالوں سے لکھا ہے کہ سیدنا جیلانی رحمہ اللہ کے اولیائے معاصرین یا تو آپ کے مرید تھے یا خلیفہ۔ ورنہ کم از کم شاگرد تھے۔ گویان کے سوا آپ کے معاصرین میں اور کوئی اولیاء نہ تھے۔ رہا دئے زمین پر صرف ایک حقیقی ولی اللہ کا قول تودہ من کل الوجوہ حقیقی ہونے پر محمول ہے اور کامل ترین دلائل پر محمول ہے۔ مزید شرح ہماری کتاب صفحہ ۶-۸۵ میں ہے۔

آپ نے خط دوم صفحہ ۲۵۱ پر نکاتِ اسرار، اسرار السائکین، لہائف الغرائب، فوز الطالب کے تالیف ہونے پر بغلیں جائی ہیں۔ اور ان کو خود ساختہ ہوائی نام قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب یہ غیر علمی طریقہ ہے۔ صد با کتابی ائمہ دین نے لکھیں آج ان کا نشان نہیں ملتا۔ مگر تذکروں اور تاریخوں میں نام نکھارہ گیا۔ نایاب کتابوں سے پرانے علماء نے جو باتیں نقل کیں ہمیں ان پر اعتماد کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے میرے نبی کا نور تخلیق کیا۔ مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے سابقہ علماء نے لکھی۔ اب ناقص نسخہ ہاتھ لگاؤ چھاپا گیا مگر حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہے۔ وہابیہ اصل کتاب سے ثبوت مانگتے ہیں مگر ہمارے علماء سابقہ علماء کی چشم دید گواہی پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی مولوی محمد احمد صاحب آپ کو سابقہ علماء کی چشم دید گواہی پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ قادر ہے کہ ان کتابوں کو ایک ایک کر کے

پرانے ذخیروں سے منظر عام پر لائے۔

جہ مولوی صاحب! آپ نے ارواح اولیائے اولین و آخرین کی قدمی کی محفل میں حاضری تسلیم کی ہے۔ پھر زمین کے سب اولیاء کے سر جھکنا بھی تسلیم کیا ہے۔ ساتھ ہی آپ نے دستار بندی کی مثال دی۔ مگر یہ بھول گئے کہ دستار بندی کے وقت کسی فاضل کی تمام حاضریں پر برتری کا قول نہیں کیا جاتا اور نہ ہی سب کے سر جھکائے جاتے ہیں۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ (حدیث نمبر ۲۵۳)

جہ مولوی صاحب! حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی مختلف ہے۔ ہر جگہ اصطلاحی معنی لیتے رہے تو پھر قرآن پاک کی آیات بھی زد میں آجائیں گی۔ ومن الناس من يشترى لهُو الحديث (لقمان: ۶) حتی يبخسوا فی حدیث غیرہ (النساء: ۱۵۰، الانعام: ۶۸)۔ مولوی صاحب! آپ کی سخن فہمی اور حدیث فہمی پر یہ آیت یاد آجاتی ہے۔ فعال هؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حدیثاً۔ (النساء: ۷۸)

گزارش کا خلاصہ فقط یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ خلیفہ نے طرد الافہامی میں حدیث کا لفظ لغوی معنی میں لکھا ہے۔ (حوالہ ص ۲۵)

جہ مولوی صاحب! آپ نے طا علی قاری رحمہ اللہ علیہ پر اپنی کتاب میں اعتماد کیا تھا۔ اب اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ خلیفہ کی کتاب میں اس کا حوالہ دیکھا ہے تو علی قاری رحمہ اللہ خلیفہ کا وہ فتویٰ بھی یاد آگیا ہے جس سے ان کی توجہ منقول ہے۔ توجہ کے بعد بھی ان کو الزام دینا درست نہیں ہے۔ مولوی صاحب! عقل سے کام لو۔

طا علی قاری رحمہ اللہ خلیفہ نے بعض لوگوں سے بات نقل نہیں کی کہ آپ

مجموعین کا انحرولگائیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ان کو اکابر قرار دے کر ان سے بات نقل کی کہ ان تین افراد کو قطبیت کبریٰ ملنے کی وجہ امام حسن رضی اللہ عنہ قرار دے گا ترک خلافت کرنا ہے۔ اس عبارت میں باقی حضرات کی قطبیت کبریٰ کی نفی نہیں ہے۔ اس باقی حضرات کی قطبیت کبریٰ کی وجہ یہ نہیں ہے۔ مصر اضافی ہے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی ترک خلافت سے ملنے والی قطبیت کبریٰ ان تین حضرات میں منحصر ہے۔ اور یہ بات حضرت غلام قادر بھیر دی پوشٹی نکھائی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب نور ربانی فی مدح المحبوب البخانی میں لکھی ہے۔ اب خطوں میں اور کوئی خاص اعتراض یا کلمہ باقی نہیں رہا۔

دعا گو

الطائف حسین سعیدی

المذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

۷۸۶
۷۸

جناب شمس الفقہار مولوی محمد احمد صاحب بالقیام ہمارا اللہ

۱۰۱

دو عدد مکتوب نظر سے گزرے۔ اُن کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلا کہ آپ واقعی شمس الفقہار ہیں۔
خط اول خط ۲ پر تیروہ زبوں کے نام لکھ کر دعویٰ کیا ہے کہ "یہ سب اُس وقت سے عقیدہ مانتے ہیں کہ"
اول کو شکر شیط قرار دیتے ہیں" مولوی صاحب! بتائیے کہ بابا فرید گنج شکرؒ، خواجہ غفر جہانؒ،
سیدہاں تونسویؒ، خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے اپنی کونسی کتابوں میں اس قول کو شکر شیط قرار
دیا ہے؟ نیز بتائیے کہ حضرت ابن عربیؒ، حضرت علی خواصؒ اور حضرت امام شیرازیؒ نے اپنی کونسی
کتاب میں قدمی کے دعویٰ کو اُس وقت کے اولیائے معاصرین کے لئے مخصوص و عقیدہ کیا ہے؟ نیز بتائیے
کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ اور حضرت محبوب الہیؒ نے اپنی کونسی کتابوں میں اس قدمی کے
دعویٰ کو اُس وقت کے اولیائے معاصرین سے عقیدہ کیا ہے؟ اور کونسی کتابوں میں اس کے برعکس اس دعویٰ
محض شکر شیط قرار دیا ہے؟ ایک ہی شخص میں گیارہ جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی نہ سمجھا۔
دوسرے خط ۲۵۱ میں یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ "میں نے براہ راست ہر ولی اللہ کی اپنی تصنیف
حوالہ جات پیش کئے ہیں جنہیں دیکھنے کا میں ذمہ دار ہوں۔" اگر سچے ہو تو اوپر کے دست
لکھے کتب سے پیش کرو۔ آپ نے دوسرے خط ۲۵۱ میں یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ "حضرت اسرار علی قادری
بنائی چوٹ ہے جو انبیاء کی گردنوں پر بھی آپ کے قدم کا قائل ہے۔" حالانکہ یہ بات مخزن اسرار پر
ان تراش ہے۔ باقی جھوٹ فی الحال نظر انداز کرتا ہوں۔

پہلے خط دوم خط ۲۵۲ پر حضرت خواجہ غفر جہانؒ اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے حوالوں سے لکھا ہے کہ
شیخہ جیلانی کے اولیائے معاصرین یا تو فرید تھے یا خلیفہ۔ ورنہ کم از کم شاگرد تھے۔ کیا ان کے سوا
کچھ معاصرین میں کوئی اولیاء نہ تھے۔ وہاں روئے زمین پر صرف ایک حنفی ولی اللہ کا قول تو وہ
میں کل الوجہ حنفی ہونے پر محمول ہے اور کامل ترین ولایت پر محمول ہے۔ مزید شرح ہماری کتابت ہے۔
۲۵۱ پر نکات الاسرار اسرار الدین مطابق الغرائب فوز الطالب کے ناپائید ہونے

پر بعضیں بھائی ہیں۔ اور ان کو خود سادہ ہوائی نام قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب یہ غیر علمی طریقہ ہے۔ حدیث
 کہ ہیں ائمہ دین نے کھیں آج ان کا نشان نہیں ملتا۔ مگر نہ کروں اور تاریخوں میں نام لکھا رہ گیا۔ نایاب کتابوں
 سے پڑانے علماء نے جو باتیں نقل کیں، جیسے ان پر اعتماد کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حدیث جابرؓ کہ آج ہمارے
 پہلے اللہ نے ترے ہی کا نور تخلیق کیا۔ مصنف عبد الرحمن کے موائے سے سابقہ علماء نے لکھی۔ اب اتنے نسخہ ملے
 لگاؤہ چھاپا گیا مگر حدیث جابرؓ غائب ہے۔ وہابیہ اصل کتاب سے ثبوت مانگتے ہیں مگر ہمارے علماء سابقہ علماء کی چشم
 گواہی پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی مولانا محمد احمد صاحب کو سابقہ علماء کی چشم گواہی پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ
 قادر ہے کہ ان کتابوں کو ایک ایک کر کے پڑانے والوں سے منظر عام پر لائے۔

مولوی صاحب اپنے ارواح اولیائے اولین و آخرین کی قدسی کی محفل میں، اس طرح تسلیم کی ہے پھر سب اولیاء کے سر
 جھکا بھی تسلیم کیا ہے تم اپنے دستار بندہ کی مثال دی مگر یہ بھول گئے کہ دستار بندہ کے وقت کسی فاضل کی
 تمام حاضرین پر برتری کا قول نہیں کیا جاتا اور نہ ہی سب کے سر جھکاٹے ہوتے ہیں۔ یہ قیاس سے انصاف ہے۔

مولوی صاحب! حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی مختلف ہے۔ ہر جگہ اصطلاحی معنی لیے رہے تو پھر
 قرآن پاک کی آیات بھی نہ دین آجائیں گی۔ ومن الناس من یشتري لھو الحدیث (القان ۶) حتی یخرجوا
 فی حدیث غیرہ (النساء ۱۳۵ - الاحقاف: ۶۸)۔ مولوی صاحب! آپ کی سخنی فہمی اور حدیث فہمی

پر یہ آیت یاد آجاتی ہے۔ فعال هؤلاء القوم لا یدکون یفقهون حدیثاً (النساء ۵۸)۔

گزارش کا خلاصہ فقط یہ ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ نے طرز الافاضل میں حدیث کا لفظ لغوی معنی میں لکھا ہے۔

مولوی صاحب نے ملا علی قاریؒ پر اچھی کتاب میں اعتماد کیا تھا۔ اب ملا حضرتؒ کی کتاب میں اسی کا حوالہ دیکھا ہے تو علی قاریؒ

کا فتویٰ بھی یاد آ گیا ہے جس سے ان کی توجہ منقول ہے۔ توجہ کہ بعد بھی الزام دینا درست نہیں ہے مولوی صاحب عقل کا کام۔

ملا علی قاریؒ نے بعض لوگوں سے بات نقل نہیں کی کہ آپ جمہورین کا مشورہ لگائیں ملا علی قاریؒ نے ان کو اکابر قرار دیا کہ

ان سے بات نقل کی کہ تین افراد کو قطبیت گمبزی ملے کہ وہ امام حسنؒ کا ترک خلاف کیا ہے۔ اس عبارت میں باقی

حضرات کی قطبیت گمبزی کی نفی نہیں ہے۔ ان باقی حضرات کی قطبیت گمبزی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ امام حسنؒ کی ترک خلاف

سے ملے والی قطبیت گمبزی ان تین حضرات میں منحصر ہے۔ اور یہ بات حضرت غلام قادیانیؒ کی حاشیہ بھی اپنی

کتاب نور ربانی فی مدح المحبوب السجانی میں لکھی ہے اور کوئی خاص اعتراض یا کتبہ نہیں ملے۔ دعا گو۔ (الکتاب)

اندوہناک اور روح فرسا خبر

سید محمد اخلاق صاحب معرفت طاریف اکرام صاحب یہ روح فرسا اور گہناک خبر پڑھی کہ سرکار سید المرسلین ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ و سب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر منور کو منہدم کر دیا گیا ہے اور لوگوں نے شریف کی پہاڑی کی چوٹی جس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور تھی، کو کاٹ کر ایک جانب دھکیل کر گر دیا گیا ہے۔ اس اندوہناک سانحہ کی اور اس کے افسردہ اثرات عرف المرء کی پوزر نہ مت کی جاتی ہے۔

حضور نذر کون و مکمل در رحمت عالمین، شفیع عامین، رحمۃ اللہ علیہ، سید المرسلین ﷺ جب صبح حدیبیہ کے موقع پر مقام لواء شریف سے گزرے تو اپنی والدہ محترمہ جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربت پر شریف لے گئے، اپنے دست اقدس سے اسے درست فرمایا اور بے اختیار چشم بے مہرک سے آنسو رو دو گئے۔ استغیثہ پر فرمایا: "اے اللہ کی مٹا بھیجیاد آگنی اور میں رو دیاں۔" (۴۲) حضور کی روایت دار نو اربعین صفحہ ۲۰، ۲۱

اسی کتاب میں یہ واقعہ بھی موجود ہے کہ غزوہ اجد کے موقع پر کفار کے لشکر میں سے بعض نے لواء کے مقام پر حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر مہرک کو اکھاڑنے کا منصوبہ بنایا تھا، لیکن لشکر کفار کے قائدین نے اس پر عمل متوی کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کے زمانے میں جو کام کفار کرنے سے باز رہے، اس کو عصر حاضر کے وہابیہ عقیدہ کے حامل نام نہاد مسلمانوں نے کر دیا۔ اس طرح ان لوگوں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور کی بے حرمتی کر کے جناب سرکار رسالت ﷺ کو تسلی تکلیف پہنچائی ہے اور اس کے نتیجے میں وہ غضب خدا کے مستحق قرار پائے ہیں۔ تمام مسلمان زعماء، ادیبوں، دانشوروں کو اس روح فرسا واقعہ کے خلاف گواہی دینی چاہیے اور سخت احتجاج کرنا چاہیے۔

فاکس پائے در سیدہ آمنہؓ و سب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میں از سیر احمد علوی شیخ علی محمد رکن ضیائی

۱۲ مارچ ۱۹۹۹ء، حضرت تالابور

قارئین کرام! جب یہ کتاب چھپ کر بائینڈنگ کے مراحل میں تھی اور اس کی ڈی مائل کتاب ہذا جناب ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی صاحب کو ارسال کی گئی تو انہوں نے فوراً فون پر بائینڈنگ روک دینے کے لئے فرمایا اور مزید مواد بچھنے کے لئے کہا حالانکہ آدھی کتاب کو پین لگ چکی تھی۔ لہذا ان کے مرسلہ (مولو) مکتوب، نام مولوی محمد احمد صاحب شامل کیا جا رہا ہے۔

اسی دوران یہ خوش گوار خبریں ملیں کہ مولوی محمد احمد صاحب کی اغویات و خرافات کا نوٹس غلامانِ اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوب لیا ہے۔ جنم سے جناب طارقی مجاہد کی کتاب "سید الاولیاء" شائع ہو گئی ہے۔ علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی کتاب "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر" کی کمپوزنگ بھی جناب صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری مدظلہ نے بھرپور سے ارسال کر دی ہے۔ علاوہ ازیں جناب اسرار الحسنین صاحب کی تصنیف لطیف بھی تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اسنے رد تو مولوی موصوف کے ہمارے علم میں ہیں۔ اس سلسلے میں مزید کام جاری ہے۔ فقیر جب مولانا اویسی صاحب کا کمپوز شدہ مسودہ دیکھ رہا تھا تو اور باتوں کے علاوہ ایک بات دل کو لگی، فرماتے ہیں :

"کتاب میں چند اسماء گنائے ہیں جو مصنف کے سر پرست ہیں۔ مجھے وہ بھیڑ یاد آئی جو چھت پر کھڑی شیر کو گالی دے رہی تھی، شیر نے کہا: مجھے تو نہیں چھت گالی دے رہی ہے۔ میں نے بھی کتاب پڑھ کر کہا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے عقیدت مندوں کو تحزیب نہیں اس کے سر پرست گالی دے رہے ہیں۔"

لیکن طرفہ تماشا دیکھئے کہ مولوی محمد احمد صاحب کے سر پرستوں میں ایک نام میاں جمیل احمد شر قہوری کا ہے۔ ان کے بارے شنید ہے کہ تین صد سب موصوف مذکور سے لے کر تقسیم کرنے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ میاں صاحب اپنے سلسلہ

عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی مولوی صاحب کی دست برد سے نہ چا سکے۔ العیاذ باللہ۔ موصوف کی کتاب کے صفحہ ۱۵۱ پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پاکیزہ دامن کو داندہ مار کرنے کی ناپاک جسارت سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ اولیاء کرام کی ایک کثیر تعداد آپ سے وابستہ ہے جن میں حضرت میاں شیر محمد شرقیوری علیہ الرحمۃ بھی شامل ہیں۔ موصوف نے مذکورہ بالا صفحہ پر آپ کے اس مکتوب گرامی جس میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انضیلت ثابت ہوتی ہے اسے جعلی گمان کرتے ہوئے حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو خارج از مذہب اہل سنت قرار دینے کی بھرپور کوشش فرمائی ہے۔

میاں صاحب! کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت مجدد صاحب کی رنگ فاروقی حرکت میں آجائے اور پناہ کا بھی کوئی ٹھکانا ڈھونڈے سے نہ ملے۔ وقت رجوع ہے غنیمت سمجھیں۔

مہار زہر (صدر جنوی گیم یعنی فاروقی ضیائی جہنم
حضرت لاہور

نوٹ :

دشمن اولیاء و علم مولوی محمد احمد صاحب غالباً اس حقیقت سے نا آشنا ہیں کہ ”نکات الاسرار“ کے متعدد خطی نسخے لاہور، اسلام آباد اور پشاور میں موجود ہیں۔ اہل علم اور ریسرچ کارکنان سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

ناشر